توحید پر دنیا کی سب سے منفرد تحقیقی کتاب

کِتابُ التوحید

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ



اللهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

توحید پر دنیا کی سب سے منفرد تحقیقی کتاب

کتاب التوحید

اَلَّذِيْ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعَبِيْد

(کا اردو ترجمہ)

تالیف

مجدد الدعوۃ الامام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

تخریج و ضمیمہ

حافظ ابو محمد مصلح الدین محمدی حفظہ اللہ

تقدیم

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

نشر و توزیع

توحید پبلیکیشنز

بنگلور (انڈیا)

کتاب .... کتاب التوحید

تالیف .... مجدد الدعوۃ الامام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

ترجمہ .... پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ

تقدیم .... شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

کمپوزنگ .... محمد حسن خان

طبع اوّل .... 1439ھ....2018ء

تعداد 3000

ناشر .... توحید پبلی کیشنز، انڈیا

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BENGALURU-560 041

2-Islamic Information Centre,
Opp Jai Bharath Real Estate
#141, 3rd Main, Kousar Nagar,
RT Nagar PO,
BENGALURU - 560 032
984528 9298; 80 2333 9298
www.iicblr.in; info@iicblr.in

3-Islam World
No. 35, Haines road,
Fraser Town,
Near AKS Convention Centre,
Phone#9900102210,
9620250026
BENGALURU-560 005

4-Dar us Salaam
Hanif Ahmed Wani
Phone#9419748245
SRINAGAR-(J.K)

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس. آر. کے. گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

2- اسلامك انفرميشن سنٹر
نمبر: ۱۴۱، تھرڈ مین، کوثر نگر
آر۔ ٹی۔ نگر پوسٹ آفس۔
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۳۲

3- اسلام ورلڈ
نمبر ۳۵، ہینز روڈ، فریزر ٹاؤن،
نزد اے. کے. ایس کنونشن سینٹر،
فون: ۹۹۰۰۱۰۲۲۱۰، ۹۶۲۰۲۵۰۰۲۶
بنگلور۔ ۵۶۵ ۰۰۵

4- دار السلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔ (جموکشمیر)

email @ tawheed_pbs@hotmail.com

فہرست مضامین

- تقدیم 07
- توحید تمام عبادات کی بنیاد ہے 15
- توحید کی فضیلت اور اس سے گناہوں کے مٹنے کا بیان 22
- توحید کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والا شخص بلا حساب جنت میں جائے گا 27
- شرک سے ڈرنے کا بیان 32
- ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کی طرف دعوت دینا 35
- توحید کی تفسیر اور کلمہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کی گواہی کا مفہوم 41
- رفع بلاء اور دفع مصائب کے لیئے چھلے اور دھاگے وغیرہ باندھنا شرک ہے 45
- دم اور تعویذات کا بیان 49
- جو شخص کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھے 53
- غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا 57
- جہاں غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہو وہاں اللہ کے نام پر ذبح کرنا جائز نہیں 61
- غیر اللہ کی نذر و نیاز شرک ہے 64
- غیر اللہ سے پناہ مانگنا شرک ہے 66

- غیر اللہ سے فریاد کرنا یا اسے پکارنا شرک ہے 68
- بے اختیار کو پکارنا شرک ہے 72
- فرشتوں پر اللہ کی وحی کا خوف 77
- شفاعت کا بیان........................ 82
- ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے 86
- بنی آدم کے کفر اور ترکِ دین کا بنیادی سبب صالحین کی عزت وتکریم میں غلو کرنا ہے . 89
- کسی صالح آدمی کی قبر کے پاس، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ناجائز اور سنگین جرم ہے، تو خود اس مردِ صالح کی عبادت کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟ 94
- صالحین اور بزرگوں کی قبروں کے بارے میں غلو کا انجام ''شرکِ اکبر'' ہے......... 99
- نبی کریم ﷺ کا توحید کی مکمل حفاظت کے سلسلے میں شرک بننے والی ہر راہ کو بند کرنا 102
- امتِ محمدیہ ﷺ کے بعض افراد کے بت پرستی میں مبتلا ہونے کی پیش گوئی 105
- جادو کا بیان........................ 111
- جادو کی بعض اقسام کا بیان 115
- نجومیوں اور غیب کا دعویٰ کرنے والوں کا بیان 118
- جادو ٹونے کے ذریعے جادو کا علاج کرنے کی ممانعت 122
- بدفالی اور بدشگونی........................ 124
- علمِ نجوم کی شرعی حیثیت........................ 129
- تاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے 131
- اللہ تعالیٰ کی محبت دین کی بنیاد ہے 134
- ڈر اور خوف کو اللہ کیلئے خاص کرنے کا بیان 138

- صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے 141
- اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے........................ 143
- اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا ایمان باللہ کا حصہ ہے 145
- ریا کاری ایک مذموم عمل ہے 148
- کسی نیک عمل سے دنیا کا طالب ہونا بھی شرک ہے 150
- اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام، یا حرام کردہ چیز کو حلال سمجھنے میں علماء وامراء کی اطاعت ان کو رب کا درجہ دینا ہے 152
- ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں بعض کی حقیقت........................ 155
- اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار 159
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کفر ہے........................ 161
- شرک کی بعض مخفی صورتیں 163
- اللہ تعالیٰ کی قسم پر اکتفانہ کرنے والے کا حکم 166
- ''وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں'' کہنے کا حکم 167
- زمانے کو گالی دینا یا برا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے 170
- شہنشاہ' قاضی القضاۃ اور اس قسم کے القاب کی شرعی حیثیت........................ 172
- اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کی تعظیم وتکریم اور اس وجہ سے کسی کے نام کی تبدیلی 174
- اللہ' قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں حکم.... 176
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری' تکبر کی علامت اور بہت بڑا جرم ہے 178
- اولاد ملنے پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا 184
- اسماءِ حسنیٰ کا بیان 187
- ''السلام علی اللہ'' کہنے کی ممانعت 189

- ''یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے'' کہنا درست نہیں 190
- کسی کو ''میرا بندہ'' یا ''میری بندی'' کہنے کی ممانعت 192
- اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے 194
- اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر صرف جنت ہی مانگی جائے.............................. 195
- کسی پریشانی یا حادثہ کے بعد ''اگر'' یا ''کاش'' وغیرہ الفاظ کے ساتھ اظہارِ حسرت کرنا منع ہے 196
- ہوا اور آندھی کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کی ممانعت 198
- اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے متعلق بدگمانی کرنے کی ممانعت 199
- منکرینِ تقدیر کا بیان 202
- تصویر کشی کرنے والوں کا حکم 206
- کثرت سے قسم اٹھانا مذموم ہے 209
- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ اور امان دینے کی ممانعت 212
- ازراہِ غرور وتکبر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کا انجام 216
- اللہ کو مخلوق کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش کرنا گستاخی اور انتہائی حماقت ہے .. 218
- گلشنِ توحید کی حفاظت کے سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے شرک کے تمام ذرائع اور اور راستوں کو مکمل طور پر بند کر دیا 220
- اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رفعتِ شان کا بیان 222
- ضمیمہ جات 229

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ، وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
میرا بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ کا بنیادی ومرکزی نقطہ توحید ہی تھا، بلکہ ان کی بعثت کا حقیقی مقصود ہی اثباتِ توحید اور نفیِ شرک و بدعات تھا۔

1 ...... چنانچہ ہر نبی جب اور جہاں بھی مبعوث کیا گیا، اس نے سب سے پہلے اپنی قوم وقبیلہ کے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ قرآنِ کریم میں جا بجا یہ بات واضح طور پر مذکور ہے، سورۃ الانبیاء میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵﴾ (سورۃ الانبیاء: 25)

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، سو میری عبادت کرو۔''

یہاں تمام انبیاء کی دعوت کا مشترکہ طور پر ذکر ہے کہ انہوں نے توحیدِ الٰہی کے بیان کو

ہی مرکزی نقطہ بنایا جبکہ دیگر کئی مقامات پر ایک ایک نبی کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوتِ توحید کے نقطے کی وضاحت فرمائی ہے۔

2...... چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ٝ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ ﴾

(سورة هود : 25، 26)

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، بے شک میں تمھارے لیے صاف صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر ایک دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

3......حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۳۹ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۰ ﴾

(سورۂ یوسف : 39، 40)

''اے قید خانے کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ رب بہتر ہیں یا اللہ، جو اکیلا ہے، نہایت زبردست ہے؟ تم اس کے سوا عبادت نہیں کرتے مگر چند ناموں کی، جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے بارے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم اللہ کے سوا کسی کا نہیں، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو، یہی سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

4......حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ (سورۃ الاعراف : 65)

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، تو کیا تم نہیں ڈرتے؟''

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴾ (سورۂ ہود : 50)

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ تم تو محض جھوٹ باندھنے والے ہو۔''

اور تیسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ اذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴾ (سورۃ الاحقاف : 21)

''اور عاد کے بھائی کو یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ڈرایا، جب کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد کئی ڈرانے والے گزر چکے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو، بے شک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

5......حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں یوں آیا ہے:

﴿ وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا

تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

(سورة الاعراف : 73)

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمھارے لیے ایک نشانی کے طور پر ہے، سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کسی برے طریقے سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ تمھیں ایک دردناک عذاب پکڑ لے گا۔''

اور سورۂ ہود میں ہے:

﴿ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦١﴾ ﴾ (سورۂ ہود : 61)

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمھیں زمین سے پیدا کیا اور تمھیں اس میں آباد کیا، سو اس سے بخشش مانگو، پھر اس کی طرف پلٹ آؤ، یقیناً میرا رب قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔''

اسی طرح سورۃ النمل میں ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ ﴾ (سورة النمل : 45)

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو تو اچانک وہ دو گروہ ہو کر جھگڑ رہے تھے۔''

6 ......حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کا تذکرہ یوں آیا ہے:

﴿ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (سورة الاعراف : 85)

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)، اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل آ چکی۔ پس ماپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم مومن ہو۔''

اور سورۂ ہود میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ ﴾ (سورۂ هود : 84)

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول کم نہ کرو، بے شک میں تمھیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور بے شک میں تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔''

اور آگے جا کر سورۃ العنکبوت میں ہے:

﴿ وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ ﴾ (سورة العنكبوت : 36)

''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا) تو اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور یوم آخر کی امید رکھو اور زمین میں فساد کرنے والے بن کر دنگا نہ مچاؤ۔''

غرض تمام انبیاء کی دعوت کا بنیادی و مرکزی نقطہ یہی تھا حتیٰ کہ امام الانبیاء والرسل ﷺ نے بھی اپنی دعوت وتبلیغ کا آغاز اسی ''توحید'' کے درس سے فرمایا اور لوگوں کو فلاحِ دارین کی بشارت دی، چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((يَا اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا .)) ❶

''اے لوگو! یہ کہہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، تم فلاح پا جاؤ گے۔''

اور ایک روایت میں ہے:

((اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ، أَأْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا .)) ❷

''میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

توحید کی یہ دعوت غارِ حرا کی تنہائیوں سے نکل کر فاران کی چوٹیوں تک پہنچی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے چند سالوں میں یہ پیغامِ توحید کم وبیش تیرہ لاکھ مربع میل تک پہنچ گیا اور خلافتِ راشدہ کے عہدِ مبارک کے اختتام تک یہ دعوتِ توحید وقت کی تمام تہذیبوں اور ثقافتوں کو سرنگوں کر چکی تھی۔

---

❶ صحيح ابن حبان : 6562۔ مسند أحمد بن حنبل : 492/3۔ صحيح دلائل النبوة للوادعى : 67، 536۔ الصحيح المسند للوادعى : 516۔ المحلى : 112/9۔ جامع المسانيد لابن كثير : 5464 .

❷ حواله سابقه، مسند أحمد .

لیکن چند صدیوں کے بعد مسلمان توحید کا یہ درس پھر بھول گئے اور شرک کی آلودگیوں سے ملوث ہو گئے۔ ان حالات میں آٹھویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے میراثِ توحید کا تحفظ کیا اور جب نجد وحجاز میں شرک و بدعات کے جھکڑ چلے تو مجدّدِ دین اور امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ میدان میں آ گئے جن کی علمی و عملی مساعی سے نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر شرک و بدعات کے ایوانوں میں ہلچل مچ گئی اور یہ عظیم الشان تجدیدی انقلاب ان کی صرف ایک تصنیف ''کتاب التوحید'' کی برکت سے رونما ہوا۔

یہ کتاب دنیا کی بکثرت زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے، اور تقریباً ایک صدی قبل اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا تھا اور اس کے کئی ایڈیشن معمولی ترمیم و تصحیح کے ساتھ طبع ہوتے رہے اور کم وبیش پندرہ سال قبل دارالسلام (الریاض، لاہور) نے اپنے مخصوص انداز اور منہج تحقیق کے مطابق متعدد متون اور نسخوں کے تقابل سے ایک مستند متن تیار کروا کر اس کی تخریج کروائی اور ایک معروف فاضل جناب پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ نے شستہ پیرائے اور شگفتہ اسلوب میں اس کا ترجمہ کیا، جس میں پرانے انداز کو ترک کر کے اکیسویں صدی کے ترقی یافتہ اردو ترجمہ کا رنگ اپنایا اور پھر اسے دارالسلام نے اپنے اعلیٰ معیاری انداز سے شائع کیا جو واقعی احسن اور حسن طباعت کا عکس اور ظاہری و معنوی خوبیوں کا آئینہ دار ہے۔

زیرِ نظر ایڈیشن ''**توحید پبلیکیشنز**'' بنگلور نے شائع کیا ہے اور اس کے لیے بعض وجوہات کی بناء پر جناب حافظ ابو محمد مصلح الدین محمدی حفظہ اللہ سے اس کتاب کی ازسرِ نو تحقیق تخریج کروائی ہے اور اہل علم قارئین ان دونوں ایڈیشنوں میں نمایاں فرق محسوس کر سکیں گے۔ کیونکہ ہمارے فاضل محقق نے کتاب التوحید سے متعلقہ جتنی بھی کتب میسر آ سکیں ان سب سے استفادہ کیا اور جابجا حوالہ جات بھی ذکر کر دیے ہیں۔

اسی طرح اگر کہیں کوئی ''تسامح'' محسوس کیا تو اس کی وضاحت تخریج میں یا ضمیمہ نمبر ڈال کر کر دی ہے اور اپنے استدرکات کو پورے دلائل سے پیش کیا ہے۔ یوں یہ ایڈیشن مزید

کئی خوبیوں کا مرقع بن گیا ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کارکنانِ ''**توحید پبلیکیشنز**'' ، کتاب کے مؤلف و مترجم، محقق اور دامے درمے قدمے، سخنے، کسی بھی طرح تعاون کرنے والوں کو اس خدمت پر اجرِعظیم سے نوازے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر — ۱۴۳۹/۸/۲۷ھ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر — ۲۰۱۸/۵/۱۳ء

وداعیہ متعاون مکاتب جالیات الخبر ،

الراکۃ ، الدمام ، الظهران (سعودی عرب)

www.mohammedmunirqamar.com

[1] **توحید پبلیکیشنز** کی طرف سے اسی موضوع کی لیکن قدرے مختصر کتاب ''**کشف الشبہات**'' کا اردو ترجمہ بھی شائع کردیا ہے جو توحید سے متعلقہ اشکالات وشبہات کے رد کے طور پر مصنف کتاب التوحید نے ہی تالیف فرمائی تھی اور راقم الحروف نے ''توحید سے متعلقہ: امور وشبہات کا ازالہ'' کے نام سے اس کا ترجمہ کیا تھا۔ تقبلہ اللّٰہ (ابوعدنان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید تمام عبادات کی بنیاد ہے

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (سورة الذاریات: 56)

''اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

پھر فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

(سورة النحل :36)

''اور ہم نے ہر اُمّت میں رسول بھیجا کہ صرف اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔''

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾

(سورة الاسراء: 23)

''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم صرف اسی (اللہ) کی بندگی کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

اور جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (سورة النساء :36)

''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

ایک اور جگہ پر اللہ رب العزّت نے یوں فرمایا ہے:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾

(سورۃ الانعام : 151)

''(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں، جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ یہ) کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی ﷺ کی سر بمہر وصیت ملاحظہ کرنا چاہتا ہے تو ہو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لے:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ﴾ (سورۃ الانعام :153)

''(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجیے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں، جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں۔ یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور (ماں باپ سے بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی۔ اور تم بے حیائی کے کاموں کے ظاہر ہوں یا

پوشیدہ، قریب نہ جانا۔ اور جس کا قتل اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے قتل نہ کرو، مگر حق (اور جائز طریقے) کے ساتھ۔ اس (اللہ) نے تمھیں ان باتوں کی ہدایت کی ہے، تاکہ تم عقل سے کام ہو۔ اور تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو انتہائی بہترین اور پسندیدہ ہو، یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے۔ اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا پورا کرو۔ (بے انصافی نہ کرو)، ہم کسی جان کو اس کی وسعت سے بڑھ کر مکلّف نہیں بناتے۔ اور جب بات کرو تو انصاف کی کہو، خواہ وہ (تمھارا) رشتے دار ہی ہو۔ (جھکاؤ سے کام نہ لو) اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ (بدعہدی نہ کرو) اس (اللہ) نے تمھیں ان باتوں کی ہدایت کی ہے، شاید کہ تم نصیحت قبول کرو اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے، تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا، کہ وہ (راستے) تمھیں اللہ کی راہ سے دور کر دیں گے۔ اس (اللہ) نے تمھیں اس بات کی ہدایت کی ہے، تاکہ تم پرہیز گار بنو۔'' [1]

اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا:

((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ

---

[1] اسناده حسن: سنن الترمذی، أبواب تفسير القرآن عن رسول اللّٰه ﷺ، باب وَمِنْ سورة الانعام (ج 5 ص 155 ح 3070) ومعجم الأوسط للطبرانی: 43/2 رقم الحديث: 1208، و ابن أبي حاتم فی تفسيره: 5، رقم: 8065.

تنبیہ: اس حدیث کو ضعیف کہنا درست نہیں۔ دیکھیں ضمیمہ نمبر 1۔

النَّاسَ؟ قَالَ: لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا .)) ❶

''اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ جو بندہ شرک کا مرتکب نہ ہو وہ اسے عذاب نہ دے۔'' (معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں): میں نے کہا: ''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! (اجازت ہو تو) لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں (اور عمل کرنا چھوڑ دیں)۔''

مسائل

① جنّ وانس کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کارفرما ہے۔

② عبادت سے اصل مراد توحید ہے، کیونکہ جملہ انبیاء اور ان کی امتوں کے درمیان یہی بات متنازعہ تھی۔

③ جو شخص توحید پر کاربند نہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی نہیں کی اور سورۃ ''الکافرون'' کی آیت ﴿وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ ''اور جن کی تم پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش کرنے والا نہیں ہو'' کا مفہوم بھی یہی ہے۔

④ انبیاء ورسل کی بعثت میں حکمت کارفرما تھی۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب اسم الفَرَس والحمار، ج 4، ص 29، حدیث نمبر 2856، 5967، 6500۔ وصحیح مسلم، کتاب الایْمَانِ، بابُ: مَنْ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ج 1 ص 43، حدیث نمبر 30، دوسرا نسخه، حدیث نمبر 48.

⑤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر امت کی ہدایت کے لیے رسول بھیجے گئے۔

⑥ تمام انبیاء کا دین یعنی ان کی دعوت کا محور اور مرکزی نکتہ صرف توحید تھا۔

⑦ ایک بڑا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ طاغوت کا ردّ اور اس کا انکار کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت (بندگی) ممکن ہی نہیں۔ اور اسی معنی میں اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ (سورة البقرہ: 256)

''سو جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، درحقیقت اس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔''

⑧ ''طاغوت'' ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔

⑨ یہ بھی معلوم ہوا کہ سلفِ صالحین کے نزدیک سورۂ انعام کی مذکورہ تین محکم آیات کی کس قدر اہمیت اور عظمت تھی۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو دس احکام اور ہدایت دی گئی ہیں۔ ان میں سے اولین ہدایت ''شرک سے ممانعت'' کی ہے۔

⑩ سورۂ بنی اسرائیل (الاسراء) کی محکم آیات میں اٹھارہ مسائل بیان ہوئے ہیں، جن کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا﴾

(سورۃ الاسرا: 22)

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا ورنہ ذلیل اور بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہو گے۔''

یعنی ان مسائل میں سب سے پہلے توحید کا بیان ہے اور سب سے آخر میں بھی توحید ہی کا ذکر ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا﴾

(سورة الاسراء : 39)

''اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا لینا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (اللہ کے دربار سے) راندہ بنا کر جہنّم میں ڈال دیے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان مسائل کی اہمیّت پر تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾ (سورة الاسرا : 39)

''یہ ان دانائی کی باتوں میں سے ہیں جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی ہیں۔''

⑪ سورۃ النساء کی وہ آیت جو حقوقِ عشرہ کی آیت کہلاتی ہے، کا آغاز بھی اللہ نے اپنے (توحید بھرے) ان الفاظ سے کیا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا﴾ (سورة النساء : 36)

''اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔''

⑫ اس میں رسول اللہ ﷺ کی اس وصیت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے جو آپ ﷺ نے وفات کے وقت فرمائی تھی۔

⑬ ہمارے یعنی بندوں کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟

⑭ جب بندے جب اللہ تعالیٰ کا حق ادا کریں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟

⑮ حدیثِ مذکورہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس میں مذکور مسئلہ کا اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کو علم نہ تھا۔

⑯ کسی مصلحت کے پیشِ نظر کتمان علم (علم کو مخفی رکھنا) جائز ہے۔

⑰ کسی مسلمان کو ایسی خبر دینا مستحب ہے جس سے وہ خوش ہو۔

⑱ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت پر بھروکہ کر کے عمل ترک کرنے سے ڈرنا چاہیے۔

⑲ اگر مسئول کو کسی بات کا علم نہ ہو تو اس کے متعلق ''اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ'' (یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں) کہے۔

⑳ کسی کو علم سکھانا اور کسی کو محروم رکھنا بھی جائز ہے۔

21. اس حدیث سے نبیِ اکرم ﷺ کی تواضع وانکساری کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جلیل القدر ہونے کے باوجود گدھے پر سوار ہوئے اور اپنے پیچھے ایک دوسرے شخص کو بھی سوار کیا۔
22. سواری پر اپنے پیچھے کسی دوسرے کو بٹھا لینا جائز ہے۔
23. اس حدیث سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے۔
24. اس حدیث سے مسئلہ توحید کی عظمت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

باب 1

توحید کی فضیلت اور اس سے گناہوں کے مٹنے کا بیان

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ (سورۃ الانعام : 82)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے آلودہ نہیں کیا، ان کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں۔''

اور عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَىٰ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلَىٰ مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ.)) [1]

''جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام (بھی) اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ جو اس (اللہ) نے مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا تھا اور اس کی طرف سے (بھیجی ہوئی) روح تھے۔

---

[1] صحیح البخاری، أحادیث الانبیاء صلوات اللّٰه علیهم، قوله: یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم، ج 4، ص 165، حدیث نمبر 3435۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: من مات علی التوحید دخل الجنة، ج 1 ص 42، حدیث نمبر 28 دوسرا نسخه، حدیث نمبر 46.

اور (جو شخص اس بات کو بھی گواہی دے کہ) جنّت اور جہنّم برحق ہیں۔ تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ (بہرحال) جنّت میں داخل کرے گا، خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔''

اور صحیحین ہی میں عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) ❶

''اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جو محض رضائے الٰہی کے لیے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کرے، دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔''

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا رَبِّ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوْكَ بِهِ، قَالَ: قُلْ يَا مُوْسَى! لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ: كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا، قَالَ: يَا مُوْسَى! لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَفِي كِفَّةٍ، وَلَا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ، مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.)) ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت، ج 1 ص 92 حدیث نمبر 425، 1186، 5401، 6423، 6938۔ وصحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب الرخصة فی التخلف عن الجماعة بعذر، ج 2 ص 126 حدیث نمبر 33 دوسرا نخہ: 263.

❷ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح ذکر سوال کلیم اللّٰہ ربه، ان یعلمه شیئا یذکره ج 14 ص 102 حدیث نمبر 6218۔ حاکم نے المستدرك، کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر 18، باب فضل لا اله الا اللّٰہ وأمر اللّٰہ به موسیٰ علیہ السلام 775، حدیث نمبر 1979 وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ ضعیف ہے مگر لا الہ الا اللہ کی یہ فضیلت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 2۔

''موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، اے میرے پروردگار! مجھے کوئی ایسا ذکر بتائیں جس سے میں تجھے یاد کروں اور اس کے ذریعے سے تجھے پکارتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! ''لا الہ اللہ اللہ'' پڑھا کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کی مخلوق بجز میرے اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں ہوں اور ''لا الہ الا اللہ'' دوسرے پلڑے میں ہو تو ''لا الہ الا اللہ'' ان سب سے وزنی ہوگا۔''

اور سنن ترمذی میں حسن سند کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ، ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا ، لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً .))[1]

''اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر کر گناہ لائے، پھر اس حال میں تو مجھ سے ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اسی قدر تیری طرف مغفرت و بخشش لے کر آؤں۔''

مسائل

1. ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بہت وسیع ہے۔
2. اللہ تعالیٰ کے ہاں توحید کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

---

[1] یہ حدیث صحیح ہے۔ رواہ الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب یا ابن آدم انك ما دعوتنی، ج 5 ص 509، حدیث نمبر 3540، حسنہ الترمذی و صححه الألبانی، تخریج مشکاۃ المصابیح 4336۔ الصحیحة 127، 128۔
اس حدیث پر کلام کے جواب کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 3۔

③ توحید کا عقیدہ ثواب کے ساتھ ساتھ گناہوں کا کفارہ بھی ہے۔

④ سورۃ انعام کی آیت :۸۲ کی تفسیر بھی واضح ہوئی کہ اس میں ''ظلم'' سے مراد ''شرک'' ہے۔

⑤ حدیثِ عبادہ رضی اللہ عنہ میں پانچ امور مذکور ہیں، ان پر غور کیا جائے کہ ان میں سرفہرست شرک نہ کرنا ہے۔

⑥ حدیثِ عبادہ اور حدیث عتبان رضی اللہ عنہما دونوں کو جمع کریں تو ان سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کا معنی مزید واضح ہو جاتا ہے اور جو لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہیں (کہ محض زبان سے کلمہ توحید کا اقرار نجات کے لیے کافی ہے) ان کی غلطی بھی واضح ہو جاتی ہے۔

⑦ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور شرط بھی قابلِ توجہ ہے۔

⑧ انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اس کلمہ کی فضیلت ماننے کے محتاج تھے۔

⑨ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ کلمہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰه'' تمام آسمانوں اور زمینوں سے وزنی اور بھاری ہونے کے باوجود بہت سے کلمہ گو لوگوں کے ترازو ہلکے ہوں گے۔

⑩ اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔

⑪ آسمانوں اور زمینوں میں مخلوق آباد ہے۔

⑫ اللہ تعالیٰ کے بھی اوصاف (صفات) ہیں، جبکہ اشاعرہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے (کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا انکار کرتے ہیں۔)

⑬ جب آپ انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو اچھی طرح سمجھ لیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عتبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ان الفاظ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِى بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ))

''کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کی خاطر کلمہ ''لا الہ اللہ اللہ'' کا اقرار کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔''

سے شرک کو چھوڑ دینا مراد ہے، محض زبان سے کلمہ پڑھ لینا نجات کے لیے کافی نہیں۔

⑭ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اس حدیث میں محمد ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول کہا گیا ہے۔

⑮ یہ بات بھی قابل پہچان ہے کہ (ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا کلمہ ہے) تاہم یہاں خصوصی طور پر عیسیٰ علیہ السلام کو ''اللہ تعالیٰ کا کلمہ'' کہا گیا ہے۔

⑯ (اگرچہ روح، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، تاہم) عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خصوصی طور پر معلوم ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی روح قرار دیا گیا ہے۔

⑰ جنّت اور جہنّم پر ایمان لانے کی (اہمیت اور) فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔

⑱ اس تفصیل سے عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ((عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)) کا معنی بھی متعین ہو جاتا ہے کہ (انسان کے جنت میں جانے کے لیے اس کا ''صاحبِ توحید'' ہونا شرط ہے۔)

⑲ قیامت کے روز اعمال تولنے کے لیے جو میزان قائم کی جائے گی، اس کے بھی دو پلڑے ہیں۔

⑳ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیئے ''الوجہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کہ جس کا معنی ''چہرہ'' ہے۔ (یعنی یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہے، البتہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ کی رو سے ہم اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر ہیں۔

باب 2

توحید کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے والا شخص بلا حساب جنت میں جائے گا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾

(سورة النحل : 120)

''بے شک ابراہیم (لوگوں کے لیے) پیشوا، اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور یک سو تھے۔ وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ هُم بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴾ (سورة المؤمنون : 59)

''اور (اہلِ ایمان وہ ہیں) جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں ٹھہراتے۔''

حصین بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک دفعہ) سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے پاس حاضر تھا کہ انہوں نے کہا ''گذشتہ رات ٹوٹنے والا ستارہ تم میں سے کس نے دیکھا؟'' تو میں نے کہا: ''میں نے، پھر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ میں اس وقت نماز میں مشغول نہیں تھا، بلکہ مجھے کسی چیز نے ڈس لیا تھا''، سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے پوچھا: تو پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: ''میں نے دم کیا تھا۔'' انہوں نے مجھ سے پھر پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو میں نے جواب میں کہا ''کہ ہمیں شعبی رحمہ اللہ'' نے ایک حدیث بیان کی ہے، اس کی بناء پر میں نے دم کیا تھا۔'' سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے پھر سوال کر دیا: ''شعبی رحمہ اللہ نے تمہیں کیا بیان کیا تھا؟''

میں نے جواب دیا کہ انہوں نے ہمیں بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث بیان کی کہ ((لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ)) [1] ''نظر بد اور کسی زہریلی چیز کے کاٹنے کے سوا کسی اور صورت میں دم نہیں۔''

یہ سن کر سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: ''جس نے جو سنا، پھر اس پر عمل کیا، اس نے بہت ہی اچھا کیا۔ البتہ ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی۔

((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَان، وَالنَّبِيَّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي، فَقِيلَ لِيْ: هٰذَا مُوسٰى وَقَوْمُهُ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ، فَقِيلَ لِيْ: هٰذِهِ أُمَّتُكَ، وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰٓئِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَذَكَرُوا أَشْيَآءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ. فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الطب، باب من اکتوی اوکوی غیرہ و فضل من لم یکتو، ج 7، ص 126، حدیث: 5705، 5752، 6541۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة، ج 1، ص 37، حدیث: 220، دوسرا نسخہ: 374۔ مؤلف نے یہاں مسلم کے ہی الفاظ نقل کیے ہیں۔

وضاحت:...... مسلم کی روایت میں لا یرقون لفظ کی زیادتی ہے جو کہ بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاذ ہے۔ مجموع فتاویٰ: 1/182 اور اقتضاء الصراط المستقیم: 2/827۔828.

يَـجْعَلَنِي مِنْهُمْ ، قَالَ: أَنْتَ مِنْهُمْ ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ ، فَقَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ .)) [1]

''میرے سامنے بہت سی امتیں پیش کی گئی، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کیس تھ تو بہت بڑی جماعت ہے اور کسی کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں۔ اور میں نے ایک نبی ایسا بھی دیکھا، جس کے ساتھ کوئی ایک بھی (امتی) نہیں تھا۔ اسی اثناء میں میرے سامنے ایک بہت بڑی جماعت نمودار ہوئی، میں نے سمجھا کہ یہ میری امت ہے، لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے۔ پھر میں نے ایک اور بہت بڑی جماعت دیکھی، مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اور ان میں ستر ہزار افراد ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اتنی بات فرمانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور گھر تشریف لے گئے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان (خوش نصیب ستر ہزار) افراد کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض نے کہا ''شاید یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے ہیں'' اور بعض نے کہا: ''شاید یہ ہو لوگ ہیں جو (عہدِ) اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔'' اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اور باتیں بھی ذکر کیں۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آراء سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو نہ دم کرواتے ہیں، یہ (علاج کی غرض سے) اپنے جسم داغتے ہیں، نہ بدفالی لیتے ہیں اور وہ صرف اپنے پروردگار پر ہی توکل کرتے ہیں۔'' یہ

---

[1] صحيح البخاری، کتاب الطب، باب من اکتوی أو کوی غيره وفضل من لم يكتو، ح: 5705، 5752۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة، ح: 220، واللفظ له.

سن کر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!) یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کر دے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو ان میں سے ہے۔'' اس کے بعد ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی ''(اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!) میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس (دعا) میں عکاشہ (رضی اللہ عنہ) تم پر سبقت لے گیا ہے۔''

مسائل

① یہ کہ توحید کے بارے میں لوگوں کے درجات و مراتب مختلف ہیں۔

② ''تحقق توحید'' کے مطلب کی وضاحت ہے۔

③ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر ابراہیم علیہ السلام کی مدح و ستائش فرمائی ہے کہ ''وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے اور ان کا دامن شرک کی آلودگی سے پاک تھا۔''

④ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر اولیاء کرام کی بھی مدح فرمائی ہے کہ وہ شرک سے بے زار تھے۔

⑤ ''دم'' اور جسم داغنے کے طریقِ علاج کو ترک کرنا توحید کا اعلیٰ درجہ ہے۔

⑥ ان اوصاف کا احاطہ کرنا ہی درحقیقت توکل ہے۔

⑦ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کی گہرائی کا بھی پتہ چلتا ہے، کہ یہ بلند پایہ مراتب و مناصب انہیں محض عمل کی بدولت حاصل ہوئے ہیں۔

⑧ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خیر اور نیکی کے کاموں پر کس قدر حریص تھے۔

⑨ اس سے امتِ محمدیہ کی فضیلت بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ امت بلندیٔ درجات اور کثرتِ تعداد کے لحاظ سے تمام امتوں سے برتر اور افضل ہے۔

⑩ اس سے موسیٰ علیہ السلام (اور ان) کی امت کی فضیلت بھی عیاں ہوتی ہے۔

⑪ نبی ﷺ کے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں۔

⑫ ہر امت کو اپنے اپنے نبی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ اٹھایا جائے گا۔

⑬ دعوتِ انبیاء کو بالعموم تھوڑے لوگوں نے قبول کیا۔

⑭ جس نبی ﷺ کی دعوت پر ایک شخص بھی ایمان نہ لایا، وہ اکیلا ہی آئے گا۔

⑮ اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ کثرتِ تعداد پر مغرور اور قلتِ تعداد پر پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔

⑯ نظرِ بد اور زہریلے جانور کے کاٹے کا دم کرنا جائز ہے۔

⑰ سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے قول (قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهَى اِلَى مَا سَمِعَ) یعنی ''جس نے اپنی شنید کے مطابق عمل کیا، اس نے اچھا کیا'' سے سلفِ صالحین کی علمی گہرائی کا پتہ چلتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی حدیث دوسری حدیث کے خلاف نہیں۔

⑱ سلفِ صالحین ایک دوسرے کی بے جا تعریف وستائش سے پرہیز کیا کرتے تھے۔

⑲ نبیِ اکریم ﷺ کا عکاشہ رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانا کہ ((اَنْتَ مِنْهُمْ)) ''کہ تو ان میں سے ہے۔'' آپ ﷺ کے نبی ہونے کے دلائل اور نشانیوں میں سے ایک دلیل اور نشانی ہے۔

⑳ اس حدیث سے عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔

㉑ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ (بوقتِ ضرورت تصریح کی بجائے) اشارہ وکنایہ میں گفتگو کرنا جائز ہے۔

㉒ (عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد دعا کی درخواست کرنے والے شخص کو احسن انداز میں بٹھا دینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ) نبیِ اکرم ﷺ اعلیٰ واحسن اخلاق کے مالک تھے۔

باب 3

شرک سے ڈرنے کا بیان

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾

(سورة النساء : 48)

''بے شک اللہ تعالیٰ اس (گناہ) کو نہیں بخشے گا کہ (کسی کو) اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا۔''

اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی:

﴿ وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ﴾ (سورۂ ابراهيم : 35)

''اور (اے میرے رب!) مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچانا۔''

اور حدیث شریف میں ہے:

((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ ا فَسُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ: الرِّيَاءُ .))[1]

''مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر ''شرکِ اصغر'' کا ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: ''شرک اصغر'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری۔''

---

[1] اسناده حسن لذاته۔ مسند أحمد، مسند الأنصار، حديث محمود بن ليبد، ج 39، ص 39، حديث: 23630، 23636۔ معجم الكبير للطبرانى، ج 4، ص 253، ح 4301۔ والبيهقى فى شعب الايمان، ج 9 ص 154، ح: 6412۔ ابن حجر نے (بلوغ المرام: 440) اسناده حسن جبکہ علامہ البانی نے تخریج مشكاة المصابيح: 5263 والصحيحه: 95 میں اسناده جيد کہا ہے۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ .)) ❶

''جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے (شریک) کو پکارتا ہوتو وہ جہنم رسید ہوگا۔''

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ .)) ❷

''جو کوئی اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوتو وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہوتو وہ جہنم رسید ہوگا۔''

مسائل

① شرک سے ڈرنا چاہیئے۔

② ''ریا کاری'' بھی شرک کی ایک قسم ہے۔

③ ''ریا کاری'' ''شرکِ اصغر'' ہے۔

④ نیک لوگوں پر باقی گناہوں کی نسبت ''ریا کاری'' کا زیادہ خطرہ ہے۔

⑤ جنت اور جہنم (انسان کے) قریب ہیں۔

⑥ ایک ہی حدیث میں جنت اور جہنم کے قریب ہونے کو اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالیٰ: ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً، رقم الحديث: 449، 6683.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجن ومن مات مشركا دخل النار، ج 1، ص 65، ح: 92، 93۔ دوسرا نسخه، ح: 150، 151، 152.

⑦ مرتے وقت شرک نہ کرنے والا شخص جنت میں جائے گا اور جسے شرک کرتے ہوئے موت آئی وہ جہنم رسید ہوگا، اگرچہ وہ بہت بڑا عابد وزاہد کیوں نہ ہو۔

⑧ ابراہیم خلیل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے بتوں کی عبادت سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا، ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔

⑨ ابراہیم علیہ السلام نے ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ﴾

(سورۂ ابراھیم: 36)

''یعنی اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔''

کہہ کر اکثریت کی حالت سے عبرت حاصل کی ہے (کہ اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچانا)''

⑩ امام بخاری رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق اِن آیات واحادیث میں کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تفسیر ہے۔

⑪ اس باب میں شرک سے محفوظ رہنے والوں کی فضیلت بھی ثابت ہوئی ہے۔

باب 4

”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه“ کی طرف دعوت دینا

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٨ ﴾ (سورة يوسف: 108)

”(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیں کہ میرا اور میرے پیروکاروں کا رستہ تو یہ ہے کہ ہم سب سمجھ بوجھ کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت فرمایا:

((إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ- وَفِي رِوَايَةٍ: إِلٰى أَنْ يُّوَحِّدُوْا اللّٰهَ- فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ.)) [1]

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، ج 2، ص 104، ح 1395، 1458، 1996، 4347، 7372- صحيح مسلم، باب الدعاءِ الشهادتينِ وشرائِعِ ⇦

''تم اہلِ کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو، تم انہیں سب سے پہلے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی گواہی کی دعوت دینا، ایک اور روایت میں ہے کہ ''تم انہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (توحید) کی دعوت دینا۔'' پس اگر وہ آپ کی یہ بات مان جائیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان جائیں تو پھر انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے، جو ان کے اصحابِ ثروت سے وصول کر کے ان سے فقراء وغرباء میں تقسیم کر دی جائے گی۔ پس اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان جائیں تو ان کے عمدہ اور قیمتی مال لینے سے احتیاط کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔''

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحُوْا النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟ فَقِيْلَ: هُوَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ، فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ: اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ

⇦⇦ اِلسلامِ، ج1 ص 37، ح 19، دوسرا نسخۃ 29.

وضاحت:......الی ان یوحد واللہ، کے الفاظ صرف صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب ما جاء فی دعاء النبی ﷺ امته الی التوحید اللّٰه تبارك و تعالیٰ، ج 9، ص 114، ح: 7372 میں ہی ہے۔

بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللَّهِ تَعَالٰى فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرِ النَّعَمِ.)) ❶

''کل میں ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (ﷺ) اس سے محبت رکھتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم رات بھر قیاس آرائیاں کرتے رہے کہ پرچم کسے دیا جا سکتا ہے؟ صبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش اور امید تھی کہ پرچم اسے ہی ملے گا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟'' بتایا گیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ مبارک ڈالا اور دعا فرمائی۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ (مکمل طور پر) یوں تندرست ہو گئے کہ گویا انہیں کچھ بھی تکلیف نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے پرچم علی رضی اللہ عنہ کو تھما دیا اور ارشاد فرمایا: ''اطمینان سے (ابھی) روانہ ہو جاؤ اور خیبر کے میدان میں پہنچ جاؤ۔ پھر سب سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں، انہیں بتانا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بدولت ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو تمہارے لیے یہ (سعادت انتہائی قیمتی) سرخ اونٹوں سے کہیں بہتر ہے۔''

---

❶ صحيح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب علی بن ابي طالب، ج5، ص 18، رقم الحديث: 3701اور 3009، 4210۔ صحيح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب من فضائل علي بن ابی طالب، ج 7، ص 121، ح 2406، دوسرا نسخہ: 34.

مسائل

① نبی اکرم ﷺ کے متبعین کا طریق کار یہ ہے کہ (وہ خود ہدایت پر آ جانے کے بعد) دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔

② اس بات میں اخلاص نیت کی ترغیب ہے، کیونکہ اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ ''دعوت الی الحق'' لے کر اٹھیں بھی تو (وہ اس میں مخلص نہیں ہوتے بلکہ) وہ لوگوں کو بالعموم اپنی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔

③ دعوت کے کاموں میں بصیرت سے کام لینا فرض ہے۔

④ حسنِ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک مانا جائے۔

⑤ شرک کی ایک خرابی یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے گالی اور اس کی ذات میں عیب اور نقص ہے۔

⑥ اس بات کا اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان کو اہلِ شرک سے دور کر دینا چاہیے، تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شرک نہ کرنے کے باوجود ان کا ساتھی بن جائے۔

⑦ جملہ واجباتِ دین میں سے سب س پہلا واجب مسئلہ توحید ہے۔

⑧ بشمول نماز تمام امورِ دین سے قبل توحید سے تبلیغ کا آغاز کرنا چاہیے۔

⑨ ''رسول اللہ ﷺ کے فرمان ﴿أَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ﴾ اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت و گواہی کا معنیٰ و مفہوم ایک ہی ہے۔

⑩ کچھ لوگ اہلِ کتاب ہونے کے باوجود کتاب (یعنی توحید) سے کما حقہ باخبر نہیں ہوتے یا جاننے کے باوجود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

⑪ دین کی تعلیم تدریجاً دینی چاہیے۔

⑫ سب سے پہلے اہم ترین اور بعد ازاں بتدریج اہمیت والے مسائل بیان کرنے چاہیں۔

⑬ اس میں زکوٰۃ کے مصرف کا بھی بیان ہے۔

⑭ معلم کو چاہیے کہ متعلّم کے شبہات کو بھی دور کرے۔

⑮ زکوٰۃ میں عمدہ اور قیمتی مال لینا منع ہے۔

⑯ مظلوم کی بد دعا سے بچنا چاہیے۔

⑰ مظلوم کی آہ و بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

⑱ سید المرسلین محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اولیاء صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو جن مشقتوں، بھوک اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، وہ تمام دلائل توحید میں سے ہیں۔

⑲ نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد کہ ''کل میں یہ پرچم ایسے شخص کو دوں گا جو......'' آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی علاماتِ نبوت میں سے ہے۔

⑳ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی آنکھ میں لعاب ڈالنا (اور ان کا فوراً صحت یاب ہو جانا بھی) علاماتِ نبوت میں سے ہے۔

㉑ اس واقعہ سے علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی فضیلت بھی عیاں ہوتی ہے۔

㉒ اس واقعہ سے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی عظمت اور فضیلت بھی واضح ہے کہ وہ ساری رات یہ سوچتے رہے کہ پرچم کس خوش نصیب کو ملنے والا ہے اور اس خیال میں وہ فتح کی بشارت بھی بھول گئے۔

㉓ اس سے ''ایمان بالقدر'' بھی ثابت ہوتا ہے کہ پرچم ایسے شخص کو مل گیا جس نے اس کے لیے کوئی کوشش یا خواہش نہیں کی اور کوشش کرنے والے اس کے حصول سے محروم رہے۔

㉔ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان ((عَلَـی رِسْلِكَ)) ''اطمینان سے روانہ ہو جاؤ'' میں آداب (جنگ) کی تعلیم ہے''۔

㉕ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جنگ سے پیشتر دعوت اسلام دینی چاہیے۔

㉖ لوگوں سے اولین خطاب ہو، یا قبل ازیں دعوت اور جنگ ہو چکی ہو، ہر دو صورت میں قبل از جنگ دعوتِ اسلام مشروع ہے۔

27 نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد کہ ''ان پر اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں وہ انہیں بتانا'' سے معلوم ہوا کہ اسلام کی دعوت حکمت و دانائی کے ساتھ پیش کرنی چاہیے۔

28 مسلمان ہو کر اسلام میں (مقرر کردہ) حقوق اللہ سے روشناس ہونا چاہیے۔

29 معلوم ہوا کہ جس شخص کے ہاتھوں ایک بھی شخص ہدایت پا جائے، اس کے لیے بڑا ثواب اور بڑی عظمت ہے۔

30 اس سے فتویٰ پر قسم اٹھانے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

باب 5

توحید کی تفسیر اور کلمہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کی گواہی کا مفہوم

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ ﴾

(سورة الاسراء : 57)

''یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) جن کو پکارتے ہیں، وہ خود اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ (ذریعہ) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اس کے قریب تر ہو اور وہ اسکی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔''

اور ارشاد ہے:

﴿ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ ﴾ (سورة الزخرف : 28-26)

''اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے (صاف صاف) کہہ دیا تھا کہ تم (اللہ تعالیٰ کے سوا) جن کی بندگی کرتے ہو (میرا ان سے کوئی تعلق نہیں) میں ان سے بیزار ہوں۔ ہاں (میں صرف اسے مانتا ہوں) جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری راہنمائی کرے گا اور یہی بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے، تاکہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کریں۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾

(سورة التوبة: 31)

''انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور بزرگوں کو اپنا رب بنالیا۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ ﴾ (سورة البقرة: 165)

''اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کو (اس کا) شریک اور ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ (اور) وہ ان سے اللہ کی سی محبت کرتے ہیں اور ایمان والے (سب سے) بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔''

اور ابو مالک رضی اللہ عنہ (یعنی سعد بن طارق رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)) [1]

''جس شخص نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے، ان کا انکار کیا تو اس کا مال اور خون محفوظ ہو گیا اور اس کا حساب (یعنی باقی معاملہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

آئندہ ابواب اسی بات کی تشریح ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اَلْأَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حتّٰى يَقُوْلُوا اِلٰهَ الَّا للّٰه مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، ج 1، ص 39، ح 23، دوسرا نسخہ: 37، 38.

وضاحت: ......علی اللہ عزوجل یہ صرف مسند احمد، حدیث: 15875، 27212، 27213 میں ہے اور مسلم میں صرف ''علی اللّٰہ'' ہی ہے۔

مسائل

① اس میں سب سے اہم مسئلہ توحید اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کی تفسیر ہے، جسے متعدد واضح آیات واحادیث سے بیان کر دیا گیا ہے۔

② دلائلِ توحید میں سب سے پہلی آیت سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) کی ہے، جس میں ان مشرکین کی تردید ہے جو مصائب ومشکلات میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صالحین و بزرگان کو پکارتے ہیں۔ اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا ہی شرکِ اکبر ہے۔

③ ان دلائل توحید میں سے ایک دلیل سورۃ براءۃ (التوبہ) کی آیت ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور بزرگوں کو رب بنا رکھا تھا، جبکہ انہیں صرف اور صرف ایک الٰہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ حالانکہ اس آیت کی واضح تفسیر جس میں کوئی اشکال یا ابہام نہیں، یہ ہے کہ اہلِ کتاب اپنے علماء اور بزرگوں کو (مصیبت اور مشکل میں) پکارتے نہیں تھے، بلکہ عمل معصیت میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔

④ ابراہیم علیہ السلام کی اس بات کا تذکرہ ہے، جو انہوں نے کفار سے کہی تھی ''کہ میں تمہارے معبودوں سے بیزار اور لاتعلق ہوں، ہاں (میرا تعلق صرف اسی سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے) اور اس طرح ابراہیم علیہ السلام نے کفار کے معبودانِ باطلہ سے اپنے رب کو مستثنیٰ کیا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ کفار سے اس طرح کی براءت و بیزاری اور اللہ تعالیٰ کی موالات ومحبت ہی کلمہ لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اور ابراہیم علیہ السلام یہی پیغام اپنے پیچھے اپنی قوم میں چھوڑ گئے، تاکہ وہ (اس کی طرف) رجوع کریں۔''

⑤ ان دلائل میں سے ایک دلیل سورۂ بقرہ کی وہ آیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے

متعلق بیان فرمائی ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے نکلنے والے نہیں ہیں۔ اور ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے شریکوں سے یوں محبت کرتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑی محبت تھی، مگر ان کی یہ محبت انہیں مشرف بہ اسلام نہ کر سکی۔

ذرا غور رکریں...... کہ جب اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ سے محبت کرنے والوں کو مسلمان شمار نہیں کیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر شریکوں سے محبت کرنے والوں، یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف غیر اللہ سے محبت کرنے والوں کا کیا حال ہو گا؟

⑥ ان دلائل میں سے ایک دلیل نبیِ اکرم ﷺ کا فرمانِ ذیشان بھی ہے کہ جس شخص نے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار اور معبودانِ باطلہ کا انکار کیا اس کا مال اور خون (جان) محفوظ ہو گیا اور اس کا حساب (یعنی باقی معاملہ) اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔''

یہ ارشادِ مبارک ان بڑے دلائل میں سے ایک ہے جو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' کے معنیٰ و مفہوم کو (صحیح طور پر) واضح کرتے ہیں کہ اس کلمہ کو محض زبان سے ادا کر لینے سے مال و جان کو امان و تحفظ نہیں مل جاتا، یعنی اس کلمہ کو محض پڑھ لینے سے، یا اس کے معنی اور لفظ کو جان لینے، یا اس کے محض اقرار سے امان نہیں مل جاتی اور نہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کو محض پکارنے سے امان و تحفظ حاصل ہوتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جب تک معبودانِ باطلہ کا کفر و انکار نہ کیا جائے، امان نہیں مل سکتی۔

یاد رہے کہ...... اگر کسی نے ان باتوں میں سے کسی میں بھی ذرا سا شک یا توقف کیا تو اس کی جان اور مال کو تحفظ و امان حاصل نہیں ہو سکے گا۔ یہ مسئلہ کس قدر اہم اور عظیم ہے اور کس قدر واضح ہے۔ اور مخالفین کے خلاف کتنی بڑی قاطع دلیل ہے۔

باب 6

رفع بلاء اور دفع مصائب کے لیئے چھلے اور دھاگے وغیرہ باندھنا شرک ہے

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۳۸ ﴾ (سورة الزمر : 38)

''(اے محمد ﷺ!) ان سے کہہ دیجیے! تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی ضرر پہچانا چاہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو، اس ضرر کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے، تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ مجھے تو اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔''

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا چھلہ دیکھا تو فرمایا:

((مَا هٰذِهِ؟ قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ، فَقَالَ: اِنْزِعْهَا فَاِنَّهَا لاَ تَزِدُيْكَ اِلَّا وَهْنًا، فَإِنَّكَ لَوْ مُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا.)) [1]

---

[1] اسناده ضعيف، رواه ابن ماجه فى سننه، كتاب الطب، باب تغليق۔ التمائم، ج 5، ص 175، ح 3531۔ ومسند احمد، ج 33، ص 204، ح: 20000۔ مصنف ابن ابى شيبه، ج 5، ص 35، ح: 23460، 23461.

وضاحت:...... یہ روایت مرفوعاً ضعیف ہی ہے مگر موقوفاً بھی مروی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 4

''یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ''واھنہ'' ❶ (ایک مرض) کی وجہ سے پہنا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اتار دو۔ یہ (تمھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ) تمہاری کمزوری میں مزید اضافہ کر دے گا۔ اس چھلے کو پہنے ہوئے اگر تمھیں موت آ گئی تو تم کبھی نجات نہیں پا سکو گے۔''

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ ، وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ .))❷

''جس شخص نے (بیماری سے تحفظ کے لیے) کوئی تعویذ لٹکایا، (اللہ تعالیٰ) اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سیپ باندھا، اللہ تعالیٰ اسے بھی آرام نہ دے۔'' ❸

---

❶ **واھنہ**: امام ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ واھنہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں کندھے یا پورے بازو کی رگ پھول جاتی ہے۔ تکلیف سے نجات کے لیے دم بھی کرواتے ہیں۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ کہنی اور کندھے کے درمیانی حصہ میں بعض اوقات تکلیف وہ جایا کرتی ہے۔ یہ تکلیف مردوں کو ہوتی ہے، عورتوں کو نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص کو وہ چھلا پہننے سے اس لے منع کیا تھا کہ اس نے وہ چھلا اس مرض سے نجات کے لیے پہنا تھا کہ وہ چھلا اسے محفوظ رکھے گا۔ حالانکہ چھلے کا بیماری سے کوئی واسطہ یا تعلق نہیں۔ (مترجم)

❷ اسناده ضعيف۔ أخرجه احمد فی مسنده۔ مسند الشاميين ، حديث عقبه بن عامر الجهني ، ج 28، ص 636، ح 17422 ، 17404۔ وابنِ حبان فی صحيحه: ج 13، ص 450، ح: 6086 والحاكم فی مستدرك ، ج 4، ص 216-217 ولكن له شواهد۔ فالحديث من حيث المجموع حسن لغيره ان شاء الله .

وضاحت:......تفصیل کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 5۔

❸ **تمیمہ**: مذکورہ بالا حدیث میں ''تمیمہ'' اور ''ودعہ'' کی مذمت وارد ہوئی ہے، کوئی چیز وہ لوہے کی ہو یا پیتل کی، سیپ ہو یا منکا، یا دھاگہ، اسے گلے میں ڈالنا، کلائی یا بازہ، انگلی یا پاؤں میں باندھنا، اس نیت سے کہ اس کی وجہ سے آرام آ جائے گا، سخت ممنوع ہے، بلکہ شرک ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ .)) ❶

''جس نے (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) تعویذ لٹکایا، اس نے اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شرک کیا۔''

ابن ابی حاتم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا ہے:

((أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ خَيْطٌ مِّنَ الْحُمَّى فَقَطَعَهُ)) ❷

''انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے سبب دھاگہ باندھا ہوا دیکھا تو انہوں نے اسے کاٹ ڈالا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝۱۰۶﴾

(سورة يوسف:106)

''اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہیں۔'' ❸

---

❶ اسناده حسن۔ رواه احمد فی مسنده۔ مسند الشاميين، حديث عقبه بن عامر الجهنی، ج 28، ص 636، ح 17422۔ وحاكم فی مستدركه، ج 4، ص 243، ح 7513۔ وسكت عنه الذهبی فی التلخيص۔ وصححه الامام الألبانی فی الصحيحة: 492.

❷ اسناده منقطع: أخرجه ابن ابي حاتم فی تفسيره: 2208/7۔ اس کی سند میں عزرة بن عبدالرحمٰن الخزاعی اور دوسرے مصادر کے مطابق عزرة کی جگہ عروة ہیں اور یہ نہ تو حذیفہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور نہ ہی حذیفہ سے ان کی روایت کا کسی نے تذکرہ کیا ہے۔ البتہ دوسری روایت حذیفہ سے ہی مروی ہے جو اس روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: "انه دخل على رجل يعوده فوجد في عضده خيطاً، قال ما هذا؟ فقال: خيط رقی ل فيه۔ فقطعه ثم قال: لو مت ما صليت عليك"۔ مصنف ابن ابی شيبه، ج 5، ص 35، ح: 23463، اسناده حسن لذاته.

❸ تفسير ابن ابي حاتم: 12040/4.

مسائل

① (بیماری سے تحفظ کی نیت سے) چھلا، دھاگہ یا ڈورا باندھا سخت منع ہے۔

② اس حدیث سے معلوم شدہ اس بیان سے کہ اگر صحابی بھی اس نیت سے کوئی چیز باندھے یا لٹکائے اور اسی حال میں مر جائے تو وہ بھی کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ صحابہ کی اس ٹھوس بات کے لیے شاهد موجود ہے اور وہ یہ کہ ”شرک اصغر اکبر الکبائر ہے۔“

③ جہالت کے سبب بھی ان چیزوں کے مرتکب کو معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

④ یہ چیزیں دنیا میں بھی مفید نہیں بلکہ مضر ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”یہ تیری بیماری کو بڑھانے کے سوا کچھ نہ کرے گا۔“

⑤ ایسی چیزوں کو استعمال کرنے والے شخص کو سختی سے روکنا چاہیے۔

⑥ اس بات کی وضاحت معلوم ہوئی کہ جس نے کوئی چیز لٹکائی اسے اس کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

⑦ جس نے کوئی تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

⑧ بخار کی وجہ سے دھاگہ باندھنا شرک ہے۔

⑨ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس موقعہ پر اس آیت کی تلاوت کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرکِ اکبر کی آیات سے شرکِ اصغر پر بھی استدلال کیا کرتے تھے جیسا کہ سورۂ البقرہ کی آیت کی تفسیر میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

⑩ نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے سیپ باندھنا شرک ہے۔

⑪ (بیماریوں سے تحفظ کے لیے) تعویذ لٹکانے اور سیپ ڈالنے والے کے لیے بد دعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور اسے آرام نہ دے۔

باب 7

دم اور تعویذات کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((أَنَّـهُ كَـانَ مَـعَ رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْـفَـارِهِ، فَـأَرْسَلَ رَسُولًا أَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ، أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.)) [1]

''وہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے کہ آپ نے ایک قاصد کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت وغیرہ سے لٹکائی چیز نہ رہنے دی جائے، اگر ہو تو کاٹ دی جائے۔'' [2]

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

((إِنَّ الرُّقَيْ وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ.)) [3]

''جھاڑ پھونک (نظرِ بد وغیرہ سے تحفظ کے لیے) تعویذ گنڈے (باندھنا اور

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، باب ما قيل في الجرس ونحوه فی اعناق الابل، ج 4، ص 59، ح 3005۔ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير، ج 6، ص 163، ح: 2115، دوسرا نسخہ: 105۔ یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

[2] دور جاہلیت میں رسم تھی کہ اگر کمان کی تانت پرانی ہو جاتی تو اسے تبدیل کر لیتے اور پرانی تانت کو چوپایوں کے گلے میں ڈال دیتے، ان کا خیال تھا کہ اس سے جانور نظرِ بد سے محفوظ رہتا ہے۔ (مترجم)

[3] اسناده صحيح۔ رواه ابو داؤد، كتاب الطب، باب فی تعليق التمائم، ج 4، ص 137، ح 3883۔ وابن ماجه، كتاب الطب، باب تعليق التمائم، ج 5، ص 173، ح: 3530۔ فی س ننهما۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ الصحيحه رقم: 331.

محبت کے لیے کیے جانے والے اعمال) جادو سب شرک ہیں۔'' [1]

اس حدیث میں درجِ ذیل تین الفاظ وارد ہوئے ہیں تمائم، رقی اور تولہ۔

التمائم :...... یہ لفظ ''تمیمہ'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو نظرِ بد سے تحفظ کے لیے بچوں کے گلے میں باندھی، لٹکائی یا ڈالی جائے۔ قرآنی تعویذات کو بعض اہل علم نے جائز اور بعض نے ناجائز قرر دیا ہے، ناجائز کہنے والوں میں سے ایک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

الرقي :...... یہ ''رقیہ'' کی جمع ہے۔ انہیں ''العزائم'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''رقیہ'' دم اور جھاڑ پھونک کو کہتے ہیں۔ اگرچہ حدیث میں دم کو شرک کہا گیا ہے، لیکن دلائل سے ثابت ہے کہ جو دم شرکیہ کلمات پر مشتمل نہ ہو، اس کی جازت ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کی اجازت اور رخصت دی ہے۔

التولہ :...... یہ ایک ایسا عمل ہے، جس کے ذریعے عربوں کے خیال میں خاوند اور بیوی کے مابین الفت پیدا کی جاتی ہے۔

---

[1] ملاحظہ: یہ ایک تفصیلی واقعہ کا بعض حصہ ہے۔ پورا واقعہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ زینب رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میرے شوہر عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا تو پوچھا، یہ کیا ہے؟ میں نے کہا ''یہ دم کیا ہوا دھاگہ مجھے دیا گیا ہے۔'' تو ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ دھاگہ کاٹ ڈالا اور فرمایا: ''اے عبد اللہ کے اہلِ وعیال! تم اس شرک سے بے نیاز ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ، یہ جھاڑ پھونک، نظرِ بد سے تحفظ کے لیے مختلف چیزیں باندھنا یا لٹکانا اور محبت کے تعویذات سب شرک ہیں۔'' میں نے کہا ''میری آنکھ میں چبھن تھی میں فلاں یہودی کے پاس دم کرانے جاتی تھی، اس کے دم سے مجھے آرام آ جاتا تھا۔'' تو ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''یہ شیطانی حرکت ہے، وہ اپنے ہاتھ سے چھوتا تھا جب دم کیا جاتا تو وہ ہاتھ روک لیتا۔ اس تکلیف کے دوران تمہارے لیے اتنا کافی تھا کہ تم وہ دعا پڑھ لیتی، جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((أَذْهِبِ الْبَـآسَ رَبَّ الـنَّـاسِ وَاشْفِ أَنْـتَ الشَّـافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَماً))

اورعبداللہ بن عُکیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ .))❶

''جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی تو اسے اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔''

اور امام احمد، رُویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا رُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ ، فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا ، أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيءٌ مِنْهُ .))❷

''اے رُویفع! شاید تم مدت تک زندہ رہو، لہٰذا لوگوں کو بتا دینا کہ جو شخص داڑھی کو گرہ لگائے، یا تانت گلے میں ڈالے، یا چوپائے کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کرے، تو محمد ﷺ اس سے بیزار اور لاتعلق ہیں۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

((مَنْ قَطَعَ تَمِيْمَةً مِنْ إِنْسَانٍ كَانَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ))❸

---

❶ اسناده صحيح۔ رواه الترمذی في سننه ابواب الطب عن رسول اللّٰه ﷺ ، باب ما جاء فی كراهة التعليق ، ج 3 ، ص 585 ، ح 2072۔ ومسند احمد ، ج 31 ، ص 77 ح 18781 ، 18786۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ غاية المرام ، رقم: 297۔ جبکہ صحیح ترمذی میں ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ اسناده صحيح۔ رواه أبو داؤد في سنة ، كتاب الطهارة ، باب مَا يُنْهٰى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجِيَ بِهِ ، ج 1 ، ص 31 ، ح 36۔ والنسائی في سننه ، كتاب الزينة ، عقد اللحية ، ج 8 ، ص 135 ، ح: 5067۔ وصححه الألبانی في صحيح سنن أبي داؤد و مشكاة ، رقم : 351 .

❸ اسناده ضعيف ، فيه ليث بن ابي سليم ، '' ضعيف لأحل سوء حفظه۔ رواه ابن ابي شيبة فی مصنفه ، ج 5 ، ص 36 ، ح: 23473۔ مگر ایک دوسری روایت اس روایت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں ''أن سعيد بن جبير'' رأى النسانٍ يطوف بالبيت في عنقه خَرَزَةٌ فَقَطَعَهَا''۔ رواه ابن ابي شيبة في مصنفه ، ج 5 ، ص 36 ، ح 23473۔ اسناده صحيح .

''جو شخص کسی کے گلے سے تعویذ کو کاٹ ڈالے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

اور وکیع رحمہ اللہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

((كَانُوْا يَكْرَهُوْنَ التَّمَائِمَ كُلَّهَا مِنَ الْقُرْآنِ وَغَيْرِ الْقُرْآنِ)) [1]

''(لوگ یعنی اصحاب ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ) قرآنی اور غیر قرآنی ہر قسم کے تعویذات کو ناپسند گردانتے تھے۔''

مسائل

① ''رقیہ'' اور ''تمیمہ'' کی تفسیر۔

② ''تولہ'' کی تفسیر ہوئی۔

③ ''رقیہ''، ''تمیمہ''، اور ''تولہ'' بلا استثناء تینوں شرک ہیں۔

④ نظرِ بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹے کا غیر شرکیہ دم ممنوع نہیں۔

⑤ قرآنی آیات کے تمیمہ (تعویذ) کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف ہے کہ یہ شرک ہے یا نہیں؟

⑥ نظرِ بد سے تحفظ کی خاطر جانوروں کے گلے میں تانت باندھنا شرک ہے۔

⑦ اس میں تانت باندھنے والوں کے لیے شدید وعید وارد ہوئی ہے۔

⑧ اس سے کسی کے گلے میں باندھے ہوئے تعویذ کو کاٹ پھینکنے کا ثواب اور فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

⑨ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی بات اہلِ علم کے مذکورہ بالا اختلاف کے منافی نہیں، کیونکہ ان کے کلام سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شاگرد مراد ہیں۔

---

[1] اسناده ضعيف۔ رواه ابن أبي شيبة في مصنفه، ج 5 ص 36 ح 23467 فيه مغيرة وهو مغيره بن مقسم الضبى مدلس، وروایة هذا اقد عنعن۔
لیکن ابراہیم نخعی بچوں کے گلے میں اس طرح کی چیزوں کو لٹکانے کو درست نہیں سمجھتے تھے کیونکہ وہ پہنے بیت الخلاء میں بھی داخل ہوتے ہیں، دیکھیں مصنف ابن أبي شيبة، ج 5، ص 36، ح 23476.

باب 8

جو شخص کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھے

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۝ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴾

(سورة النجم: 19-20)

''بھلا تم نے (کبھی) ''لات''، ''عزیٰ'' اور تیسری (دیوی) ''منات'' کے بارے میں بھی غور کیا ہے؟''

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ، وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، وَلِلْمُشْرِكِيْنَ سِدْرَةٌ يَعْكِفُوْنَ عِنْدَهَا وَيَنُوْطُوْنَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ يُقَالَ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتَ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! أَنَّهَا السُّنَنُ، قُلْتُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى: ﴿ اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ط قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴾ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.)) [1]

''غزوۂ حنین کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے اور ہم نئے

---

[1] حدیث صحیح۔ رواہ الترمذی فی سننہ۔ ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء لترکبن سنن من کان قبلکم، ج 4، ص 49، ح 2180۔ ومسند احمد۔ مسند الانصار، حدیث ابی واقد اللیثی، ج 36، ص 225، ح 21897۔ امام البانی نے صحیح ترمذی میں ''صحیح'' کہا ہے اور خود امام ترمذی نے کہا: ''ھذا حدیث حسن صحیح۔''

نئے مسلمان ہوئے تھے۔ (راستے میں) مشرکین کی ایک بیری تھی، وہ (عظمت اور برکت کے خیال سے) اس کے پاس آ کر بیٹھے رہتے تھے۔ اور (برکت کے لیے) اپنے ہتھیار بھی اس پر لٹکایا کرتے تھے۔ اس کا نام ''ذات انواط'' تھا۔ چلتے چلتے ایک بیری کے پاس سے ہمارا گزر ہوا تو ہم نے کہا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! جیسے ان مشرکین کا ذات انواط ہے، آپ ﷺ ہمارے لیے بھی ایک ''ذاتِ انواط'' مقرر فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' ''یہی تو (گمراہی اور سابقہ قوموں کے) راستے ہیں، اس ذات کی قسم کس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کی جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسیٰ! جیسے ان کے معبود ہیں آپ ہمارے لیے بھی ایک ایسا معبود مقرر کر دیں۔'' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''تم تو بڑے نادان ہو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔''

مسائل

① سورۃ النجم کی آیت کی تفسیر ہے۔

② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذاتِ انواط مقرر کرنے کے مطالبہ کی صحیح توجیہہ (کہ وہ ذاتِ انواط صرف تبرک کی خاطر مقرر کرانا چاہتے تھے۔ ان کا اسے معبود بنانا مقصود نہ تھا)

③ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی اس خواہش کا صرف اظہار ہی کیا تھا۔ اسے عملی جامہ نہیں پہنایا تھا۔

④ اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصد و ارادہ محض تقربِ الٰہی کا حصول تھا، کیونکہ ان کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند فرماتا ہے۔

⑤ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ پر شرک کی یہ قسم مخفی رہی تو دوسرے عام لوگوں کا اس سے نابلد رہنا زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

⑥ (اعمالِ صالحہ کے بدلے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو نیکیاں اور بخشش کے وعدے عطا کیے گئے ہیں، وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتے۔

⑦ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو معذور اور بے قصور نہیں سمجھا، بلکہ آپ نے ان کی بایں الفاظ تردید فرمائی کہ ''یہی تو گمراہی (پہلی قوموں) کے راستے ہیں تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طرح سے اس کی مذمت فرمائی۔

⑧ سب سے اہم بات جو اصل مقصود ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یہ فرمانا ہے کہ ''تمہارا مطالبہ اور فرمائش بھی بنی اسرائیل کے مطالبہ اور فرمائش جیسی ہے۔'' انہوں نے کہا تھا کہ: ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا۔'' سو تم نے بھی ایسا ہی مطالبہ کیا۔

⑨ اس قسم کے مقامات کو مقدس اور متبرک نہ سمجھنا، توحید اور لا الہ الا اللہ کی مراد ہے۔ یہ ایک انتہائی دقیق اور پوشیدہ بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کا ادراک نہ کر سکے۔

⑩ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتوے پر قسم اٹھائی، جبکہ بلا مصلحت و مقصد قسم اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ نہ تھی۔

⑪ چونکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس مطالبہ و فرمائش کی وجہ سے مرتد نہیں سمجھا گیا، اس سے معلوم ہوا کہ شرک بڑا بھی ہوتا ہے اور چھوٹا بھی۔

⑫ ابو واقد رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم تھا کہ ایسا کرنا درست نہیں۔

⑬ اس سے اظہارِ تعجب کے موقع پر ''اللہ اکبر'' کہنے کا جواز بھی ملتا ہے نیز اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اسے مکروہ سمجھتے ہیں۔

⑭ شرک و بدعت کے تمام ذرائع کا سدباب کرنا چاہیے۔

⑮ اس میں اہلِ جاہلیت کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔
⑯ اس میں دورانِ تعلیم (کسی مصلحت کی بنیاد پر استاد کا شاگرد پر) ناراض ہونا ثابت ہے۔
⑰ نبیِ کریم ﷺ نے ((اِنَّهَا السُّنَنُ)) فرما کر عمومی اصول بیان کر دیا۔
⑱ آپ ﷺ کی یہ خبر بھی علاماتِ نبوت میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق اب اسی طرح ہو رہا ہے۔
⑲ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جن باتوں پر یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی، وہ دراصل ہمیں تنبیہ ہے۔ (تاکہ ہم ان سے بچیں۔)
⑳ اہلِ علم کے ہاں یہ اصول طے ہے کہ عبادت کی بنیاد حکم اور امر پر ہے (اپنی مرضی یا خواہش سے عبادت مقرر نہیں کی جاسکتی) اس سے قبر کے سوالوں پر تنبیہ ہوتی ہے کہ قبر میں پہلا سوال یہ ہوگا ''تیرا رب کون ہے؟'' یہ تو واقع ہے، البتہ دوسرا سوال ''تیرا نبی کون ہے؟'' اس کا تعلق امورِ غیبیہ سے ہے۔
اور تیسرا سوال ''تیرا دین کیا ہے؟'' اس پر آیت ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا﴾ دلالت کرتی ہے۔
㉑ اہلِ کتاب کے طور طریقے بھی اسی مذموم ہیں، جیسے مشرکین کا مذہب اور ان کے طور اطوار ہیں۔
㉒ جو شخص باطل سے حق کی طرف آتا ہے، اس کے دل میں قدیم عبادات، عقائد اور تصورات کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ جات ہے، جیسا کہ ابو واقد رضی اللہ عنہ نے کہا: ((نَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ)) یعنی ابھی ماضی قریب میں ہمارا کفر سے تعلق رہا ہے اور ہم نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔

باب 9

غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ ﴾

(سورة الانعام: 162-163)

''کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے اول فرماں بردار ہوں۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴾ (سورة الکوثر: 2)

''پس تم اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو۔''

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتلائیں۔

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوٰى مُحْدِثًا ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ .)) [1]

''جو شخص غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو شخص اپنے والدین پر لعنت کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو شخص کسی بدعتی (مجرم) کو پناہ دے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو شخص حدودِ زمین کے

[1] صحيح مسلم، كتاب الأضاحى، باب تحريم الذبح لغير الله تعالىٰ ولعن فاعله، ج 6، ص 84، ح: 1978۔ دوسرا نسخہ: 43، 44، 45.

نشانات بدلے، اس پر (بھی) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ، وَدَخَلَ النَّارَ رَجُلٌ فِيْ ذُبَابٍ، قَالُوْا: وَكَيْفَ ذَلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَرَّ رَجُلَانِ عَلَى قَوْمٍ لَّهُمْ صَنَمٌ لَا يَجُوْزُهُ أَحَدٌ حَتَّى يُقَرِّبَ لَهُ شَيْئًا، فَقَالُوْا لِأَحَدِهِمَا قَرِّبْ، قَالَ: لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ أُقَرِّبُ، قَالُوْا لَهُ: قَرِّبْ، وَلَوْ ذُبَابًا، فَقَرَّبَ ذُبَابًا فَخَلَّوْا سَبِيْلَهُ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَقَالُوْا لِلْآخِرِ: قَرِّبْ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقَرِّبَ لِأَحَدٍ شَيْئًا دُوْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ، فَدَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [1]

"ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت چلا گیا اور ایک شخص مکھی ہی کی وجہ سے جہنم جا پہنچا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو آدمیوں کا گزر ایک قوم پر ہوا، جس کا ایک بت تھا۔ کسی کو وہاں سے چڑھاوا چڑھائے بغیر گزرنے کی اجازت نہ تھی۔ (اس) قوم کے لوگوں نے ان میں سے ایک کو کہا، چڑھاوا چڑھاؤ۔ اس نے کہا، چڑھاوے کے لیے میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ انہوں نے کہا، تمہیں یہ کام ضرور کرنا ہوگا، خواہ ایک مکھی ہی چڑھاؤ۔ اس شخص نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھا دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اور وہ اس مکھی کے سبب جہنم میں جا پہنچا۔ ان لوگوں نے دوسرے سے کہا، تم بھی کوئی چڑھاوا چڑھاؤ، تو اس نے کہا، میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے واسطے کوئی چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور وہ

---

[1] اسناده صحيح موقوفاً۔ رواه ابن أبي شيبة في مصنفه، ج 6، ص 473، ح: 33038۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلة الأحاديث الضعيفة، ج 12، ص 721، ح 5829 میں موقوفاً "اسناده صحيح" کہا ہے۔

''سیدھا'' جنت میں جا پہنچا۔''

مسائل

① آیہ مبارکہ ﴿اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ﴾ کی تفسیر۔

② آیہ مبارکہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ کی تفسیر۔

③ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

④ اپنے والدین پر لعنت کرنے والا خود لعنتی ہے، اس سے یہ بات ماخوذ ہے کہ اگر تم کسی کے والدین کو لعنت کرو گے تو وہ تمہارے والدین پر لعنت کرے گا، اسی طرح تم خود اپنے والدین پر لعنت کا سبب بنو گے۔

⑤ جو شخص کسی بدعتی (مجرم) کو پناہ دے، وہ ملعون ہے۔ بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا واجب ہو اور وہ اس سے بچنے کے لیے کسی کی پناہ ڈھونڈے۔

⑥ جو شخص حدودِ زمین کی علامت بدل ڈالے، وہ لعنتی ہے۔ اس سے ایسے نشانات مراد ہیں جو آپ اور آپ کے پڑوسی کی حدودِ ملکیت کو متعین کرتے ہیں اور ان نشانات کو بدلنے سے پڑوسیوں کا حق مارنا مقصود ہو۔

⑦ کسی متعین شخص پر یا عمومی طور پر گناہ گار لوگوں پر لعنت کرنے میں فرق ہے۔

⑧ ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں جانے کا قصہ بہت عظیم ہے۔

⑨ مکھی کا چڑھاوا چڑھانے والا جہنم رسید ہوا حالانکہ ایسا کرنے میں اس کا مقصد قطعاً شرک نہیں تھا، بلکہ اس نے اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔

⑩ اہلِ ایمان کے ہاں شرک کس قدر سنگین جرم ہے کہ اس نے قتل ہونا گوارا کر لیا، لیکن اہلِ صنم کا مطالبہ پورا نہ کیا، حالانکہ انہوں نے اس سے صرف ظاہری عمل کرنے کا

مطالبہ کیا تھا۔

⑪ ان دونوں میں سے شرک کا ارتکاب کر کے جہنم میں جانے والا شخص مسلمان تھا۔ اگر وہ کافر ہوتا تو آپ ﷺ یوں نہ فرماتے کہ ''وہ ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا۔''

⑫ اس حدیث میں ایک دوسری صحیح حدیث کی تائید ہے کہ ''جنت اور جہنم تمہارے ایک کے، اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔''

((اَلْـجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَـى أَحَـدِكُـمْ مِـنْ شِـرَاكِ نَـعْلِـهِ وَالنَّارُ مِثْلَ ذٰلِكَ)) ❶

⑬ بشمول بت پرست ہر ایک کے نزدیک قلبی عمل سب سے زیادہ اہم اور مقصودِ اعظم ہوتا ہے۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، بابٌ الجنة اقرب الی احدکم من شراك نعله، والنار مثلُ ذلك، ج 8، ص 102، ح: 6488.

باب 10

جہاں غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہو وہاں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا جائز نہیں

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸﴾

(سورة التوبه :108)

''آپ کبھی اس (مسجد ضرار) میں (عبادت کے لیے) کھڑے نہ ہونا، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ زیادہ موزوں ہے کہ آپ ﷺ اس میں (عبادت کے لیے) کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک صاف رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھی صفائی اور پاکیزگی اختیار کرنے والے لوگ ہی پسند ہیں۔''

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے بوانہ مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، چنانچہ اس نے (اس کے متعلق) نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَـلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟ قَالُوا: لا ، قَالَ فَهَـلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟ قَـالُوا: لا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَوْفِ بِـنَـذْرِكَ ، فَإِنَّهُ لا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِى مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلا فِيمَا لا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ .))[1]

---

[1] اسـنـاده صـحـيح۔ رواه أبو داؤد فى سننه كتاب الايمان والنذور ، باب ما يومر به من الوفاء بالنذر ، ج 3 ص 394 ح: 3313 وصححه الألبانى .

’’کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی ایسا بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید پوچھا: ’’کیا وہاں کوئی مشرکین کا میلہ لگتا تھا؟‘‘ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم اپنی نذر پوری کرلو۔ یادرکھو! جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو اسے پورا کرنا درست نہیں اور اسی طرح جس نذر کو پورا کرنا انسان کی وسعت میں نہ ہو اسے بھی پورا کرنا ضروری نہیں۔‘‘

مسائل

① آیہ مبارکہ ﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا﴾ کی تفسیر ہے۔
② اللہ تعالیٰ کی اطاعت و معصیت بعض اوقات زمین پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔
③ کسی مشکل مسئلہ کو سمجھانے کے لیے واضح مسئلہ پیش کرنا چاہیے، تاکہ کوئی اشکال باقی نہ رہے۔
④ بوقت ضرورت، مفتی سائل سے تفصیلات اور وضاحتیں طلب کرسکتا ہے۔
⑤ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی خاص مقام کو منت اور نذر ماننے کے لیے مخصوص کرنے میں کوئی قباحت نہیں، بشرطیکہ اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔
⑥ جس مقام پر دورِ جاہلیت میں کوئی ”وثن“ (بت) رہا ہو، وہاں نذر پوری کرنا منع ہے، خواہ اب اسے وہاں سے ختم کر دیا گیا ہو۔
⑦ کسی ایسی جگہ پر بھی نذر پوری نہیں کی جاسکتی، جہاں مشرکین کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا رہا ہو۔ اگرچہ اب وہ سلسلہ بند ہی ہو چکا ہو۔
⑧ اگر کسی نے مشرکین کے بت یا تہوار والے مقام کی نذر مانی ہو تو اسے پورا کرنا جائز

نہیں، کیونکہ یہ نافرمانی کی نذر ہے، جو ناجائز ہے۔

⑨ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تہوار میں مشرکین کی مشابہت سے بچنا چاہیے، اگرچہ مشرکین کی مشابہت کرنا مسلمان کا مقصود نہ بھی و۔

⑩ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی نذر باطل ہے۔

⑪ جوامر انسان کی وسعت، طاقت میں نہ ہواس کی نذ ماننا بھی ناجائز اور غلط ہے۔

باب 11

غیر اللہ کی نذر و نیاز شرک ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ ﴾

(سورة الدهر : 7)

''یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے، کہ جس کی سختی پھیل رہی ہو گی، خوف رکھتے ہیں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ ۗ ﴾

(سورة البقره : 270)

''اور تم (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) جو کچھ خرچ کر دیا جو بھی نذر مانو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهِ فَلَا يَعْصِهِ)) [1]

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و معصیت کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔''

---

[1] صحيح البخاری، كتاب الايمان والنذور، باب النذر فی الطاعة، ج 8، ص 142، ح 6696، 6700.

مسائل

① نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔

② جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نذر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے تو پھر اسے غیر اللہ کے لیے ماننا اور سرانجام دینا شرک ہے۔

④ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نذر معصیت پر مبنی ہو، اسے پورا کرنا جائز نہیں۔

باب 12

غیر اللہ سے پناہ مانگنا شرک ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴾ (سورۃ الجن : 6)

''اور یہ کہ بعض لوگ جنات کی پناہ پکڑا کرتے تھے تو (اس طرح) ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تھی۔''

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ:أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْحَلَ مِنْ مَّنْزِلِهِ ذٰلِكَ.)) [1]

''جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھ لے: میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔تو اس کے وہاں سے روانہ ہونے تک اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچا سکے گی۔''

مسائل

1. سورۃ جن کی آیت کی تفسیر (جس میں ہے کہ بعض لوگ جنوں کی پناہ پکڑتے تھے)
2. اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی پناہ لینا شرک ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار، باب في التعوذ من سوء القضاء، ج 8، ص 76، ح: 2708۔ دوسرا نسخہ : 54.

③ اس مسئلہ پر مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ اس سے علماء نے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات مخلوق نہیں، اگرچہ یہ کلمات اللہ کی مخلوق ہوتے تو رسولِ اکرم ﷺ ان سے پناہ طلب نہ کرتے کیونکہ مخلوق سے پناہ مانگنا شرک ہے۔

④ اس سے اس دعا کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے، اگرچہ یہ ایک مختصر سی دعا ہے۔

⑤ کسی عمل سے کسی دنیاوی فائدہ کا حصول مثلاً کسی کے شر سے تحفظ یا کسی منفعت کا حصول، اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عمل شرک نہیں (بلکہ عین ممکن ہے کہ جس عمل سے وہ فائدہ حاصل ہوا وہ شرک ہو۔ (مترجم)

باب 13

غیر اللہ سے فریاد کرنا یا اسے پکارنا شرک ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾ ﴾ (سورۂ یونس : 106-107)

''اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ کچھ تمہارا بھلا کر سکے اور نہ نقصان۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر اللہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں، اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ بخشنے والا (اور) رحم فرمانے والا ہے۔''

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ ﴾

(سورة العنکبوت: 17)

''تم اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے، پس اللہ ہی سے رزق طلب کرو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کا شکر بجالاؤ۔ تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (سورۃ الاحقاف : 5-6)

''اور اس شخص سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے اور وہ ان کی پکار سے غافل و بے خبر ہیں اور قیامت کو جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے تو اس وقت وہ ان (پکارنے والوں) کے دشمن ہوں گے اور ان کی پرستش سے انکار کریں گے۔''

نیز فرمایا:

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ ﴾ (سورۃ النمل : 62)

''جب کوئی بے قرار فریاد کرے تو کون ہے جو اس کی پکار اور فریاد کو سنے؟ (کون اس کی) تکلیف دور کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔''

اور طبرانی نے اپنی سند سے روایت کی ہے:

((إِنَّهُ كَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُنَافِقٌ يُؤْذِي الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قُوْمُوْا بِنَا نَسْتَغِيْثُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهُ لَا يُسْتَغَاثُ بِيْ، وَإِنَّمَا يُسْتَغَاثُ بِاللّٰهِ.)) [1]

---

[1] اسناده ضعيف۔ رواه الطبرانی فی الکبیر کما فی مجمع الزوائد 162/10، فیه ابن لهیعة وهو، مختلط الحدیث، سوء الحفظ۔ واحمد فی مسنده، ج 37، ص 380، ح: 22706۔ اس میں بھی ابن لھیعہ ہیں نیز ایک راوی مبہم بھی ہے اس کے الفاظ ہیں: "لا یقام لی انما یقام للّٰه۔"

''نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک منافق مؤمنین کو (بہت) ایذائیں دیا کرتا تھا، چنانچہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کہ اس سے گلو خلاصی کے لیے استغاثہ کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو! مجھ سے استغاثہ (فریاد) نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ فریاد (و پکار) صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔''

مسائل

① اس سے ثابت ہوا کہ دعا عام ہے اور استغاثہ خاص۔ پس استغاثہ کے بعد دعا کا ذکر کرنا ''عطف العام علی الخاص'' کے قبیل سے ہے۔

② اس سے آیہ مبارکہ ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ﴾ کی تفسیر بھی معلوم ہوئی۔

③ غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے فریاد کرنا شرکِ اکبر ہے۔

④ کوئی انتہائی نیک و برگزیدہ شخص بھی اگر غیر اللہ کو اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کی غرض سے پکارے تو وہ بھی ظالموں میں سے ہوگا۔

⑤ اس سے ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کے بعد والی آیت کی تفسیر بھی معلوم ہوئی۔

⑥ معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے اور یہ عمل دنیا میں بھی لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

⑦ اس تفصیل سے تیسری آیہ مبارکہ ﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے روزی طلب نہیں کرنی چاہیے، جیسا کہ اس کے سوا کسی سے طالب جنت بھی نہیں ہونا چاہیے۔

⑨ اس سے چوتھی آیہ مبارکہ ﴿وَمَنْ اَضَلُّ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

⑩ جو شخص غیر اللہ کو پکارے، یا اس سے فریاد کرے، اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔

⑪ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں پکارا جاتا ہے وہ پکارنے والے کی پکار سے بے خبر ہیں، وہ نہیں جانتے کہ انہیں کوئی پکار رہا ہے۔

⑫ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کو پکارا جاتا ہے وہ اس پکار کے سبب قیامت کے دن پکارنے والے کا دشمن ہوگا۔

⑬ غیر اللہ کو پکارنا درحقیقت اس کی عبادت ہے۔

⑭ جن کو پکارا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اس پرستش کا انکار کردیں گے۔

⑮ غیر اللہ کو پکارنے کے سبب ہی وہ شخص سب سے زیادہ گمراہ ہوا۔

⑯ اس سے پانچویں آیت ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہو جاتی ہے۔

⑰ حیران کن بات تو یہ ہے کہ بتوں کے پجاری (اور ان کو پکارنے والے) بھی اعتراف کرتے ہیں کہ پریشان و بے قرار آدمی کی پکار صرف اللہ ہی سنتا ہے اور وہی نجات دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مشکلات میں وہ بھی خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

⑱ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مکمل طور پر چمن توحید کی حفاظت فرمائی اور (امت کو) اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتہائی ادب و احترام کی تعلیم دی۔

باب 14

بے اختیار کو پکارنا شرک ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴾ (سورۃ الاعراف: 191-192)

”کیا وہ ایسوں کو (اللہ تعالیٰ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور نہ ان کی مدد کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔“

نیز ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝ ﴾ (سورۂ فاطر: 13-14)

”اور اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی مالک نہیں ہیں۔ تم اگر ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سن بھی لیں تو تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور بروزِ قیامت وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے اور (اللہ) خبیر کی طرح تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔“

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((شُجَّ النَّبِيُّ ﷺ یَوْمَ أُحُدٍ وَكُسِرَتْ رَبَاعِیَتُهُ، فَقَالَ: كَیْفَ یُفْلِحُ

قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِیَّھُمْ؟ فَنَزَلَتْ: ﴿ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ﴾)) ❶

''نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد میں زخمی ہو گئے اور آپ ﷺ کے سامنے کے دو دانت شہید کر دیے گئے، جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا ہے۔'' تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ﴾ ''(اے پیغمبر ﷺ!) اس معاملے میں آپ ﷺ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔''

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ نے فجر کی نماز کی آخری رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھایا تو ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) کے بعد فرمایا: ((اَللّٰھُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا)) ❷ ''یا اللہ! فلاں اور فلاں پر لعنت فرما'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ﴾ ''(کہ اے پیغمبر!) اس معاملے میں آپ ﷺ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔'' اور یک روایت میں ہے:

((یَدْعُوْ عَلٰی صَفْوَانَ بْنِ أُمَیَّةَ وَسُھَیْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَنَزَلَتْ: ﴿ لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ ﴾)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة أحد، ج 5، ص 179، ح 1791۔ دوسرا: 104۔ وأخرجه البخاری بصیغة الجزم معلقا في کتاب المغازی باب لیس لك من الامر شیءٌ قبل رقم الحدیث: 4069.

❷ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب لیس لك من الأمر شئی، ج 5، ص 99، ح: 4069، 4559، 7346.

❸ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب لیس لك من الأمر شئی، ج 5، ص 99، ح 4070 مرسلاً۔ ووصلها الترمذی، أبواب تفسیر القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة آل عمران، ج 5 ص 107، ح: 3005۔ وقال "هذا حدیث حسن صحیح غریب" وحسنه ابن حجر فی تغلیق التعلیق: 109/4۔ ومسند أحمد، ج 2 ص 104۔ اسناده حسن.

وضاحت:...... تخصیص کے بجائے عموماً بددعا کرنے کی یہ روایت اَصح اور اَثبت ہے۔ واللہ اعلم

''آپ ﷺ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بد دعا کر رہے تھے، تب بھی یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ (اے پیغمبر ﷺ!) اس معاملے میں آپ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔''

اور ایک جگہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے:

((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ، اِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَاصَفِيَّةَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، وَيَافَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ، سَلِيْنِي مِنْ مَّالِي مَا شِئْتِ ، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .))[1]

''اے قریش کی جماعت! (یا اس طرح کا کوئی اور کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا) اپنی جانوں کو بیچو (یعنی اپنے آپ کو بچا لو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! (اپنے آپ کو بچا لو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے میری پھوپھی صفیہ! (اپنے آپ کو بچا لو) اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔ اے میری بیٹی فاطمہ! میرے مال سے جو چاہو مانگ لو، لیکن اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔''

مسائل

① دونوں آیتوں کی تفسیر ہے۔ (جن میں مخلوق کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔)

[1] صحيح البخاری، كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والوالد فی الأقارب؟ ج 4، ص 6، ح: 2753، 4771۔ و مسلم، كتاب الايمان، باب فی قوله تعالىٰ: وانذر عشيرتك الأقربين، ج 1 ص 133، ح : 204، 206۔ دوسرا: 348۔ 351.

② جنگ احد کا (مختصر سا) تذکرہ ہے۔

③ سید المرسلین ﷺ کا نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا اور آپ ﷺ کے پیچھے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آمین کہنا ثابت ہوتا ہے۔

④ جن کے لیے بددعا کی گئی وہ کھلے کافر تھے۔

⑤ ان لوگوں نے (نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کے) ایسے ایسے کام سرانجام دیے جن کے کرنے سے دیگر کفار بھی قاصر رہے۔ مثلاً ان کا اپنے نبی کا زخمی کرنا اور ان کے قتل کے درپے ہونا اور مسلمان شہداء کا مثلہ کرنا حالانکہ وہ (شہداء) ان کفار کے عم زاد بھی تھے۔

⑥ ان کفار کی اس بدسلوکی اور نبی اکرم ﷺ کی بددعا کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل فرمائی۔

⑦ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ﴿أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو معافی دے دے گا یا انہیں عذاب دے گا'' چنانچہ اللہ نے انہیں معافی دی اور وہ ایمان لے آئے۔''

⑧ اس سے نزول حوادث کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھنے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

⑨ جن لوگوں پر بددعا کی جائے، ان کے اور ان کے آباؤ اجداد کے نام نماز میں لینا جائز ہے۔

⑩ قنوت نازلہ میں کسی متعین شخص کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

⑪ آیت ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ کے نزول کے موقع پر آپ ﷺ کا اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلا کر ایک ایک کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور اپنی اپنی نجات کی فکر دلانے کا ذکر بھی ہے۔

⑫ جب آپ ﷺ نے دعوتِ توحید دی تو آپ ﷺ کو مجنون کہا گیا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی توحید کی دعوت دے تو اسے بھی ایسے ہی القاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

⑬ نبی اکرم ﷺ کا اپنے قریبی اور دور کے رشتہ داروں سے یہ فرمانا ثابت ہوا کہ اللہ کے

ہاں میں تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا، حتیٰ کہ یہی بات آپ ﷺ نے اپنی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی صراحتاً کہی اور جب آپ ﷺ سید المرسلین ہونے کے باوجود اپنی لخت جگر سیدۃ نساء العالمین سے فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے کچھ کام نہ آ سکوں گا۔ جبکہ انسان کا ایمان ہے کہ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا تو پھر مندرجہ بالا صراحت کی روشنی میں آج کل کے حالات کو بھی دیکھئے کہ اس بیماری میں عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی مبتلا ہیں، غور کرنے والے پر صحیح توحید اور دین کی اجنبیت عیاں ہو جائے گی۔

باب 15

فرشتوں پر اللہ کی وحی کا خوف

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ﴾ (سورۂ سبا : 24)

''جب ان فرشتوں کے دلوں پر گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟۔تو (اللہ کے مقرب فرشتے) کہتے ہیں کہ اس نے حق فرمایا ہے اور وہ عالی مقام (اور) بزرگ و برتر ہے۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قَـضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَآئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُـضْـعَـانًا لِقَوْلِهِ ، كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَان ، يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ ، حَتَّى إِذَا فُـزِّعَ عَـنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: الْحَقَّ وَهُـوَ الْـعَـلِـيُّ الْـكَبِيـرُ ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُو السَّمْعِ ، وَمُسْتَرِقُ السَّـمْـعِ هٰـكَـذَا بَـعْـضُـهُ فَـوْقَ بَعْضٍ ، وَصَفَهُ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ ، فَـحَـرَّفَهَـا وَبَـدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ، فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ، ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَي مَنْ تَحْتَهُ ، حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّـاحِـرِ أَوِ الْـكَـاهِـنِ ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا ، وَرُبَّـمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ ، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ ، فَيُقَالُ: أَلَيْـسَ قَـدْ قَـالَ لَـنَـا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا ، كَذَا وَكَذَا؟ فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ

الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ .))[1]

''جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو اللہ کے فرشتے اس کی حکم برداری میں یوں اپنے پر مارتے ہیں کہ گویا صرف پتھر پر نرم زنجیر لگنے کی جھنکار ہے اور یہ فرمان ان فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے، حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو (اللہ کے مقرب فرشتے) کہتے ہیں کہ اس نے جو کہا وہ برحق ہے اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔ اللہ کی اس بات کو شیاطین چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں، یہ شیاطین ایک دوسرے کے اوپر یوں ہوتے ہیں، یہ کہتے ہوئے حدیث کے راوی سفیان نے اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کیا اور انگلیوں کو ایک دوسری سے (ذرا) جدا کیا کہ شیاطین اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ سب سے اوپر والا شیطان جب کوئی بات سن لیتا ہے تو وہ اپنے سے نیچے والے کو بتا دیتا ہے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو، یہاں تک کہ آخری شیطان وہ بات ساحر یا کاہن کو بتا دیتا ہے۔ کبھی تو کاہن کو وہ بات پہنچنے سے قبل شہاب سے جلا دیتا ہے اور کبھی شہاب کے آنے سے پہلے پہلے شیطان اسے بات بتا چکا ہوتا ہے تو کاہن شیطان کی بتائی ہوئی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اگر کوئی بات اسی طرح واقع ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز اس ساحر یا کاہن نے ایسے ہی نہیں کہا تھا؟ چنانچہ صرف اس ایک بات کے سچ ہونے سے اس کاہن کو سچا سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ وہ بات تو آسمان سے سنی ہوئی ہوتی ہے۔''

اور نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰـهُ تَعَالَى أَنْ يُّوْحِيَ بِالْأَمْرِ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ أَخَذَتِ

---

[1] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة سباء، باب حتى اذا فزع عن قلوبهم، ج 6، ص 122، ح: 4800، 4701.

السَّــمٰوَاتِ مِنْهُ رَجْفَةٌ، أَوْ قَالَ: رَعْدَ ةٌ شَــدِيْدَةٌ، خَوْفًا مِنَّ اللّٰهِ عَــزَّوَجَــلَّ، فَإِذَا سَمِعَ ذَلِكَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ صَعِقُوْا وَخَرُّوْا لِلّٰهِ سُــجَّــدًا، فَيَــكُــوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَرْفِعُ رَأْسَهُ جِبْرِيْلُ فَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ مِنْ وَحْيِــهِ بِــمَــا أَرَادَ، ثُــمَّ يَــمُــرُّ جِبْرِيْلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ، كُلَّمَا مَرَّ بِسَــمَــاءٍ سَأَلَهُ مَلَائِكَتُهَا مَاذَا قَالَ رَبُّنَا يَا جِبْرِيْلُ؟ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ: قَــالَ الْــحَــقَّ، وَهُــوَ الْعَلِيّ الْكَبِيْرُ، فَيَقُوْلُوْنَ كُلُّهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ جِبْــرِيْــلُ، فَيَــنْتَهِــي جِبْــرِيْــلُ بِالْوَحْيِ إِلَــى حَيْــثُ أَمَــرَهُ اللّٰــهُ عَزَّوَجَلَّ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ جب کسی بات کی وحی کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ اس وحی کا تکلم فرماتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے تمام آسمانوں پر دہشت اور کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جب آسمان والے اس آواز کو سنتے ہیں تو بے ہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں، سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں سے جو چاہتا ہے ان سے گفتگو فرماتا ہے، پھر جبرائیل ملائکہ کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں اے جبرائیل! ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں اس نے حق فرمایا ہے۔ اور وہ عالی مقام اور بزرگ و برتر ہے۔ پھر تمام فرشتے بھی یہی الفاظ پکارتے ہیں، پھر جبرائیل علیہ السلام اس وحی کو جہاں اللہ عزوجل کا حکم ہوتا ہے، پہنچا دیتے ہیں۔''

[1] اسنـاده ضعيف۔ أخرجه ابن ابـي عاصم فى السنة، ج 1 ص 227، ح: 515۔ وابن خـزيمة في التوحيد: 197۔ فيـه نـعيـم بـن حماد الخزاعى ضعيف الحديث، وأيضا فيه الوليد بن مسلم مدلس۔ ضعفه الألبانى فى تخريج السنة لابن أبى عاصم۔

وضـــاحـــت: ...... یہ روایت سنداً ضعیف گرچہ ہے مگر اس سے قبل والی روایت اس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلک.

مسائل

① سورۃ سباء کی آیت ۲۳ کی تفسیر (جس میں اللہ کی وحی کے وقت فرشتوں کی کیفیت بیان ہوئی ہے)۔

② اس آیت میں ابطال شرک کی دلیل ہے بالخصوص ایسے شرک کی جس کا تعلق صالحینِ امت سے ہے اور اس آیت کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ آیت دل سے شجرۂ شرک کی جڑوں کو کاٹ پھینکتی ہے۔

③ اس باب سے ﴿ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴾ کی تفسیر بھی واضح ہوتی ہے۔

④ فرشتوں کے سوال کی وجہ اور سبب بھی اس میں مذکور ہے۔

⑤ فرشتوں کے سوال پر جبرائیل علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہ یہ فرمایا ہے۔''

⑥ اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ جب سب فرشتے بے ہوش ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں۔

⑦ چونکہ ہر آسمان کے فرشتے جبرائیل علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں، لہٰذا وہ سب کو جواب دیتے ہیں۔

⑧ بے ہوشی اور غشی تمام آسمانوں کے فرشتوں پر طاری ہوتی ہے۔

⑨ اللہ تعالیٰ کے کلام سے آسمان لرز جاتے ہیں۔

⑩ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام اللہ کی وحی کو منزل مقصود تک پہنچاتے ہیں۔

⑪ شیاطین چوری چھپے اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔

⑫ اس مقصد کے لیے وہ ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں۔

⑬ ان شیاطین پر شہاب چھوڑا جاتا ہے۔

⑭ بعض اوقات کاہن تک بات پہنچنے سے قبل ہی شہاب اس شیطان کو خاکستر کر دیتا ہے اور

کبھی شہاب کے آنے سے پہلے پہلے یہ شیطان اپنے انسانی دوست کو بات بتا چکا ہوتا ہے۔

⑮ بعض اوقات کاہن کی بات صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔

⑯ اور کاہن اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔

⑰ کاہن کے جھوٹوں کو لوگ محض اس لیے درست مان لیتے ہیں کہ اس کی ایک بات تو صحیح تھی، حالانکہ وہ بات آسمان سے سنی گئی ہوتی ہے۔

⑱ نفوسِ انسانی باطل کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں، اور کاہن کی صرف اس ایک بات کو مدِنظر رکھتے ہیں اور اس کی ایک سو غلط باتوں کو نہیں دیکھتے۔

⑲ شیاطین اس ایک بات کو ایک دوسرے سے حاصل کر کے یاد کر لیتے ہیں اور اس سے (دوسرے جھوٹوں کے صحیح ہونے پر) استدلال کرتے ہیں۔

⑳ اس باب سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا اثبات بھی ہوتا ہے۔جبکہ اشاعرہ معطلہ اس کی صفات کے منکر ہیں۔

㉑ آسمانوں پر طاری ہونے والی دہشت وکپکپی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہوتی ہے۔

㉒ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ (کی عظمت کے تصور سے اس) کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

باب 16

شفاعت کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ۝ ﴾ (سورۃ الانعام : 51)

''اور (اے محمد ﷺ!) آپ اس قرآن کے ذریعہ ان لوگوں کو نصیحت کریں جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ ان کا اللہ کے سوا کوئی مددگار یا سفارشی نہ ہو، شاید کہ یہ لوگ اللہ سے ڈر جائیں)۔''

اور فرمایا:

﴿ قُلۡ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا ؕ ﴾ (سورۃ الزمر: 44)

''(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجیے کہ ہر قسم کی شفاعت اللہ کی اختیار میں ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ ﴾ (سورۃ البقرہ : 255)

''کون ہے جو اس کے حضور اس کی جازت کے بغیر سفارش کر سکے؟''

اور نیز فرمایا:

﴿ وَ كَمۡ مِّنۡ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِىۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ يَّاۡذَنَ اللّٰهُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَرۡضٰى ۝ ﴾ (سورۃ النجم : 26)

''اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں کہ جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے لیے شفاعت کی اجازت دے اور

پسند کرے۔"

نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ﴾

(سوۂ سبا 34: 22-23)

"(اے محمد ﷺ! ان مشرکین سے) کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن کو تم معبود سمجھتے ہو، انہیں پکار کر دیکھو، وہ آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور زمین و آسمان (کی ملکیت)، یا ان کی تخلیق) میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے اور اللہ کے حضور (کسی کے لیے کوئی) سفارش مفید نہیں ہوگی، مگر اس کے لیے جس کے بارے میں (فارش کی) وہ اجازت بخش دے۔"

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے ان باتوں کی نفی کر دی جن سے مشرکین استدلال کرتے تھے۔ مثلاً اس بات کی نفی کی ہے کہ کسی کو زمین و آسمان میں کسی قسم کی قدرت و اختیار کلی ہو، یا جزوی اختیارات ہوں، یا کوئی اللہ کا مددگار ہو، البتہ سفارش ہی باقی ہے، چنانچہ وہ بھی اسی کے لیے مفید ہوگی جس کے حق میں سفارش کی اجازت اللہ تعالیٰ خود دیں گے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ (سورۃ الانبیاء: 28)

"اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے بجز اس کے جس سے اللہ راضی ہو۔"

پس وہ سفارش جس کے مشرکین قائل ہیں، قیامت کے دن معدوم ہوگی (یعنی ان کو حاصل نہیں ہو سکے گی) جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی نفی کی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "آپ ﷺ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش

ہو کر فوراً سفارش کی بجائے پہلے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ سے کہا جائے گا ''اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی، آپ ﷺ سوال کریں، آپ ﷺ جو مانگیں گے دیا جائے گا، آپ ﷺ سفارش کریں، آپ ﷺ کی سفارش قبول ہوگی۔'' ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ!) سب سے زیادہ خوش نصیب کون ہے جو آپ کی سفارش کا حقدار ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خلوصِ دل سے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا اقرار کیا۔'' ❷

پس ثابت ہوا کہ یہ سفارش اللہ کی اجازت سے صرف خلوصِ دل سے کلمہ پڑھنے والوں کو حاصل ہوگی اور مشرکین کو حاصل نہیں ہوگی۔

اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلص اہلِ توحید پر اپنا خصوصی فضل فرمائے گا اور جن لوگوں کو سفارش کی اجازت دے گا، ان کی دعا کے سبب اہلِ توحید کی مغفرت کرے گا، اس طرح سفارش کرنے والے (رسول اللہ ﷺ) کا اکرام کرے گا اور وہ مقامِ محمود پائیں گے۔ پس جس شفاعت کا قرآن نے انکار کیا ہے، اس سے مراد وہ شفاعت ہے جس میں شرک کی آمیزش ہو۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مقامات پر اپنی اجازت سے شفات کا اثبات کیا جارہا ہے اور نبی ﷺ نے صاف صاف فرمایا ہے کہ شفاعت صرف اہلِ توحید اور اہلِ اخلاص کے لیے ہوگی۔

---

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة بنی اسرائیل باب ذریة من حملنا مع نوح اِنه کان عبدا شکورا، ج 6، ص 84، ح: 4712۔ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها: ج1، ص 127، ح: 194۔ دوسرا نسخه: 327.

❷ صحیح البخاری، کتاب العلم، کباب الحرص علی الحدیث، ج 1، ص 31، ح: 99، 6570.

مسائل

① ان آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر (جن میں اللہ کے سامنے شفاعت کا بیان ہے)۔

② نا قابلِ قبول شفاعت کی وضاحت ہے۔

③ قابلِ قبول شفاعت کا تذکرہ ہے۔

④ شفاعتِ کبریٰ کا ذکر ہے جسے مقام محمود بھی کہتے ہیں۔

⑤ نبیِ اکرم ﷺ کی شفاعت کے انداز کا بیان کہ آپ جاتے ہی شفاعت نہیں کریں گے، بلکہ سب سے پہلے آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے پھر اجازت ملنے پر شفاعت کریں گے۔

⑥ شفاعت کے سب سے سعادت مند آدمی کا بیان ہے۔

⑦ یہ سفارش مشرکین کو حاصل نہیں ہوگی۔

⑧ حقیقتِ شفاعت کا بیان ہے۔

باب 17

ہدایت دینا صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ ﴾ (سورة القصص : 56)

''(اے محمد ﷺ!) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔''

اور ایک مقام پر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اپنے باپ مسیّب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کے پاس عبداللہ بن ابی امیہ اور ابو جہل بھی بیٹھے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَمِّ! قُلْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَقَالا لَهُ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَعَادَا فَكَانَ آخِرَ مَا قَالَ: هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، وَأَبَى أَنْ يَقُوْلَ لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ، مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى﴾ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي أَبِي طَالِبٍ ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾)) [1]

---

[1] صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب اذا قال المشرك عند الموت، لا اله الا اللّٰه، ج 2، ص 95، ح: 1360، 3884، 4772۔ وصحيح مسلم، كتاب الايمان، ⇦⇦

”اے چچا جان! کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو، میں تمہارے لیے یہی کلمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بطورِ دلیل پیش کروں گا، وہ دونوں (عبد اللہ بن ابی امیہ اور ابو جہل) بولے کیا تم عبد المطلب کے مذہب کو چھوڑ دو گے؟ آپ ﷺ اور دونوں سردار اپنی اپنی باتیں دہراتے رہے، چنانچہ ابو طالب نے آخر میں یہی کہا کہ وہ عبد المطلب کے مذہب پر قائم ہے اور اس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تک مجھے روکا نہ جائے، میں تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ﴾ (سورة التوبة: 113) ”نبی اور اہل ایمان کو زیبا نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں، خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔“ اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (سورة القصص ٢٨/ ٥٦) ”(اے محمد ﷺ!) آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔“

مسائل

① آیتِ کریمہ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ کی تفسیر ہے۔

② آیتِ کریمہ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ کی

⇦⇦ باب صحة اسلام مَنْ حضر الموت مالم ليشرع فى النزع، ج 1 ص 40، ح 24۔ دوسرا نسخہ: 39۔

وضاحت:...... مصنف رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی مختلف روایات کو ملا کر تھوڑے تصرف کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

تفسیر ہے۔

③ آپ ﷺ کے فرمان ((قُـلْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه)) کی تفسیر ایک اہم مسئلہ (وہ یہ ہے کہ محض زبان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ لینا کافی نہیں، بلکہ دلی اقرار بھی ضروری ہے،) اس میں علم کے ان دعویداروں کی تردید ہے جو محض زبان سے اقرار کر لینے کو کافی سمجھتے ہیں۔

④ جب نبی ﷺ نے اپنے چچا سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' پڑھنے کا کہا تو ابوجہل اور اس کے ساتھ جانتے تھے کہ آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟ (اس لیے وہ ابو طالب کو عبدالمطلب کے مذہب پر قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا برا کرے جن سے ابوجہل اصل دین (کلمہ لا الہ الا اللہ) کے مفہوم کو بہتر جانتا تھا۔

⑤ آپ ﷺ نے اپنے چچا کو مسلمان کرنے کی پوری اور انتہائی کوشش کی۔

⑥ جو لوگ عبدالمطلب اور اس کے اسلاف کو مسلمان سمجھتے ہیں، اس سے ان کی بھی تردید ہے۔

⑦ آپ ﷺ نے ابو طالب کے لیے مغفرت کی دعا کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اس کی مغفرت نہ کی، بلکہ آپ ﷺ کو بھی دعا کرنے سے روک دیا۔

⑧ یہ بھی ثابت ہوا کہ برے لوگوں کی صحبت کا انسان کو نقصان ہی ہوتا ہے۔

⑨ اپنے اکابر و اسلاف کی تعظیم (میں غلو کرنا) نقصان دہ ہے (اس لیے کہ ممکن ہے کہ وہ گمراہ ہوں)

⑩ باطل پرستوں کو اس میں ابوجہل کے استدلال کی وجہ سے مغالطہ ہوا۔

⑪ نجات کا دارومدار آخری زندگی کے اعمال پر ہے، کیونکہ اگر ابو طالب بوقت وفات کلمہ کا اقرار کر لیتا تو اسے ضرور فائدہ ہوتا۔

⑫ گمراہ لوگوں کے دلوں میں راسخ اس بڑے مغالطے کے بارے میں غور وفکر کرنا چاہیے، اس لیے کہ ابو طالب کے قصہ میں مذکور ہے کہ سرداران مکہ اس مغالطے کی بنا پر ابوطالب سے جھگڑتے رہے۔ حالانکہ نبی ﷺ نے مبالغے اور تکرار کے ساتھ (ابو طالب کے لیے) کلمہ پیش کیا، اس لیے وہ اس پر اڑے رہے۔

باب 18

بنی آدم کے کفر اور ترکِ دین کا بنیادی سبب صالحین کی عزت وتکریم میں غلو کرنا ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾

(سورة النساء : 171)

''اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے متعلق حق کے سوا کوئی بات نہ کرو۔''

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴾ (سورة نوح : 23) کے بارے میں مروی ہے:

((هَـذِهِ أَسْـمَـاءُ رِجَـالٍ صَـالِـحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ ، فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَـى الشَّيْـطَـانُ إِلَـى قَوْمِهِمْ: أَنِ انْصِبُوا إِلَي مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ فِيهَا أَنْصَابًا ، وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ ، فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ ، حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ (وَتَنَسَّخَ) الْعِلْمُ عُبِدَتْ .)) [1]

---

[1] صحيح البخاري ، كتاب التفسير ، سورة انا ارسلنا ، باب ودّا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ، ج 6 ، ص 160 ، ح: 4920.

وضاحت:...... یہ حدیث گرچہ موقوفاً مروی ہے مگر یہ مرفوع کے حکم میں ہے اور اس کو ضعیف کہنا درست نہیں۔ متقدمین و متاخرین میں سے 28 کبار علماء وائمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھیں سبیل الرشاد لأبی العباس الشحری)

''یہ سب (ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر) قوم نوح کے صالح لوگ تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو سمجھایا کہ یہ نیک لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے، وہاں بطور یادگار پتھر نصب کر دو اور ان پتھروں کو ان کے ناموں سے موسوم کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن اس دور میں ان پتھروں کو پوجا نہ گیا جب یہ لوگ مر گئے اور بعد والوں پر جہالت چھا گئی، علم جاتا رہا اور اصل بات بھول گئی، تو انہوں نے ان یادگاروں کی پرستش شروع کر دی۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: متعدد اسلاف اہل علم نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مر گئے تو پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور بنے، پھر ان کے مجسّمے بنائے، پھر زمانہ دراز گزرنے پر ان کی عبادت کرنے لگے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقَالُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.)) ❶

''تم میری تعریف کرنے میں حد سے نہ گزر جانا، جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تعریف میں نصاریٰ حد سے تجاوز کر گئے، میں تو ایک بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہو۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ.)) ❷

---

❶ صحيح البخاری، كتاب أحاديث الأنبياء صلوات الله عليهم، باب قول الله: واذكر فی الكتاب مريم، ج 4 ص: 1670، ح: 3445، 6830.

نوٹ:...... مؤلف رحمہ اللہ کا صحیحین کی طرف نسبت کرنا درست نہیں کیونکہ یہ روایت مسلم میں نہیں صرف بخاری میں ہے۔

❷ اسناده صحيح، رواه النسائی فی سننه، كتاب مناسك الحج، باب التقاط الحصي، ج 5، ص 268، ح: 3057۔ وابن ماجه فی سننه، كتاب المناسك، باب: قد رحصی الرّمي، ج 4، ص 486، ح: 3029۔ وصححه الالبانی فی الصحيحة رقم: 1283.

''غلو سے بچ کر رہو، تم سے پہلے لوگوں کو غلو (مبالغہ) ہی نے ہلاک کیا تھا۔''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ)) ۔ ((قَالَهَا ثَلَاثًا .)) [1]

''تکلف کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو جائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار فرمائی۔''

مسائل

① جو شخص زیرِ بحث باب اور اس کے بعد والے دو ابواب اچھی طرح سمجھ لے، اس پر اسلام کی، باقی ادیان سے جداگانہ حیثیت واضح ہو جائے گی اور دلوں کے پھیرنے میں اسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب وغریب کرشمے نظر آئیں گے۔

② روئے زمین پر رونما ہونے والا اولین شرک بزرگوں کے ساتھ حد درجے کی محبت اور ان کی عظمت میں غلو کے سبب ہوا۔

③ سب سے پہلے جس چیز میں تغیر وتبدل ہوا، وہ انبیاء کرام کا دین تھا، اس (باب میں غور وفکر کرنے سے دین میں تغیر) کے اسباب بھی معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ ہی نے مبعوث فرمایا تھا (پھر بھی لوگوں نے ان کی پرواہ نہ کی)۔

④ لوگ بدعات ومحدثات کو جلد قبول کر لیتے ہیں، حالانکہ شریعتِ اسلامیہ اور فطرتِ سلیمہ ان چیزوں کو قبول نہیں کرتی۔

⑤ شرک شروع ہونے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ حق اور باطل کو آپس میں خلط ملط کر دیا گیا تھا، جس کے دو واضح اسباب تھے:

ایک تو بزرگوں کے ساتھ حد درجہ کی عقیدت ومحبت تھی اور دوسرا یہ کہ بعض اہلِ علم و دین

---

[1] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب هلك المتنطعون، ج 8، ص 58، ح 2670، دوسرا نسخہ: 7.

نے کچھ ایسے امور سرانجام دیے کہ جن میں ان کی نیتیں درست تھیں، مگر بعد والوں نے یہ سمجھا کہ ان اہل علم کی مراد کچھ اور تھی۔

⑥ سورۂ نوح کی اس آیت کی تفسیر (جس میں مختلف بتوں کے نام ذکر ہیں)۔

⑦ فطری طور پر انسان کا مزاج اور اس کی طبیعت ہی کچھ ایسی ہے کہ اس کے دل میں حق (آہستہ آہستہ) کم ہوتا جاتا ہے جبکہ باطل بڑھتا رہتا ہے۔

⑧ اسلاف اہل علم کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ بدعات، کفر کا سبب بنتی ہیں۔

⑨ شیطان ابلیس بدعت کے انجام سے خوب آگاہ ہے (کہ یہ کس طرح انسان کو تباہ کر دیتی ہے) اگرچہ بدعت جاری کرنے والے کی نیت اچھی ہی کیوں نہ ہو۔

⑩ اس باب سے ایک اور قاعدہ اور اصول ثابت ہوتا ہے کہ غلو سے قطعی طور پر اجتناب کرنا چاہیے۔ (کیونکہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا) اور جو غلو کی طرف مائل کرے اس کے متعلق بھی علم ہونا چاہیے۔

⑪ قبر پر کسی صالح عمل کی انجام دہی کے لیے بیٹھنا انتہائی نقصان دہ ہے۔

⑫ مجسّموں کی ممانعت اور ان کے مٹا ڈالنے کی حکمت کا پتا چلتا ہے۔

⑬ اس تفصیل سے جہاں یہ (وقوع شرک کا) عظیم واقعہ معلوم ہوتا ہے، وہاں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا جاننا ضروری ہے، لیکن اکثر مسلمان اس سے غافل اور لاعلم ہیں۔

⑭ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ لوگ یہ واقعہ کتب تفسیر و حدیث میں پڑھتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان حائل ہوا تھا پھر بھی سمجھتے ہیں کہ قوم نوح علیہ السلام کا یہ عمل (قبر پرستی) بزرگوں کی غایت درجہ تعظیم، قبروں پر مجاور بننا وغیرہ افضل ترین عبادت ہے اور وہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس بات سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے وہ ایسا کفر ہے جو کسی کے جان و مال کو مباح کرتا ہے۔

⑮ اس تفصیل میں یہ صراحت بھی ہے کہ (ان بتوں کو) پوجنے والوں کا ارادہ صرف یہ تھا

کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں۔

⑯ بعد والے مشرکین نے گمان کیا کہ سابق اہلِ علم نے ان بزرگوں کی تصویریں عبادت کے لیے بنائی تھیں۔

⑰ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک ((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ)) ''کہ تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ ابنِ مریم میں کیا تھا''۔ میں (مسلمانوں کے لیے) کھلا بیان اور عظیم نصیحت ہے۔ اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر تبلیغ کا حق ادا فرما دیا۔

⑱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ تکلف کرنے (والا) حد سے تجاوز کرنے والے ہمیشہ ہلاک ہوتے ہیں۔

⑲ اس سے علم کی اہمیت اور علم نہ ہونے کے نقصان کا بھی پتہ چلتا ہے کہ قوم نوح علیہ السلام میں علم ختم ہونے کے بعد ہی بتوں کی پوجا پاٹ شروع ہوئی تھی۔

⑳ علماء کا دنیا سے رخصت ہونا فقدانِ علم کا سبب ہے۔

باب 19

کسی صالح آدمی کی قبر کے پاس' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ناجائز اور سنگین جرم ہے' تو خود اس مردِ صالح کی عبادت کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

صحیحین میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کلیسا اور اس میں موجود تصویروں اور مجسّموں کا ذکر کیا جو کہ انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُولَـئِكَ إِذَا مَـاتَ فِيهِـمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ ، أَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ، بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ .)) ❶

''ان لوگوں میں جب کوئی بزرگ فوت ہو جاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصاویر (مجسّمے) بنا دیتے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔''

ان لوگوں نے دو فتنوں کو یکجا کر دیا، ایک قبروں (کو عبادت گاہیں بنانے) کا اور دوسرا (ان میں) مجسّمے اور تصویریں بنانے کا۔ ❷

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب، الصلاۃ فی البیعۃ، ج 1 ص 95، ح 434، 1341، 3873۔ وصحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النهي عن بناء المساجد علی القبور، ج 2، ص 66، ح: 528۔ دوسرا نسخہ: 16، 17، 18.

❷ اغاثۃ اللھفان: 201/1.

اور (ایک دوسرے مقام پر) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی علامات ظاہر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (شدت تکلیف سے) اپنے چہرۂ مبارک پر چادر اوڑھ لیتے اور جب دم گھٹتا تو چادر کو ہٹا لیتے، اسی عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَةُ اللّٰهِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) ❶

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انہوں نے انبیاء کرام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔''

اس سے آپ کا مقصد اپنی امت کو ایسے طرزِ عمل سے روکنا تھا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنانے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر بھی (عام صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح) ظاہر ہوتی۔''

اور جب جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ یوم قبل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

((اِنِّىْ أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَّكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيْلًا، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيْلًا، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا

---

❶ متفق علیہ۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب، ج 1 ص 95، ح: 438، 1330، 1390، 3453، 4443، 5816۔ وصحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب: النھی عن بناء المساجد علی القبور، ج 2، ص 67، ح: 531، دوسرا نسخہ 22۔

وضاحت:...... ولولا ذلك أبرز قبره...... الخ یہ صرف صحیح بخاری حدیث: 1330، 1390، 4441 میں ہے۔

فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ اِنِّی أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ .)) ❶

''میں اللہ کے سامنے اس بات سے برأت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا دوست (خلیل) ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانا چاہتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔ خبردار! تم سے پہلے لوگ انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا کرتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالینا میں تمہیں اس طرزِ عمل سے منع کرتا ہوں۔''

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عملِ شنیع سے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں منع فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت وحیات کی کشمکش میں ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔

(معلوم ہوا کہ اگر) قبر پرستی نہ بھی ہو تب بھی قبر کے پاس نماز پڑھنا منع ہے، اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ((خَشِيَ أَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا)) کا مطلب بھی یہی ہے۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر مسجد بنائیں کیونکہ جس جگہ نماز پڑھنا مقصود ہو وہ مسجد ہی ہے، بلکہ ہر وہ جگہ جہاں نماز ادا کی جائے، اسے مسجد کا نام دیا جاتا ہے، جیسا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا .)) ❷

''تمام روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور ذریعۂ طہارت (وضو کے لیے پانی کا قائم) بنایا گیا ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهي عن بناء المساجد على القبور، ج 2 ص 67، ح 532، دوسرا نسخہ: 23.

❷ متفق عليه۔ صحيح البخاري، كتاب التميم، ج 1 ص 74، ح: 335، 438۔ وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، ج 2، ص 63، ح: 521 دوسرا نسخہ: 3.

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ، وَالَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِد.)) [1]

''سب سے بدترین وہ ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی اور وہ بھی (سب سے بدتر ہیں) جو قبروں کو مساجد کا درجہ دیں۔''

مسائل

1. کسی بزرگ کی قبر کے پاس مسجد تعمیر کرنے والے پر نبی کریم ﷺ کی ڈانٹ، اگرچہ مسجد بنانے والے کی نیت صحیح ہی ہو۔
2. تصاویر و مجسّمے بنانے کی حرمت اور اس پر شدید وعید ہے۔
3. اس عمل کی مذمت کے معاملہ میں نبی اکرم ﷺ کے مبالغہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ پہلے تو آپ ﷺ نے اس کام سے ویسے منع فرمایا تھا، پھر آخر عمر میں وفات سے پانچ روز قبل مزید تنبیہ فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے جب آپ ﷺ کا سفر آخرت شروع ہونے والا تھا، (اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ) اس سے پھر ایک بار سخت ممانعت فرمائی۔
4. آپ ﷺ نے اپنی قبر پر بھی اس عمل سے منع فرما دیا، حالانکہ ابھی آپ ﷺ کی قبر موجود نہ تھی۔
5. انبیاء و صلحاء کی قبروں پر مساجد بنا کر ان میں عبادت کرنا، یہود و نصاریٰ کا طرز عمل ہے۔
6. اس عمل پر آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی۔

---

[1] اسناده حسن۔ رواه احمد في مسنده، ج 3 ص 223، ح: 1694۔ صحيح ابن خزيمة، ج 1، ص 407، ح: 789۔ وابن حبان في صحيحه، ج 6 ص 94، ح: 2325۔ وحسنه الالباني في تحذير المساجد: 26-27.

وضاحت:...... یہ روایت حسن اس لیے ہے کہ اس کی سند میں عاصم ابن أبي النجو دصدوق ہیں۔

⑦ اس طرزِ عمل کی وجہ سے یہود و نصاریٰ پر آپ ﷺ کے لعنت کرنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمان آپ ﷺ کی قبر پر ایسا کارنامہ انجام نہ دیں۔

⑧ اس سے آپ ﷺ کی قبر کو کھلا اور عام جگہ پر نہ بنانے کی وجہ اور مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے۔

⑨ قبروں کو مسجد بنانے کے معنیٰ کی بھی وضاحت ہے۔

⑩ نبیِ کریم ﷺ نے قبروں پر مساجد تعمیر کرنے والوں اور جن لوگوں پر قیامت قائم ہو گی، دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے، گویا آپ ﷺ نے کفر یا شرک کے وقوع پذیر ہونے سے قبل ہی اس کے اسباب اور اس کے انجام کا ذکر فرما دیا ہے۔

⑪ نبیِ اکرم ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ان دو گروہوں کا ردّ فرما دیا جو اہلِ بدعت میں سب سے زیادہ برے ہیں، بلکہ بعض اہلِ علم نے تو انہیں بہتر (۷۲) گروہوں سے بھی خارج کر دیا ہے۔ ان دو گروہوں میں سے ایک رافضہ اور دوسرا جہمیہ ہے۔ خصوصاً روافض کی وجہ سے مسلمانوں میں شرک اور قبر پرستی کی ابتداء ہوئی اور انہی روافض نے سب سے پہلے قبروں پر مساجد بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔

⑫ آپ ﷺ کو نزع کے وقت بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

⑬ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے کے وصف سے نوازا گیا ہے۔

⑭ خلیل ہونے کا درجہ مقام محبت سے اونچا ہے۔

⑮ اس میں یہ صراحت بھی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

⑯ اس ارشاد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

باب 20

صالحین اور بزرگوں کی قبروں کے بارے میں غلو کا انجام ''شرکِ اکبر'' ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) ❶

''یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا، جسے لوگ پوجنا شروع کر دیں۔ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا سخت غضب اور قہر نازل ہو جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا تھا۔''

ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت مبارکہ ﴿ أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ﴾ کی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ سفیان اور منصور کے طرق سے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ ''لات'' حجاج کرام کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا، جب یہ فوت ہو گیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گئے۔ ❷ ابوالجوزاء بھی ابن

---

❶ اسناده صحيح لغيره۔ أخرجه مالك فى المؤطا كتاب الصلاة، باب جامع الصلاة، ج 1 ص 243، ح: 475 مرسلاً۔ ولكن للحديث شاهد من حديث أبي هريرة أخرجه أحمد في مسند، سند أبي هريرة، ج 12، ص 314، ح: 7357 ولفظه "اللهم لا تجعل قبرى وثنا"۔ وصححه الألبانى فى تخريج مشكاة المصابيح" رقم: 715" وقال صحيح۔

وضاحت: ...... یہ روایت مرسل و متصل دونوں مروی ہے اور دونوں مسنداً اپنے شواہد کے ساتھ ثابت ہیں نیز مرسل روایت کو ابن عبدالبر نے الأستذكار: 347/2 میں متصلاً سنداً بیان کر دیا ہے۔

❷ اسناده صحيح۔ رواه ابن جرير فى تفسيره "جامع البيان عن تأويل آي القرآن": 19/27 بتحقيق التركي۔ ولنقله ابن كثير أيضاً تحت هذه الآية.

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ''لات'' حجاجِ کرام کو ستو گھول کر پلایا کرتا تھا۔ ❶

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ، وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ .)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ملعون قرار دیا جو قبروں پر مساجد بناتے اور چراغاں کرتے ہیں۔''

مسائل

① اوثان کی تشریح وتوضیح ہے۔

② عبادت کا معنیٰ ومفہوم واضح ہوتا ہے۔

③ رسول اللہ ﷺ نے صرف اسی چیز سے پناہ مانگی، جس کے وقوع پذیر ہونے کا آپ ﷺ کا اندیشہ تھا۔

④ جہاں آپ ﷺ نے یہ دعا کی کہ ''یا اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے'' وہاں آپ ﷺ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ ''پہلے لوگوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا لیا تھا۔''

---

❶ صحيح البخارى، كتاب التفسير، سورة النجم، باب افرأيتم اللات والعزىٰ، ج 6، ص 141، ح: 4859۔ ولفظه "اللات": "رَجُلًا يَلُتُّ سويق الحجاج".

❷ اسناده ضعيف: رواه أبو داؤد في سننه كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، ج 3، ص 362، ح: 3236۔ والترمذى، ابواب الصلوة عن رسول الله ﷺ، باب كراهية ان يتخذ على القبر مسجداً، ج ص 352، ح: 320 وغیرہ۔ وضعفة الألبانى فى الضعيفه: 225۔

وضاحت:...... وجہ ضعف کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 2.

⑤ آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایسے کام کرنے والوں پر اللہ کا شدید قہر وغضب نازل ہوا تھا۔

⑥ ایک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ''لات'' جو عرب کا سب سے بڑا بت تھا، اس کی کس طرح عبادت شروع ہوئی تھی۔

⑦ یہ بات معلوم ہوئی کہ ''لات'' ایک بزرگ کی قبر تھی۔

⑧ ''لات''، صاحبِ قبر کا نام ہے اور اس کی وجہ تسمیہ بھی مذکور ہے۔

⑨ آپ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔

⑩ آپ نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔

باب 21

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی مکمل حفاظت کے سلسلے میں شرک بننے والی ہر راہ کو بند کرنا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ ﴾

(سورة التوبه : 128-129)

''(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا ہے۔ تمہاری تکلیف اسے شاق گزرتی ہے، وہ تمہاری (فلاح و ہدایت کا) حریص ہے اور اہل ایمان کے لیے نہایت شفیق اور مہربان ہے۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو آپ ان سے کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا بھروسہ اسی پر ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا، وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ.)) [1]

---

[1] حسن لذاته: رواة أبو داؤد فی سننه كتاب المناسك، باب زيارة القبور، ج 2، ص 366- ح: 2042- وحسنه الألبانی فی "تحذير المساجد، ص 97" وصححه فی صحيح سنن أبی داؤد.

''اپنے گھروں کو (نماز، دعا اور تلاوتِ قرآن ترک کر کے) قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو میلہ (گاہ) بناؤ اور تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود (وسلام) پڑھتے رہو، تمہارے درود وسلام مجھے پہنچ جائیں گے۔''

زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے گرد بنی دیوار میں ایک شگاف سے اندر داخل ہو کر قبر کے پاس دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے روک دیا اور کہا ''کیا میں تجھے وہ حدیث نہ بتاؤں جو میرے باپ (حسین رضی اللہ عنہ) نے میرے دادا (علی رضی اللہ عنہ) سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَلَا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ تَسْلِیْمَکُمْ یَبْلُغُنِیْ أَیْنَ کُنْتُمْ.)) [1]

''میری قبر کو میلہ (گاہ) نہ بنانا اور تم (نماز، دعا اور تلاوتِ قرآن ترک کر کے) ان گھروں کو قبرستان نہ بنا لینا اور مجھ پر درود پڑھتے رہنا، اس لیے کہ تم جہاں بھی ہو گے، تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔''

مسائل

1. سورۂ برأت (توبہ) کی آخری دو آیتوں کی تفسیر وتوضیح ہے۔
2. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو حدود شرک سے بہت دور رہنے کی ہدایت اور حکم ہے۔
3. نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم (یعنی اپنی امت) پر نہایت شفیق ومہربان اور ہماری رشد وہدایت پر انتہائی حریص تھے۔

---

[1] اسناده حسن لغيره: رواه ابن ابي شيبة فى مصنفه، ج 2، ص 150، ح: 7542۔ وابى يعلى فى مسنده، ج 1 ص 361، ح: 369۔ والمقدسى في المختارة، ج 2، ص 49، ح 428۔ وحسنه الألبانى، (تحذير المساجد، ص 140 واحكام الجنائز، ص 280۔ 281.)

④ آپ ﷺ نے مخصوص انداز میں اپنی قبر کی زیارت سے منع فرمایا ہے، حالانکہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت (شرعی حدود و قیود میں رہ کر کی جائے تو یہ) انتہائی فضیلت والے اعمال میں سے ہے۔

⑤ نبی ﷺ نے بار بار زیارتِ قبر کے لے جانے سے منع فرمایا ہے۔

⑥ آپ ﷺ نے نفلی نماز گھر میں بجالانے کی ترغیب دی ہے۔

⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں یہ بات مسلم اور معروف تھی کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

⑧ صلوٰۃ وسلام کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ آدمی کا درود وسلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔ خواہ وہ دور ہی ہو، لہٰذا اس غرض سے قریب آنے کی ضرورت نہیں۔

⑨ اس میں یہ بھی بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ برزخ میں ہیں اور امت کے اعمل میں سے درود وسلام آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں۔

باب 22

امتِ محمدیہ ﷺ کے بعض افراد کے بت پرستی میں مبتلا ہونے کی پیش گوئی

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ ﴾

(سورة النساء : 51)

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا، وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان لانے والوں سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ ﴾

(سورة المائده : 160)

''(اے محمد ﷺ!) آپ ان سے کہہ دیں، کیا میں تمہیں ان لوگوں کی نشان دہی کر دوں جن کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بدتر ہے؟ وہ ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور غضب ناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور سور بنا دیا اور جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا﴾

(سورۃ الکھف: 21)

''جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے، انہوں نے کہا، ہم تو ان (کی غار) پر ضرور مسجد (عبادت گاہ) بنائیں گے۔''

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ ، حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: فَمَنْ؟)) [1]

''تم پہلی امتوں کی پیروی کرتے ہوئے اس طرح ان کے برابر ہو جاؤ گے، جیسے تیر تیر کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ ضب (سانڈے) کے بل میں گھسے ہوں تو تم بھی جا گھسو گے۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور کون؟''

اور ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ، وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا ، وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ: الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ ، وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُّهْلِكَهَا

---

[1] متفق علیہ۔ صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء صلوات اللّٰہ علیہم، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ج 4، ص 169، ح: 3456، 7320۔ وصحیح مسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیہود والنصاریٰ، ج 8، ص 57، ح: 2669۔ دوسرا نسخہ: 6.

وضاحت :......''حذو القذۃ بالقذۃ'' یہ صرف مسند احمد، ج 28، ص 359، ح: 17135 میں ہے اور اس میں ابن حوشب ضعیف ہیں۔ لدخلتموہ کی جگہ صحیح بخاری میں لسلکتموہ اور بعض بخاری کی روایت میں ''تَبِعْتُمُوْهُمْ'' ہے۔

بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَاَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ، فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَاِنَّ رَبِّي قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِنِّي اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَاِنِّي اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ، وَاَنْ لَا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِاَقْطَارِهَا، حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.)) [1]

’’اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین اس حد تک سمیٹ دی کہ میں نے اس کے مشرق ومغرب دیکھ لیے اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک مجھے زمین سمیت کر دکھائی گئی۔ اور مجھے دو خزانے، ایک سرخ اور دوسرا سفید عطا کیے گئے۔ اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے یہ دعا کی کہ وہ عام قحط سالی سے اسے ہلاک نہ کرے۔ اور ان پر کوئی ایسا بیرونی دشمن مسلط نہ کرے جو انہیں تباہ کر کے رکھ دے۔ میرے رب نے فرمایا: ’’اے محمد (ﷺ!) میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ میں آپ (ﷺ) کی امت کے بارے میں آپ (ﷺ) کی یہ دعا قبول کرتا ہوں کہ میں انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کوئی ایسا بیرونی دشمن بھی مسلط نہیں کروں گا جو انہوں تباہ کر کے رکھ دے، اگرچہ سارے دشمن ان کے خلاف متحد اور مجتمع کیوں نہ ہو جائیں۔ البتہ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور قیدی بھی بنائیں گے۔‘‘

اور اسے حافظ برقانی نے بھی اپنی کتاب (الصحیح) میں روایت کیا ہے اور مندرجہ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة، بعضهم ببعض، ج 8، ص 121، ح 2889 دوسرا نسخه: 19.

ذیل الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

((وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَىٰ أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ ، وَ إِذَا وَقَعَ عَلَيْهِمُ السَّيْفُ لَمْ يُرْفَعْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ يَلْحَقَ حَيٌّ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِيْنَ ، وَحَتَّىٰ تَعْبُدَ فِئَامٌ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ ، وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ مَنْصُوْرَةٌ ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى .))[1]

''مجھے اپنی امت کے بارے میں صرف گمراہ پیشواؤں کا خدشہ ہے اور جب ان میں ایک دفعہ تلوار چل پڑی تو قیامت تک بند نہیں ہوگی۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ میری امت کی ایک جماعت مشرکین سے نہ جاملے اور میری امت کے بہت سے گروہ بت پرستی نہ کرنے لگیں اور میری امت میں تیس دجال ہوں گے، وہ سب کے سب نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں خاتم الانبیاء (آخری نبی) ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ (قیامت تک) حق پر رہے گا اور ان کی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد کی جائے گی اور انہیں چھوڑ جانے والے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے۔''

---

[1] هذة الزيادة أيضًا صحيحة۔ أخرجها ابن مردويه كما في تفسير ابن كثير تحت سورة الأنعام رقم الآية : 65۔ وأبو داؤد فی سننه: أول كتاب الفتن والملاحم، باب: ذكر الفتن ودلائلها، ج 4، ص 290، ح : 4252۔ وصححها الألبانی، التعلقيات الحسان: 389/9، 390۔ وانظر أيضًا۔ الصحيحة: 252/4.

مسائل

① سورۂ نساء کی آیت (جس میں اہلِ کتاب کے بتوں اور شیطان کی پوجا کرنے کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

② سورۂ مائدہ کی آیت (جس میں فاسقوں سے بدتر لوگوں کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

③ سورۂ کہف کی آیت (جس میں اصحابِ کہف کے غار پر مسجد بنانے کا ذکر ہے) کی تفسیر۔

④ سب سے اہم بات، جب (بت) اور طاغوت (شیطان) پر ایمان لانے کے معنیٰ و مفہوم کا بیان ہے کہ کیا اس سے مراد قلبی اعتقاد ہے یا ان سے نفرت اور ان کے بطلان کا اعتقاد رکھتے ہوئے بظاہر ان کی موافقت؟

⑤ اس سے یہود کی یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اپنے کفر سے واقف کفار، اہلِ ایمان سے زیادہ صحیح راستے پر ہیں۔

⑥ ایک اہم مسئلہ جو اس باب کا مقصود و عنوان ہے، یہ ہے کہ اہلِ حق کی ایک جماعت ہر زمانے میں موجود رہے گی، جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا بیان موجود ہے۔

⑦ اس امت کے بہت سے گروہ بت پرستی میں مبتلا ہوں گے۔

⑧ تعجب تو اس بات پر ہے کہ مختار ثقفی جیسا شخص نبوت کا دعویٰ کرنے لگا، حالانکہ وہ توحید و رسالت کا اعتراف اور اس امت کے فرد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ بھی مانتا تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم برحق اور قرآنِ مجید سچی کتاب ہے اور اس قرآن میں یہ بھی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اس کی باتوں میں اس قدر واضح تضاد کے باوجود لوگ اس کی تصدیق کرتے رہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری دور میں ظاہر ہوا اور بہت سے گروہوں نے اس کی پیروی کی۔

⑨ یہ بشارت بھی ہے کہ امتِ محمدیہ کلی طور پر ختم نہیں ہوگی، جیسا کہ سابقہ زمانوں میں ہوتا رہا ہے، بلکہ ایک جماعت قیامت تک حق پر رہے گی۔

⑩ اہلِ حق کی ایک بڑی نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو چھوڑ جانے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔

⑪ اہلِ حق کا وجود قیامت تک رہے گا۔

⑫ مذکورہ حدیث میں مندرجہ ذیل عظیم نشانیاں ہیں:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے زمین کے مشارق و مغارب سمیٹ دیئے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ بخلاف شمال و جنوب کے (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر ہی نہیں فرمایا)۔

☆ آپ کا یہ خبر دینا کہ امت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی دو دعائیں قبول ہوگئی ہیں۔

☆ اور یہ فرمانا کہ آپ کی تیسری دعا قبول نہیں ہوئی۔

☆ آپ کا یہ خبر دینا کہ میری امت میں اگر تلوار چل نکلی تو قیامت تک نہیں رکے گی۔

☆ آپ کا یہ خبر دینا کہ اس امت میں نبوت کے دعویدار جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔

☆ آپ کا قیامت تک طائفہ منصورہ کے موجود رہنے کی خبر دینا اور یہ تمام امور حرف بحرف آپ کی پیشن گوئی کے مطابق پورے ہوئے، حالانکہ عقلی طور پر ان تمام امور کا وقوع پذیر ہونا بہت مشکل اور بعید ہے۔

⑬ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے صرف گمراہ پیشواؤں سے خطرہ محسوس کیا۔

⑭ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت اوثان (بت پرستی) کے معنی ومفہوم کی وضاحت فرمائی ہے۔

باب 23

جادو کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾

(سورة البقرة:102)

”اور وہ خوب جانتے تھے کہ اسے حاصل کرنے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔“

نیز ارشاد فرمایا:

﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾ (سورة النساء : 51)

”وہ بتوں اور شیطانوں کو مانتے ہیں۔“

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَالْجِبْتُ: اَلسَّحْرُ، وَالطَّاغُوْتُ: اَلشَّيْطَانُ)) [1]

”جبت: یعنی جادو اور طاغوت: یعنی شیطان ہیں۔“

اور جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلطَّوَاغِيْتُ كُهَّانٌ كَانَ يَنزِلُ عَلَيْهِمْ الشَّيْطَانُ ، فِيْ كُلِّ حَيٍّ

[1] اسناده حسن ان شاء اللّٰه: رواه البخاری فی صحیحه معلقاً بصیغة الجزم، کتاب التفسیر، سورة النساء، باب (10) وان کنتم مرضٰی............ الخ، ج 6، ص 45، قبل الحدیث: 4583۔ ووصله ابن جریر فی تفسیره: 556/4 و 135/7۔ وصححه الألباني في "مختصر صحیح البخاری: 156/3 وقویٰ اسناده ابن حجر فی "الفتح": 318/8.

وَاحِدٌ)) ❶

''طاغوت وہ کاہن ہیں، جن پر شیطان اترتا تھا اور ہر محلے کا الگ الگ کاہن ہوتا تھا۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.)) ❷

''سات مہلک کاموں سے بچ کر رہو، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) وہ سات کام کون کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) اللہ تعالیٰ کی ساتھ شرک کرنا۔ (۲) جادو کرنا۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کر ڈالنا۔ (۴) سود خوری۔ (۵) یتیم کا مال کھانا۔ (۶) کفار سے مقابلے کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلنا۔ (۷) پاکدامن اور عفیف اہل ایمان عورتوں پر تہمت لگانا۔''

اور جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ.)) ❸

---

❶ اسنادہٗ أيضاً حسن۔ أنظر مصدر السابق۔ والتعليق التعلق لابن حجر: 195/4.

❷ متفق عليه: صحيح البخاری، کتاب الوصايا، باب قول الله تعالىٰ: ان الذين يأكلون اموال اليتامٰى ظلماً، ج 4، ص 10، ح: 766، ح: 6857۔ وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، ج 1، ص 64، ح: 89 دوسرا نسخه: 145.

❸ اسناده صحيح موقوفاً وضعيف مرفوعاً: رواه الترمذی فی سننه أبواب الحدود عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی حد السّاحر، ج 3، ص 127، ح: 1460۔ ضعفه الألبانی مرفوعاً، الضعيفة رقم الحديث: 1446۔ ورجح وقفه ابن القيم فی زاد المعاد: 57/5۔ والذهبی فی الكبائر، ص 33" وأخرجه عبد الرزاق في مصنفه، (ج 10، ص 184، ح 18752). موقوفاً

''جادوگر کی سزا یہ ہے کہ اسے تلوار سے قتل کر دیا جائے۔''

اور بجالہ بن عبدہ رحمہ اللہ سے روایت ہے:

((كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: أَنِ اقْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ، قَالَ: فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ .)) ❶

''عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو، تو ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔''

اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے:

((إِنَّهَا أَمَرَتْ بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَّهَا سَحَرَتْهَا، فَقُتِلَتْ .)) ❷

''انہوں نے اپنی لونڈی کو قتل کرنے کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کر دیا تھا، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔''

اسی طرح جندب رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ایک واقعہ منقول ہے۔ ❸

---

❶ اسناده صحيح موقوفاً: صحيح البخارى، كتاب الجزية، باب الجزية، والموادعة مع اهل الحرب، ج 4، ص 96، ح: 3156.

تنبيه :......مگر اس روایت میں قتل الساحر کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا ذکر سنن أبى داؤد كتاب الخراج والامارة والفيأ باب فى أخذ الجزية من المجوس، ج 3، ص 284، ح: 3043 میں ہے۔ علامہ البانی نے ''صحيح سنن أبى داؤد'' میں ''صحیح'' کہا ہے اور تین ساحر کو قتل کرنے کا ذکر مسند احمد، ج 3، ص 197، ح: 1658 اور مصنف عبد الرزاق ج 6، ص 49، ح: 9972، 18746، 19390 میں ہے۔

❷ اسناده صحيح موقوفا على حفصة: رواه مالك فى المؤطا، كتاب العقول، باب ما جاء فى الغيلة والسحر، ج 2، ص 444، ح: 2553۔ والبيهقى فى الكبرىٰ: 136/8۔ وصححه ابن كثير في تفسير ه تحت آيت سورة البقرة: 120.

❸ صحيح موقوفاً ان شاء الله: أخرجه الحاكم فى مستدرك: 361/4 وصححه الالبانى موقوفاً انظر السلسة الضعيفه'': 3 تحت رقم : 1446.

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جادوگروں کو قتل کرنا تین صحابہ (جندب، عمر اور حفصہ) رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

مسائل

① سورہ بقرہ کی آیت کی تفسیر۔(جس میں جادو حاصل کرنے والے کا انجام بیان کیا گیا ہے)

② سورۂ نساء کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں جادوگروں کا بتوں اور شیطانوں کو ماننے کا تذکرہ ہے)

③ جبت اور طاغوت کا معنیٰ اور ان کے مابین فرق۔

④ یہ بھی ثابت ہوا کہ طاغوت جن بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔

⑤ اس سے ان سات کاموں کا بھی پتہ چلا جو انتہائی مہلک اور خاص طور پر ممنوع ہیں۔

⑥ جادوگر کافر ہیں۔

⑦ جادوگر کو توجہ کرائے بغیر قتل کر دیا جائے۔

⑧ جادوگر عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی موجود تھے، تو اس کے بعد کے دور کا کیا حال ہوگا؟

باب 24

جادو کی بعض اقسام کا بیان

قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جادو کی وضاحت فرمائی:

((اِنَّ الْعِيَافَةَ وَالطَّرْقَ وَالطِّيَرَةَ مِنَ الْجِبْتِ)) ❶

''پرندوں کو اڑا کر فال لینا، زمین پر خطوط کھینچنا (علمِ رمل) اور کسی چیز کو دیکھ کر بدفالی اور بدشگونی لینا، یہ سب جادو کی اقسام ہیں۔''

عوف کہتے ہیں:

(اَلْعِيَافَةَ: زَجْرُ الطَّيْرِ - وَالطَّرْقُ: اَلْخَطُّ يُخَطُّ بِالْأَرْضِ- وَالْجِبْتُ : قَالَ الْحَسَنُ: رَنَّةُ الشَّيْطَانِ .) ❷

''العیافة'': پرندوں کو اڑا کر فال بد لینا اور'' الطرق'': سے مراد زمین پر خطوط کھینچنا ہے۔

یہ علم آج کل علمِ رمل کہلاتا ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں: شیطانی چیخ و پکار اور آہ و بکا ''الجبت'' ہے۔

اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ اسناده ضعيف: رواه أبو داؤد فى سننه كتاب الطب، باب في الخط، وزجر الطير، ج 4، ص 147، ح: 3907۔ وأحمد فى مسنده۔ مسند المكيين حديث قبيصة بن مخارق، ج 25، ص 256، ح: 15915، 20603، 20604۔ وضعفه الألباني فى غاية المرام، ص 184.

❷ سنن ابي داود، الكهانة والطير، باب في الخط وزجر الطير، ح:3007، 3908 و مسند احمد: 60/5، 477/3۔

((مَـنِ اقْتَبَـسَ شُعْبَةً مِنَ النُّجُوْمِ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنِ السِّحْرِ ، زَادَ مَا زَادَ .))❶

''جس نے علمِ نجوم کا کچھ حصہ سیکھا، اس نے اسی قدر جادو سیکھا، جتنا زیادہ سیکھتا جائے، اتنا ہی زیادہ اس کی وجہ سے گناہ میں اضافہ ہوتا جائے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((مَـنْ عَـقَـدَ عُقْدَةً ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ ، وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ .)) ❷

''جس شخص نے گرہ باندھ کر اس پر پھونک ماری، تحقیق اس نے جادو کیا۔ اور جو جادو کرے وہ شرک کا مرتکب ہوا۔ اور جو شخص (اپنے بازو، گلے، ہاتھ وغیرہ پر) کوئی چیز (باندھے) یا لٹکائے اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔''

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَلَا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ: اَلْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ))❸

''کیا میں تمھیں ''العضہ'' کے متعلق بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) وہ چغلی ہے، جس سے لوگوں میں فتنہ اور لڑائی ہو جائے۔''

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ اسناده حسن لذاتهٗ: رواه ابوداؤد في سننه كتاب الطب، باب فى النجوم، ج 4، ص 145، ح: 3905۔ ابن ماجة في سننه كتاب الأدب باب: تعلم النجوم، ج 5، ص 293، ح: 3726۔ وصححه الألباني في الصحيحة : 793.

❷ اسناده ضعيف: رواه النسائى فى سننه كتاب تحريم الدم، باب الحكم فى السحرة، ج 7، ص 112، ح: 4079۔ وضعفه الألبانى فى ضعيف الجامع، رقم: 5702.

❸ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم النميمة، ج 8، ص 28، ح: 2606۔ دوسرا نسخه: 102.

((اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا)) [1]

"بعض بیان میں بھی جادو (کا سا اثر ہوتا ہے)۔"

مسائل

① عیافہ، طرق اور طیرہ سب جادو ہی کی اقسام ہیں۔

② ان تینوں کی مکمل وضاحت اور تفصیل بھی سامنے آتی ہے۔

③ علمِ نجوم جادو ہی کی ایک قسم ہے۔

④ گرہ لگانا اور پھونک مارنا بھی جادو ہی ہے۔

⑤ چغلی کرنا بھی جادو کی ایک شکل ہے۔

⑥ بعض لوگوں کا فصیح و بلیغ کلام بھی بعض اوقات جادو کا اثر رکھتا ہے۔

[1] صحيح البخارى، كتاب النكاح باالخطعة، ج 7، ص 19، ح: 5146، 5767 عن ابن عمر۔ وصحيح مسلم، كتاب باب الخطبة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ج 3، ص 12، ح: 869 دوسرا نسخه: 47 عن عمار بن ياسر .

باب 25

نجومیوں اور غیب کا دعویٰ کرنے والوں کا بیان

بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ أَتٰـى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا .)) ❶

''جس شخص نے کسی کاہن و نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کیا اور پھر اس کی کہی ہوئی کسی بات کی تصدیق کی تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَـنْ أَتٰـى كَـاهِـنًـا فَـصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم .)) ❷

''جو شخص کسی نجومی کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة واتيان الكهان، ج 7، ص 37، ح: 2230 دوسرا نسخہ: 125.

وضاحت:...... فصدَّقه کا لفظ صرف مسند احمد، مسند المدنيين، حديث بعض أزواج النبي ﷺ''، ج 27، ص 197، ح: 16638، 23222 میں ہے۔

❷ اسناده حسن بشواهده: رواه ابوداؤ فى سننه كتاب الطب، باب: فى الكاهن، ج 4، ص 145، ح: 3904۔ والترمذى فى سننه، أبواب الطهارة عن رسول الله ﷺ، ''باب ما جاء في كراهية اتيان الحائض، ج 1، ص 138، ح: 135۔ وصححه الالبانى فى صحيح سنن أبى داؤد.

وضاحت:...... شواہد کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 7۔

ایک اور جگہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، یوں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَتَىٰ عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ .)) ❶

''جس شخص نے کسی نجومی یا کاہن کے پاس جا کر اس کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کی، اس نے اس دین کے ساتھ کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتارا گیا۔'' ❷

اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ أَوْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ سَحَرَ أَوْ سُحِرَ لَهُ، وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ .)) ❸

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو فال نکالے، یا نکلوائے، کہانت کرے یا کرائے، جادو کرے یا کرائے۔ اور جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر اس کی کہی ہوئی

---

❶ اسناده حسن بشواهده: رواه احمد فی مسنده: مسند أبی هريرة رضي الله عنه، ج 15، ص 331، ج 9536۔ والحاكم فی مستدركه، ج1 ص 49، ح: 15.

وضاحت:...... شواہد کے لیے سابق ضمیمہ نمبر 7 دیکھیں۔

نوٹ:...... مؤلف کا یہ کہنا کہ اس کو اربعہ نے روایت کیا ہے اپنی سنن میں درست نہیں۔ اس لیے کہ یہ سنن میں نہیں ہے۔ تیسر العزیز الحمید، ص 302.

❷ اسناده صحيح موقوف ولكن له حكم الرفع۔ مسند أبی يعلىٰ الموصلی، ج 9، ص 280، ح: 5408 وقال الشيخ سليم أسد "رجاله ثقات"۔ والبزار، ج 5، رقم الحديث: 1873، 1931۔ وصححه الألبانی، صحيح الترهيب: 172/31.

❸ اسناده حسن لغيره۔ ولبعض فقرائه شواهد: أخرجه البزار كما في كشف الأستار، ج 3 ص 399۔ 400 ح: 3044۔ انظر السلسلة الصحيحة: 228/5 وقال "سنده جيد" لولا عنعنة الحسن وهو البصری فانه مدلس لكنه له شواهد.

وضاحت:...... شواہد کے لیے ضمیمہ نمبر 8 ملاحظہ کریں۔

باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔‘‘

اور یہی حدیث امام طبرانی نے ’’المعجم الاوسط‘‘ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، تاہم اس میں ((مَنْ أَتَىٰ كَاهِنًا)) کے آخر تک کے الفاظ نہیں ہیں۔ ❶

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ (العراف) وہ ہے جو چند باتوں سے معاملات کے علم کا دعویٰ کرے اوران کی روشنی میں چوری شدہ، یا گمشدہ چیز کی جگہ کی نشاندہی کرے، وغیرہ۔ ❷

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ عراف کاہن ہے اور کاہن وہ ہے جو مستقبل میں ہونے والے امور کے متعلق خبر دیتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ کاہن وہ ہے جو دل کی بات بتائے۔

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، عراف ایک جامع لفظ ہے جس کا اطلاق کاہن، نجومی، رمال اور اس قسم کے تمام لوگوں پر ہوتا ہے جو ان طریقوں سے بعض امور و واقعات کی اطلاع دے۔ ❸

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ’’جو لوگ حروفِ ابجد لکھ کر حساب کرتے ہیں اور نجوم (ستاروں) سے رہنمائی لیتے ہیں، میرے نزدیک ایسا کرنے والوں کے لیے اللہ کے ہاں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ❹

مسائل

① قرآن پر ایمان لانا اور کاہن کی بات کی تصدیق کرنا، یہ دونوں باتیں ایک دل میں جمع

---

❶ اسناده حسن لغيره بشواهده: رواه الطبراني في الأوسط، ج 4، ص 301، ح 4262- وصححه الألباني في ”صحيح الترغيب“، ج 170/3- بشواهده.

❷ دیکھیں شرح السنة، ج 182/12- مؤلف نے کچھ الفاظ کے تصرف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

❸ دیکھیں: ”مجموع الفتاویٰ، ج 173/35- قلیل تصرف کے ساتھ مؤلف نے نقل کیا ہے۔

❹ اسناده صحيح موقوفاً: أخرجه ابن أبي شيبة فى مصنفه: 414/8- وعبد الرزاق في مصنفه: 26/11- وابن عبد البر في ”جامع البيان العلم“ رقم: 1478.

نہیں ہوسکتیں۔

② اس میں یہ وضاحت وصراحت بھی ہے کہ کاہن کی تصدیق کرنا کفر ہے۔

③ کہانت کرانے والے کا تذکرہ موجود ہے۔

④ فال نکلوانے والے کا ذکر وارد ہے۔

⑤ جادو کرانے والے کا ذکر ہے۔

⑥ اور حروف ابجد لکھ کر حساب کرنے والے کا تذکرہ موجود ہے۔

(ان سب کا ذکر اس لیے ہے کہ یہ لوگ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں)

⑦ اس میں کاہن اور عراف کے مابین فرق کی وضاحت بھی ہے۔

باب 26

جادو ٹونے کے ذریعے جادو کا علاج کرنے کی ممانعت

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرہ (یعنی جادو کے ذریعے جادو کے علاج) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ)) ❶

''یہ شیطانی عمل ہے۔''

امام ابو داؤد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امام احمد رحمہ اللہ سے نشرہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان سب کاموں کو ناپسند سمجھتے تھے۔''

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا: اگر کسی پر جادو ہو، یا کوئی ایسا ٹونہ جس کے سبب وہ اپنی بیوی کے قریب نہ آ سکتا ہو تو کیا اس کا دفعیہ کرنا، یا اس کو باطل کرنے کے لیے نشرہ یعنی منتر استعمال کرنا درست ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ''اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس سے جادو کرنے والوں کا مقصد اصلاح ہی ہے، نفع مند اور مفید شئے کے استعمال کی ممانعت نہیں۔'' ❷

---

❶ اسناده حسن: رواه أبو داود في سننه، كتاب الطب، باب في النشرة، ج 4، ص 130، ح: 3868۔ وأحمد فی مسنده، ج 22، ص 40، ح: 14135۔ وصححه الالباني في صحيح أبی داؤد.

❷ صحيح البخاری :باب هل يستخرِج السِحر فی كتاب الطب، ج 7، ص 137، قبل رقم الحديث : 5765۔ ووصله ابن عبد البر فی التمهيد: 243/6۔ 244۔ وابن جرير الطبری فی تهذيب الاثار كما فی "تغليق التعليق": 49/5۔ انظر "مختصر صحيح البخاری: 27/4.

حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ”جادوگر کو جادوگر ہی اتار سکتا ہے۔“ [1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”سحر زدہ سے جادو کو دور کرنا نشرہ کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔“

(۱)...... یہ کہ جادو کو جادو سے ہی دور کیا جائے۔ یہ شیطانی عمل ہے اور ناجائز ہے، اس صورت میں جادو دور کرنے والا اور جس پر جادو ہوا ہو، دونوں شیطان کا قرب حاصل کرنے کے لیے اس کے پسندیدہ کام کرتے ہیں اور ایسے اعمال بجالاتے ہیں کہ شیطان خوش ہو کر سحر زدہ سے اپنا اثر ہٹا لیتا ہے۔ حسن بصری کا قول اسی صورت پر محمول کیا جائے گا۔

(۲)...... دوسری قسم یہ ہے کہ دم، تعوذ، ادویات اور جائز و مباح ادعیہ کے ساتھ جادو کا علاج کیا جائے، یہ جائز ہے۔ [2]

مسائل

① جادو کا علاج جادو سے کرنے کی ممانعت ہے۔

② حرام اور جائز علاج میں ایسا فرق اور وضاحت ہے جس سے اشکال اور شبہات دور ہو جاتے ہیں۔

---

[1] أخرجه الطبری فی ”تهذيب الآثار“ كما فی ”فتح الباری: 287/10 ولكن لفظه ”وكان الحسن يكره ذلك يقول: لا يعلم ذلك الا ساحر“ هذا هوالراجح عند الامام الالبانی انظر ”مختصر صحيح البخاری: 27/4“.

[2] اعلام الموقعين عن رب العالمين: 396/2۔ مؤلف نے کچھ تصرف کے ساتھ ان کا قول نقل کیا ہے۔

باب 27

بدفالی اور بدشگونی

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾

(سورۃ الاعراف: 131)

’’خبردار! ان کی بدشگونی (نحوست) اللہ کے ہاں (مقدر) ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔‘‘

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴾

(سورۂ یٰس: 19)

’’رسولوں نے کہا، تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے کیا (تم یہ باتیں) اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟ بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہو۔‘‘

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ .)) [1]

’’کوئی بیماری متعدی نہیں، بدشگونی و بدفالی کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ نہ الو (کا بولنا کوئی اثر رکھتا) ہے۔ اور نہ ماہ صفر (منحوس ہے)۔‘‘

صحیح مسلم میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب لا هامة، ج 7، ص 135، ح: 5757، 5770۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لا عدوی ولا طیره ولا هامة ولا صفر، ج 7، ص 30، ح: 2220 دوسرا نسخه 101، 102، 103.

((وَلَا نَوْءَ، وَلَا غُوْلَ)) ❶

''پچھتر اور بھوتوں کا بھی کوئی وجود نہیں۔'' ❷

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي اَلْفَالُ، قَالُوْا: وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ: اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ.)) ❸

''کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ بدشگونی و بدفالی کی کچھ حقیقت ہے۔ اور مجھے فال پسند ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: فال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمدہ اور بہترین بات۔''

اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدفالی اور بدشگونی کا تذکرہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَحْسَنُهَا الْفَالُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِكَ.)) ❹

---

❶ صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لاعدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر، ج 7، ص 30، ح: 2220 دوسرا نسخه 106.

❷ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ستارے زمین اور اہل زمین پر اثر انداز ہوتے ہی۔ اسے پچھتر کہتے ہیں۔ اسلام نے اس عقیدہ کی نفی کی ہے۔ لہٰذا ستارے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ (مترجم)

❸ متفق عليه- صحيح البخارى، كتاب الطب، باب الفأل، ج 7، ص 135، ح: 5756- وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفأل، ما يكون فيه من الشؤم، ج 7، ص 33، ح: 2224 دوسرا نسخه 111.

❹ اسناده ضعيف: رواه أبو داؤد في سننه، كتاب الطب، باب فى الطيرة، ج 4، ص 151، ح: 3919- وضعفه الألبانى فى الضعيفه، رقم: 1619.

وضاحت:...... اسباب ضعف کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 9۔

''ان سب سے بہتر تو فال ہے اور یہ کسی مسلمان کو (اس کے مقصد سے) باز نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ کوئی جب ناپسندیدہ چیز دیکھے تو یہ دعا کرے ''یا اللہ تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں لاسکتا اور تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور نہیں کرسکتا۔ اور تیری توفیق کے بغیر ہمیں نہ بھلائی کی طاقت اور نہ برائی سے باز رہنے کی ہمت ہے۔''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلطِّیَرَۃُ شِرْكٌ ، اَلطِّیَرَۃُ شِرْكٌ ، وَمَا مِنَّا إِلَّا ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ .)) ❶

''بدفالی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے (بتقاضائے بشریت ایسا وہم نہ ہوتا ہو) مگر اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اس کو دفع کردیتا ہے۔''

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ ، قَالُوْا: فَمَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ ، وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ .)) ❷

---

❶ اسناده صحيح: سنن أبی داود ، كتاب الطبّ ، باب فی الطيرة ، ج 4 ، ص 148 ، ح: 3910۔ والترمذی ، ج 3 ، ص 258 ، ح: 1614۔ وابن ماجه ، ج 5 ، ص 179 ، ح: 3539۔ وصححه الالبانی الصحيحة ، رقم: 429 ، 430 .

تنبيه :...... ولكن اللّٰه يذهبه بالتوكل۔ یہ مدرج ہے۔ ابن مسعود کے کلام سے دیکھیں۔ فتح الباری لابن حجر: 263/10 .

❷ اسناده حسن لغيره ان شاء الله: مسند أحمد۔ مسند عبد الله بن عمرو ، ج 11 ، ص 623 ، ح: 7045۔ صحيحه الألباني في الصحيحة ، رقم: 1065 .

''بدفالی نے جس شخص کو اس کے کام سے روک دیا، اس نے شرک کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا کفارہ یہ دعا ہے'':

''یا اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے شگون کے سوا کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اور مسند احمد ہی میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((اِنَّمَا الطَّيَرَةُ مَا أَمْضَاكَ أَوْ رَدَّكَ)) [1]

''بدشگونی وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لگا دے یا روک دے۔''

مسائل

① اس میں آیت ﴿اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ اور ﴿قَالُوْا طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ﴾ کے معنیٰ پر واضح کیا گیا ہے۔

② اس میں امراض کے متعدی ہونے کی نفی ہے۔

③ بدفالی کی بھی نفی ہے۔

④ ''الو'' کی آواز سے بدفالی لینے کی نفی ہے۔

⑤ ماہِ صفر کی نحوست کے عقیدہ کی نفی ہے۔

⑥ نیک فال منع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

⑦ اس میں فال کے مفہوم کی وضاحت ہے۔

⑧ اگر نہ چاہتے ہوئے بدفالی کے وساوس وخیالات دل میں پیدا ہو جائیں تو وہ مضر نہیں

---

[1] اسناده ضعيف: مسند احمد۔ ومن مسند بني هاشم۔ مسند الفضل بن عباس، ج 3، ص 327، ح: 1824۔ ضعفه شيخ شعيب الأرناوط فی تحقيق مسند احمد۔

وضاحت: وجہ ضعف کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 10۔

بلکہ اللہ پر توکل اور اعتماد کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

⑨ جس شخص کے دل میں بدفالی کے وسوسے پیدا ہو جائیں، وہ ان کو دور کرنے کے لیے زیر بحث باب میں مذکور دعا پڑھے۔

⑩ اس بات کی صراحت ہے کہ بدفالی شرک ہے۔

⑪ مذموم بدفالی کی تفصیل مذکور ہے۔

باب 28

علم نجوم کی شرعی حیثیت

امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین چیزوں (مقاصد) کے لیے بنایا ہے:

آسمان کی زینت کے لیے۔ شیاطین کو مارنے اور بھگانے کے لیے، بحر و بر میں راہ معلوم کرنے کے لیے۔ جو شخص ان کے علاوہ کچھ اور سمجھتا ہے اس نے غلطی کی اور (ہر بھلائی سے) اپنا حصہ برباد کر لیا اور اس نے ایسے امر کا تکلف کیا، جس کا اسے کوئی علم نہیں۔'' ❶

قتادہ رحمہ اللہ نے منازلِ قمر کا علم حاصل کرنے کو مکروہ اور ناپسند گردانا اور ابنِ عیینہ رحمہ اللہ نے بھی اس علم کے حصول کی جازت نہیں دی۔ (یہ دونوں روایتیں حرب نے بیان کی ہیں)

امام احمد اور اسحاق نے اس (منازلِ قمر کے) علم کے حصول کی اجازت دی ہے۔ ❷

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ ، وَقَاطِعُ الرَّحِمِ ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ .)) ❸

---

❶ صحيح: أخرجه البخارى معلقاً بصيغة الجزم، كتاب بدء الخلق، باب فى النجوم، ج 4، ص 107، قبل رقم الحديث: 3199۔ ووصله الطبرى فى تفسيره: 185/17۔ انظر تغليق التعليق: 489/3.

❷ یہ قول ابن رجب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ "فضل علم السلف"، ص 31، 32".

❸ اسناده حسن لغيره بشواهد، ولكن لفظ "ومصدق بالسحر" في الضعيفة۔ مسند أحمد: 399/4۔ صحيح ابن حبان، ج 12، ص 165، ح: 5346۔ والحاكم في مستدرك، ج 4، ص 163، ح: 7234۔ وصححه الألبانى فى "الضعيفه، رقم: 1463"۔

وضاحت:...... مزید تفصیل اور شواہد کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 11۔

”تین اشخاص جنت میں کبھی داخل نہیں ہوں گے: (1) شراب نوشی کا عادی۔ (2) قطع رحمی کرنے والا۔ (3) اور جادو کو سچا ماننے والا۔“

مسائل

① ستاروں کی تخلیق کی حکمتیں۔

② ان حکمتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھنے والوں کی تردید ہے۔

③ منازلِ قمر حاصل کرنے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف رائے موجود ہے۔

④ جادو کو باطل سمجھتے ہوئے بھی اس کی تصدیق کرنے پر وعید ہے۔

باب 29

تاروں کے اثر سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴾ (سورة الواقعة : 82)

''اورتم اپنی کمائی کی جگہ یہ بناتے ہو کہ اسے جھٹلاتے ہو۔''

اور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرْبَعٌ فِی أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِی الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِی الْأَنْسَابِ، وَالاسْتِسْقَآءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ.)) [1]

''میری امت میں جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب اور خاندانی شرف وفضیلت پر فخر کرنا۔ دوسروں کے نسب و خاندان میں عیب اور نقص نکالنا اور طعنہ زنی کرنا۔ تاروں کے اثر سے بارش ہونے کا عقیدہ رکھنا۔ اور نوحہ یعنی کسی کے مرنے پر رونا پیٹنا اور فرمایا: ''نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اسے گندھک کا کرتہ اور خارش (میں مبتلا کردینے والی) ذرع پہنا کر کھڑا کیا جائے گا۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة، ج 3، ص 45، ح: 934 دوسرا نسخه 29.

اور ایک جگہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر ایک اسی رات کو ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، جس میں بارش ہو چکی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے:

((هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ.)) [1]

''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں کچھ مؤمن ہوئے ہیں اور کچھ کافر۔ جس نے کہا ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے، وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے کہا ہم پر یہ بارش فلاں نچھتر یعنی تاروں کے اثر سے ہوئی ہے وہ میرا منکر ہوا اور تاروں (کی تاثیر) پر ایمان لایا۔''

اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت ہے، اس میں یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں فلاں فلاں نچھتر (ستارہ) سچ (یعنی مفید) ثابت ہوا ہے تو ان کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں:

﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ۝٧٥ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۝٧٦ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ۝٧٧ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ۝٧٨ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ۝٧٩ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٨٠ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ۝٨١ وَتَجْعَلُونَ

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب قوله تعالیٰ: "وتجعلون رزقكم انكم تكذبون"، ج 2، ص 33، ح: 1038، 4147۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من قال: مطرنا بالنوء، ج 1، ص 59، ح: 71 دوسرا نسخه 125.

رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ (سورة الواقعة : 75-82)

''مجھے تاروں کی منازل کی قسم ہے، اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے کہ بے شک یہ قرآن بلند رتبے والا ہے (جو) لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے، اسے وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو پھر کیا تم اس کلام سے بے اعتنائی اور بے مروتی کرتے ہو اور اپنا وظیفہ یہ بناتے ہو کہ تم اسے جھٹلاتے ہو؟۔'' [1]

مسائل

① سورۃ واقعہ کی آیت کی تفسیر و توضیح (جس میں قرآن کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ ہے)۔

② ان چار امور کا ذکر جو جاہلیت کی رسوم ہیں۔

③ ان چار میں سے بعض کفر ہیں۔

④ کچھ کفر ایسے ہیں جن کی وجہ سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔

⑤ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ کے نتیجہ میں بعض لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔

⑥ اس مقام پر ایمان کی حقیقت پر خوب غور کرنا چاہیے۔

⑦ اس مقام پر کفر کی حقیقت پر بھی غور کرنا چاہیے (کہ معمولی سی بات کہنے سے انسان مؤمن ہو جاتا ہے یا کافر)۔

⑧ یہ کہنا کہ فلاں نچھتر (تارہ) صحیح و سچ (یعنی مفید) ثابت ہوا، اس بات پر غور کرنا چاہیے (کہ یہ انتہائی غلط، بلکہ کفر ہے)۔

⑨ ((تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ)) سے ثابت ہوا کہ طالبِ علم کو بات ذہن نشین کرانے کے لیے استفہامی انداز اختیار کرنا جائز ہے۔

⑩ نوحہ کرنے والوں کے عذاب و وعید کا علم ہوا۔

[1] صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب من قال: مطرنا بالنوء، ج 1، ص 60، ح: 73، 127.

باب 30

اللہ تعالیٰ کی محبت دین کی بنیاد ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ﴾

(سورة البقرة : 165)

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا ہم سر اور شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے یوں محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے ہونی چاہیے۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ﴾ (سورة التوبه : 24)

''(اے محمد ﷺ!) آپ کہہ دیں کہ اگر تمہیں اپنے ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، عزیز و اقارب اور مال جو تم جمع کر چکے ہو اور تجارت جس کے ماند پڑنے کا تمہیں خدشہ رہتا ہے اور تمہارے گھر جو تمہیں پسند ہیں (یہ چیزیں اگر تمہیں) اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نصیب نہیں کرتا۔''

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ

وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ .)) ❶

’’تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنی اولاد، (ماں) باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے۔‘‘

اور انس رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلاثٌ مَـنْ كُـنَّ فِيـهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلاوَةَ الْإِيمَان: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لا يُحِبُّهُ إِلَّا لِـلّٰـهِ ، وَإِنْ يَكْرَهُ أَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ .)) ❷

’’تین اوصاف ایسے ہیں جس میں وہ پائے جائیں، ان کی بدولت وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرتا ہے: (1) یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب سمجھے۔ (2) کسی سے محض اللہ کے لیے محبت کرے۔ (3) اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے بچا لیا ہو، وہ اسے یوں ناپسند کرے جیسے آگ میں ڈالا جانا اسے ناپسند ہے۔‘‘

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا تَجِدُ أَحَدٌ حَلاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى . . .)) ❸

❶ متفق علیه: صحيح البخاری ، كتاب الايمان ، باب حب الرسول من الايمان ، ج 1 ، ص 12 ، ح: 15 و صحيح مسلم ، كتاب الايمان ، باب مَحَبَّةُ رسول الله ﷺ ، ج 1 ، ص 49 ، ح: 44 دوسرا نسخه 70 .

❷ متفق علیه: صحيح البخاری ، كتاب الايمان ، باب حلاوة الايمان ، ج 1، ص 12 ، ح: 16 ، 21 ۔ وصحيح مسلم ، كتاب الايمان ، باب خصال من النّصَفَ بِهِنّ وَجَدَ حلاوة الايمان ، ج 1 ، ص 48 ، ح: 43 ، دوسرا نسخہ 67 .

❸ صحيح البخاری ، كتاب الأدب ، باب الحب فی الله ، ج 8 ، ص 14 ، ح: 6041۔
تنبیه:...... لا نجد کے بجائے ”لا يجد أحد حلاوة الايمان“ الخ اصل میں ہے۔

''کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی حلاوت (مٹھاس) نہیں پا سکتا جب تک (اس میں مذکورہ تین اوصاف نہ ہوں)۔''

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((مَنْ أَحَبَّ فِي اللّٰهِ، وَأَبْغَضَ فِي اللّٰهِ، وَوَالَيْ فِي اللّٰهِ، وَعَادٰى فِي اللّٰهِ، فَإِنَّمَا تُنَالُ وِلَايَةُ اللّٰهِ بِذٰلِكَ، وَلَنْ يَّجِدَ عَبْدٌ طَعْمَ الْإِيْمَانِ، وَإِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ وَصَوْمُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ كَذٰلِكَ، وَقَدْ صَارَ عَامَّةُ مُؤَاخَاةِ النَّاسِ عَلٰى أَمْرِ الدُّنْيَا، وَذٰلِكَ لَا يُجْدِيْ عَلٰى أَهْلِهِ شَيْئًا.)) [1]

''جو شخص (کسی سے صرف) اللہ کے لیے محبت رکھے، اللہ کے لیے بغض رکھے، اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی رکھے (تو جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ کی ولایت (دوستی ومحبت) انہی کاموں سے حاصل ہوسکتی ہے اور کوئی بھی شخص ان امور کے بغیر ایمان کا ذائقہ اور مٹھاس نہیں پا سکتا اگرچہ وہ بہت نمازیں پڑھے اور بکثرت روزے رکھے۔ عام لوگوں کی آپس میں محبت اور تعلقات دنیاوی امور پر استوار ہیں۔ یہ چیز (اللہ تعالیٰ کے ہاں) اپنے کرنے والوں کے لیے کچھ سود مند ثابت نہ ہوگی۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ ''قیامت کے روز ان کے

---

[1] اسناده ضعيف مضطرب: أخرجه ابن المبارك فى كتابه (الزهد)، ج 1 ص 120، ح: 353۔ ومصنف ابن أبى شيبه، ج 7، ص 134، ح: 34770، موقوفاً.

وضاحت:......سند میں لیث بن أبی سلیم ضعیف اور مختلط ہیں۔

تنبیه:......یہی روایت بسند صحیح حضرت أبو امامة سے بھی مروی ہے۔ سنن أبی داود، اول كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه، ج 5، ص 42، ح 4681۔

علامہ البانی نے الصحيحه رقم الحديث 380 میں صحیح کہا ہے۔

سارے اسباب و وسائل ختم ہو جائیں گے'' کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں اسباب و وسائل سے مراد ''دوستی''، ''محبت'' اور ''تعلقات'' ہیں۔ [1]

مسائل

① سورۂ بقرہ کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں مشرکوں کی غیر اللہ کے لیے محبت کا تذکرہ ہے)

② سورۂ براۂ کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ و رسول ﷺ کے مقابلے میں دیگر چیزوں سے محبت کا انجام بیان ہوا ہے۔)

③ اپنی جان، اہل وعیال اور مال و منال کے مقابلہ میں سب سے زیادہ محبت نبی ﷺ سے ہونی چاہیے۔

④ کسی صورت میں ایمان کی نفی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

⑤ ایمان کی ایک مٹھاس ہے، تاہم کبھی اس کا احساس ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

⑥ چار قلبی اعمال ایسے ہیں جن کے بغیر انسان اللہ کی ولایت حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ان کے بغیر ایمان کا ذائقہ چکھ سکتا ہے۔

⑦ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے واقعات و حقائق کی روشنی میں سمجھ لیا تھا کہ عام لوگوں کے تعلقات اور میل جول محض دنیا کی خاطر ہیں۔

⑧ اس باب میں ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ کی تفسیر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

⑨ بعض مشرک بھی ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔

⑩ آیت مبارکہ میں مذکورہ آٹھ اشیاء جس شخص کو اپنے دین سے زیادہ پیاری ہوں، اس کے لیے سخت وعیدہ ہے۔

⑪ کسی کا اپنے باطل معبود سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے برابر محبت رکھنا، شرک اکبر ہے۔

---

[1] اسناده صحيح: المستدرك للحاكم، ج 2، ص 299، ح: 3076۔ وقال الذهبی "صحيح"۔ والطبری في جامع البيان، ج 3، ص 27 وابن ابي حاتم فی تفسيره، ج 1، ص 278، رقم: 1492.

باب 31

ڈر اور خوف کو اللہ کیلئے خاص کرنے کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (سورة آل عمران : 175)

''یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، سو تم ان سے نہ ڈرو اور اگر تم ایمان رکھتے ہو تو صرف مجھ سے ڈرو۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾

(سورة التوبة : 118)

''اللہ تعالیٰ کی مساجد کو تو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ امید ہے کہ ایسے لوگ ہی ہدایت والوں میں سے ہوں گے۔''

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ﴾ (سورة العنكبوت : 10)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، مگر جب ان کو اللہ کی راہ میں ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔''

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ ضَعْفِ الْيَقِيْنِ أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللّٰهِ ، وَأَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللّٰهِ ، وَأَنْ تَذُمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ ، إِنَّ رِزْقَ اللّٰهِ لَا يَجُرُّهُ حِرْصُ حَرِيْصٍ ، وَلَا يَرُدُّهُ كَرَاهِيَةُ كَارِهٍ .)) ❶

''یہ ایمان ویقین کی کمزور ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرے اور اللہ کے دیے ہوئے رزق پر لوگوں کی تعریف کرے اور اللہ نہ دے تو لوگوں کی مذمت کرے۔ بے شک اللہ کے رزق کو نہ کسی حریص کا حرص کھینچ سکتا ہے اور نہ کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی، اسے روک سکتی ہے۔''

اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ ، سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ .)) ❷

''جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کو راضی رکھے، اللہ اس پر راضی ہو جاتا ہے

---

❶ موضوع: شعب الايمان للبيهقى ، ج 1، ص 382، ح: 203۔ امام البانی نے اسے موضوع کہا ہے۔ الضعيفه رقم : 1482 .

وضاحت:......سند میں محمد بن مروان "متهم بالكذب" ہیں۔ نیز عطیہ العوفی دوسری سند میں ہیں جو "ضعيف مدلس اور شیعہ بھی" ہیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں خیثمہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں لہٰذا سند منقطع ہوئی۔

❷ اسناده صحيح لغيره موقوفاً: أخرجه ابن حبان فى صحيحه، كتاب الامارة، باب فيمن يرضى الله بسخط الناس، ج 5، ص 105، ح: 1540۔ علامہ البانی نے "صحیح" کہا ہے۔ دیکھیں صحيح موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان، رقم الحديث : 1279۔ وسنن الترمذى، ج 4، ص 213، ح 2414.

اور لوگوں کو بھی اس سے راضی رکھتا ہے اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا کا طالب ہو، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔"

مسائل

1. سورۂ آل عمران کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنے کی ترغیب ہے)
2. سورۂ توبہ کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ تعالیٰ کی مساجد آباد کرنے والوں کی صفات ذکر کی گئی ہیں۔)
3. سورۃ العنکبوت کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں اللہ پر کمزور ایمان والوں کا تذکرہ ہوا)
4. ایمان کبھی قوی اور کبھی کمزور ہوتا رہتا ہے۔
5. ایمان کی کمزوری کی تین علامات ہیں۔
6. صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، فرائض دین میں سے ایک فریضہ ہے۔
7. صرف اللہ تعالیٰ کا خوف، ڈر اور خشیت رکھنے والے کی فضیلت اور ثواب واضح ہوئے۔
8. اور جو شخص صرف اللہ سے نہ ڈرے بلکہ اس کے علاوہ غیر سے بھی ڈرے اس کی سزا کا بیان ہوا ہے۔

باب 32

صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے

اللہ ذوالجلال کا فرمان ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (سورۃ المائدہ : 23)

''اگر تم صاحب ایمان ہو تو صرف اللہ ہی پر توکل کرو۔''

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ (سورۃ الانفال: 2)

''صحیح معنوں میں اہلِ ایمان تو وہ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب سے توکل کرتے ہیں۔''

ایک اور جگہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(سورۃ الانفال: 64)

''اے نبی (ﷺ!) آپ اور آپ کے پیروکار اہلِ ایمان کو بس اللہ کافی ہے۔''

اور ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ (سورۃ الطلاق : 3)

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ اسے کافی ہوگا۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے ﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے'' اور اسی طرح

جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا کہ: ﴿ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَّقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴾ ''بے شک (کافر) لوگوں نے تمہارے (مقابلے کے) لیے (لشکر) جمع کر لیا ہے''۔ ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے: ﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴾'' [1]

مسائل

① اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا دینی فریضہ ہے۔
② اور یہ ایمان کی شرطوں میں سے ہے۔
③ سورۂ انفال کی آیت کی تفسیر و توضیح (جس میں اہل ایمان کی صفات کا ذکر ہے)۔
④ متعلقہ تفسیر، آیت کا آخری کلمہ ﴿ وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ ہے۔
⑤ سورۃ الطلاق کی آیت کی تفسیر۔ (جس میں ہے کہ اللہ پر توکل کرنے والوں کے لیے ہی اللہ کافی ہے)۔
⑥ اس سے کلمہ ﴿ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴾ کی عظمت و فضیلت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے دو خلیلوں ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ نے شدید مشکل اور پریشانی کے وقت یہ کلمہ پڑھا تھا۔

[1] صحیح البخاری، کتاب التفسیر سورۃ آل عمران، باب ان الناس قد جمعوا لکم۔ الآیۃ، ج 6، ص 39، ح 4563، 4564.

باب 33

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾

(سورة الاعراف : 99)

''کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہوں۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾

(سورة الحجر: 56)

''اور گمراہ لوگ ہی اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کی بابت دریافت کیا گیا (کہ وہ کون کون سے ہیں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالْيَاْسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا۔ اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے بے خوف ہونا۔''

---

[1] اسناده حسن لغيره ان شاء الله۔ رواه البزار فی كشف الاستار، ج 1، ص 31، ح: 106۔ والهيثمی فی جمع الزوائد: 109/1، وقال رجاله موثقون۔ وحسنه الالبانی فی الصحيحة: 2051.

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

((أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ، وَالْيَأْسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ .))[1]

''سب سے بڑے گناہ یہ ہیں؛ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے مایوس ہونا۔''

مسائل

① سورۂ اعراف کی آیت کی تفسیر (جس میں اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونے والوں کا تذکرہ ہے)۔

② سورۃ الحجر کی آیت کی تفسیر (جس میں ہے کہ گمراہ لوگ اللہ کی رحمت سے دور رہیں)۔

③ اللہ کی تدبیر سے بے خوف رہنے پر شدید وعید وارد ہے۔

④ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے پر بھی شدید وعید وارد ہے۔

---

[1] اسناده صحيح: أخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير"، ج 9، ص 156، ح: 8784۔ والطبرانى في "جامع البيان"، ج 8، ص 243، ح: 9191، 9190 وصححه الهيثمى۔ مجمع الزوائد: 109/1 وقال اسناده صحيح .

باب 34

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر صبر کرنا ایمان باللہ کا حصہ ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪﴾

(سورۃ التغابن: 11)

''اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے، اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔''

علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس سے مراد ایسا شخص ہے جسے کوئی تکلف پہنچے تو وہ سمجھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، چنانچہ وہ اس پر راضی ہو اور دل سے اسے تسلیم کرے۔''❶

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: اَلطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ.))❷

''لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں: (لوگوں کے) نسبوں پر طعن کرنا۔ اور فوت شدہ پر نوحہ کرنا۔''

اور ایک اور مقام پر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا

---

❶ اسناده صحيح اِلىٰ علقمة: أخرجه عبد الرزاق فى تفسيره: 295/7۔ والطبري في تفسيره: 12/23، 13 في نسخة: 421/23.

❷ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب اطلاق اسم الكفر على الطعن فى السب والقيامة، ج 1، ص 58، ح 67 (121)

بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ .))❶

''جو شخص (صدمے کے وقت) چہرے پر دو ہتڑ مارے، گریبان پھاڑے اور جہالت کے بول بولے، وہ ہم میں سے نہیں۔''

اور انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا ، وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ ، حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .))❷

''جب اللہ تعالیٰ اپنے (کسی) بندے سے خیر خواہی کرنا چاہے تو اسے اس کے گناہوں کی سزا اسی دنیا میں جلد دے دیتا ہے اور جب اللہ اپنے (کسی) بندے سے برائی کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا کو روک لیتا ہے، یہاں تک کہ قیامت کو اس کا پورا پورا حساب لے گا۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا ، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ .))❸

---

❶ متفق علیه: صحیح البخاری ، کتاب الجنائز ، باب لیس من من ضرب الخدود ، ج 2 ، ص 82 ، ح: 1297۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب ، ج 1 ص 69 ، ح: 103 ، 165 .

❷ اسناده صحیح لغیره بشواهده: رواه الترمذی فی سننه ، ابواب الزهد عن رسول الله ، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء ، ج 4 ، ص 202 ، ح: 2396۔ ومسند احمد ، ج 27 ، ص 360 ، ح 16806۔ وصححه الألبانی فی "الصحیحة ، رقم: 1220 .

وضاحت: شواہد کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 12۔

❸ اسناده صحیح لغیره بشواهده: أخرجه الترمذی فی سننه فی نفس المصدر السابق۔ وابن ماجه فی سننه ، کتاب الفتن ، باب الصبر علی البلاء ، ج 5 ، ص 498 ، ح: 4031 .

''بڑی آزمائش میں بڑا بدلا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے۔ جو شخص (اس آزمائش پر) راضی ہو، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص (اس آزمائش پر) ناخوش ہو، اللہ تعالیٰ اس سے ناخوش اور ناراض ہو جاتا ہے۔''

مسائل

1. سورۃ تغابن کی آیت کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ مؤمن کے دل کو ہدایت بخشتا ہے)۔
2. اللہ کے فیصلوں یعنی تقدیر پر صبر کرنا بھی ایمان باللہ کا حصہ ہے۔
3. کسی کے نسب پر طعن کرنا (کفریہ کام ہے)۔
4. (صدمہ کے وقت) چہرے پر دو ہتڑ مارنے، گریبان پھاڑنے اور جہالت کے بول بولنے والے شخص کے بارے میں سخت وعیدہ وارد ہے۔
5. اس بات کی علامت کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے۔
6. اور جس کو عذاب و سزا دینا چاہے، اس کی علامت و پہچان بتائی گئی ہے۔
7. جس بندے سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو اس کی نشانی۔
8. اللہ تعالیٰ کے فیصلوں یعنی تقدیر پر ناخوشی کا اظہار کرنا حرام ہے۔
9. آزمائشوں پر راضی ہونے کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

باب 35

ریاکاری ایک مذموم عمل ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝۱۱۰﴾

(سورة الكهف: 110)

"(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ایک انسان ہوں (البتہ) میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے، پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اسے چاہیے کہ وہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ مَعِي فِيْهِ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ.)) [1]

"میں تمام شرکاء سے بڑھ کر شرک سے مستغنی ہوں۔ جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کرے تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔"

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب من اشرك في عمله غير الله، ج 8، ص 223، ح: 2985 (46).

الدَّجَالِ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ، يَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيُصَلِّیْ فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ، لِمَا يَرَى مِنْ نَظْرِ رَجُلٍ.)) ❶

''کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے بھی زیادہ ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (ضرور بتلایئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شرک خفی (وہ اس طرح کہ) کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو اور اپنی نماز کو محض اس لیے اچھی پڑھے کہ فلاں شخص اسے دیکھ رہا ہے۔''

مسائل

① سورۃ الکھف کی آیت (100) کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ سے ملاقات کے لیے اچھے عمل ہونا اور شرک سے اجتناب ضروری ہے)۔

② عمل صالح میں اگر غیر اللہ کا معمولی سا بھی دخل ہو جائے تو ہو مردود اور ضائع ہو جاتا ہے۔

③ کسی عمل می اگر غیر اللہ کو شریک کیا جائے تو اس کے ضائع ہونے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالکل مستغنی ہے۔

④ اس عمل کے ضائع ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے والے تمام شرکاء سے افضل و اعلیٰ ہے۔

⑤ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ریا کاری کا خدشہ تھا۔

⑥ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کی تعریف یہ فرمائی کہ کوئی آدمی نماز جیسے عمل کو اللہ کے لیے ادا کرتے ہوئے عمدہ طور پر اس لیے ادا کرے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔

---

❶ اسناده حسن لغيره بشواهده: أخرجه ابن ماجه فى سننه، كتاب الزهد، باب الرياء والسمعة، ج 5، ص 613، ح: 4204۔ ومسند احمد: 11252 وله شاهد من حديث محمود بن لبيد۔ أخرجه ابن خزيمة، رقم: 937 و حسنه الألبانى فى "صحيح الترغيب": 119/1.

باب 36

کسی نیک عمل سے دنیا کا طالب ہونا بھی شرک ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (سورة هود: 16-15)

''جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائی کے طالب ہیں، ان کے اعمال کا سارا بدلہ ہم انہیں دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، ان کے لیے آخرت میں آگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے، انہوں نے اس دنیا میں جو کچھ کیا وہ سب ضائع ہے اور جو کچھ کرتے رہے، سب برباد ہے۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، تَعِسَ الْخَمِيْلَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ، طُوبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ.)) [1]

---

[1] صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب: اَلْحِرَاسَةُ في الْغَزْوِ في سبيل الله، ج 4، ص 34، ح: 2887، 6435.

’’روپے پیسے (درہم و دینار) کا بندہ ہلاک ہو اور چادر کمبل کا بندہ تباہ ہو، اگر اسے یہ چیزیں مل جائیں تو خوش اور نہ ملیں تو ناخوش اور ناراض ہو جاتا ہے، یہ برباد اور سرنگوں ہو، اگر اسے کانٹا چبھے تو نکالا نہ جا سکے۔ اور اس بندے کے لیے خوشخبری ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کا سر (بال) پراگندہ اور پاؤں گرد آلود ہیں۔ اگر اسے پہرہ پر لگا دیا جاتا ہے تو وہ پہرہ دیتا ہے اور اگر اسے فوج کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو وہ پیچھے ہی رہتا ہے، اگر اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے اور اگر وہ (کسی کی) سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے۔‘‘

مسائل

① انسان کا آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا (مذموم) ہے۔

② سورۂ ہود کی آیت (۱۵۔۱۶) کی تفسیر (جس میں طالبِ دنیا کی مذمت بیان ہوئی ہے)

③ (دنیا کے حریص) مسلمان کو ((عَبْدُ الدِّيْنَارِ ، عَبْدُ الدِّرْهَمِ ، عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ)) درہم، دینار اور کپڑوں کا بندہ) کہا گیا ہے۔

④ دینار و درہم، چادر اور کپڑے کے بندے (طالب) کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری ہو جائے تو خوش ورنہ ناخوش۔

⑤ اس میں حدیث کے لفظ ((تَعِسَ وَانْتَكِسَ)) کی تشریح و وضاحت ہے۔

⑥ اور اس میں حدیث کے لفظ ((وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِسَ)) کی بھی تشریح اور وضاحت ہے۔

⑦ حدیث میں مذکور صفات کے حامل مجاہد کی تعریف۔

باب 37

اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام، یا حرام کردہ چیز کو حلال سمجھنے میں علماء و امراء کی اطاعت ان کو رب کا درجہ دینا ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((يُوْشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ أَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُوْنَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ)) [1]

"(تمہارا یہی حال رہا تو) قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور تم (اس کے مدمقابل) ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہو۔"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: "مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو حدیث کی سند اور اس کے صحیح ہونے کا علم ہو جانے کے بعد بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (سورة النور : 63)

---

[1] ان الفاظ کے ساتھ کوئی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں مل سکا ہے۔ البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے دیکھیں الفتاویٰ: 50/26، 281 اور ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی الصحوة الاسلامية، ص 24.

نوٹ:......ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی بسند صحیح دوسرے الفاظ کے ساتھ یہی روایت مروی ہے۔"هذا الذى اهلككم والله ما أرىٰ اِلا سيعدبكم، اني احد ثكم عن النبى ﷺ وتجيئون يأبي بكر و عمر؟- أخرجه الخطيب فى "الفقيه والمتفقه: 377/1، 378"- وابن عبد البر في جامع بيان العلم، رقم الحديث: 2378.

''رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی فتنہ یا سخت عذاب نہ آ پڑے۔'' ❶

جانتے ہو فتنہ کیا ہے؟ اس سے مراد ''شرک'' ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جو انسان رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کو چھوڑ دے تو اس کے دل میں کجی آ جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔''

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (سورة التوبة : 31)

''انہوں نے اپنے علماء، بزرگوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا رب بنا لیا، حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ان کے شریک ٹھہرانے سے پاک ہے۔''

(عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے آپ ﷺ سے کہا ہم ان علماء اور بزرگوں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ایسا نہیں تھا کہ تم اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حرام اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ان کے کہنے پر حلال سمجھتے تھے؟''

میں نے کہا: ''ہاں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی ان کی عبادت ہے۔'' ❷

---

❶ نقل هذا الكلام عنه صاحب "فتح المجيد": 647/2۔ وعزاه الدكتور وليد آل فريان محقق "فتح المجيد" الى عبد الله بن بطة في "الابانة الكبرىٰ" (رقم : 97) و مسائل عبد الله: 1355/3.

❷ اسناده حسن لغيره ان شاء الله: سنن الترمذی: ابواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة التوبة، ج 5، ص 173، ح: 3095۔ حسنه شيخ الاسلام ابن تيميه، كتاب الايمان، ص 58.

مسائل

① سورۂ نور کی آیت (۶۳) کی تفسیر (جس میں رسول ﷺ کے حکم کی نافرمانی سے ڈرایا گیا ہے)۔

② سورۂ توبہ کی آیت (۳۱) کی تفسیر (جس میں علماء اور بزرگوں کو رب بنانے والوں کا تذکرہ ہے)۔

③ عبادت کے اس معنی و مفہوم کا بیان جس کا عدی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا (یعنی اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ عبادت کا مفہوم صرف وہ نہیں جو عدی رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور علماء اور بزرگوں کی عبادت کا انکار کیا، بلکہ عبادت کا معنی اس سے وسیع ہے)۔

④ (اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بالمقابل کسی کو بھی پیش نہیں کیا جا سکتا، خواہ اس کا مقام کتنا ہی بلند اور ارفع کیوں نہ ہو، جیسا کہ) ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور امام احمد رحمہ اللہ نے سفیان ثوری کے نام پیش کرنے پر انکار کیا۔

⑤ اس میں اس بات پر بھی تنبیہ ہے کہ اب حالات اس حد تک تبدیل ہو چکے ہیں کہ اکثر عوام کے نزدیک بزرگوں کی عبادت ہی افضل ترین عمل کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور اسے ولایت کہا جاتا ہے، اسی طرح علم و فقہ کے نام پر اہلِ علم کی بھی عبادت ہوتی ہے۔ پھر اس قدر حالات بدلے کہ اللہ کے سوا ان کی بھی پرستش ہونے لگی جو صالح نہ تھے اور دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان کی بھی عبادت ہونے لگی جو اصحابِ علم نہیں، بلکہ جاہل مطلق ہیں۔

باب 38

ایمان کا دعویٰ کرنے والوں میں بعض کی حقیقت

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّہُمۡ اٰمَنُوۡا بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَحَاکَمُوۡۤا اِلَی الطَّاغُوۡتِ وَ قَدۡ اُمِرُوۡۤا اَنۡ یَّکۡفُرُوۡا بِہٖ ؕ وَ یُرِیۡدُ الشَّیۡطٰنُ اَنۡ یُّضِلَّہُمۡ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۶۰﴾ ﴾ (سورة النساء : 60)

''کیا آپ (ﷺ) نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) آپ (ﷺ) پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) آپ (ﷺ) سے پہلے نازل ہوئیں، ان سب پر ایمان رکھتے ہیں (مگر) چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں۔ حالانکہ انہیں اس طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور شیطان انہیں بھٹکا کر راہِ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ رَاَیۡتَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡکَ صُدُوۡدًا ﴿ۚ۶۱﴾ فَکَیۡفَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ ثُمَّ جَآءُوۡکَ یَحۡلِفُوۡنَ ٭ۖ بِاللّٰہِ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡسَانًا وَّ تَوۡفِیۡقًا ﴿۶۲﴾ ﴾

(سورة النساء : 62-61)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول (ﷺ) کی طرف، تو آپ (ﷺ) دیکھیں گے کہ منافق

آپ (ﷺ) سے اعراض کریں گے اور رک جائیں گے اور پھر (ان کا) کیا حال ہوتا ہے کہ جب ان کے اپنے اعمال کے سبب ان پر کوئی مصیبت آ پڑے تو آپ (ﷺ) کی خدمت میں قسمیں اٹھاتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو صرف اچھائی اور صلح کرانے کا ارادہ کیا تھا۔"

نیز ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴾

(سوره البقرة : 11)

"اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں۔"

اور مزید ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞ ﴾ (سورة الاعراف : 56)

"اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اور خوف اور طمع کے ساتھ اس (اللہ) کو پکارو، یقیناً اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہی ہے۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۞ ﴾ (سورة المائدة : 50)

"(یہ لوگ اگر اللہ کے قانون کو نہیں مانتے) تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور جو لوگ (اللہ پر) یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک، اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔"

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ .)) ❶

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) ایمان دار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی تمام تر خواہشات اس شریعت کے تابع نہ ہو جائیں جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں۔''

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا، یہودی جانتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رشوت نہیں لیتے، اس لیے اس نے کہا کہ ہم یہ معاملہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن منافق نے کہا کہ ہم یہ معاملہ یہود کے پاس لے چلتے ہیں، وہ جانتا تھا کہ یہودی رشوت لیتے ہیں۔ آخر کار دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ بنوجہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرا لیا جائے تو درج ذیل آیت اتر پڑی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ .... ﴾ ❷ (سورة النسآء : 60)

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ''یہ آیت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کا آپس میں اختلاف ہو گیا تھا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس یہ معاملہ پیش کرتے ہیں۔ دوسرے نے کہا ''نہیں یہ معاملہ کعب بن اشرف کے پاس لے چلتے ہیں، چنانچہ (وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کے بعد) عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ تو ایک نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے پوچھا ''کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟'' اس نے کہا

---

❶ اسناده ضعيف، ومعناه صحيح قطعاً، أخرجه ابن أبي عاصم فى "السنة"۔ ذكر الأهواء المذمومة، باب ما يجب أن يكون هوى المرء تبعاً لما جاء له النبى ﷺ، ج 1، ص 12، ح: 15۔ وضعفه الألباني فى تحقيقه۔ والبغوى فى شرح السنة، ج 1، ص 212، ح: 104.

❷ اسناده ضعيف مرسل: أخرجه الطبرى في تفسيره، ج 8، ص 508، ح: 9891، 9893.

’’جی ہاں‘‘ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔‘‘ [1]

مسائل

① سورۂ نساء کی آیت (60) کی تفسیر اور طاغوت کے معنیٰ کی وضاحت ہے۔

② سورۂ بقرہ کی آیت (11) کی تفسیر (جس میں ہے کہ فساد کرنے والے اپنے آپ کو صلاح کار کہتے ہیں)۔

③ سورۂ اعراف کی آیت (56) کی تفسیر (جس میں زمین میں فساد کرنے سے روکا گیا ہے)۔

④ سورۂ مائدہ کی آیت (50) کی تفسیر (جس میں ہے کہ اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں)۔

⑤ پہلی آیت کی تفسیر میں شعبی رحمہ اللہ کے قول کی وضاحت ہے۔

⑥ سچے اور جھوٹے ایمان کی تفسیر ہے۔

⑦ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کے ساتھ سلوک والا واقعہ بیان ہوا ہے۔

⑧ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کو اس وقت تک ایمان حاصل نہیں ہوسکتا، جب کہ اس کی تمام تر خواہشات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔

---

[1] (موضوع مختلق) ذكره البغوي في تفسيره معلقاً: 446/1۔ والحافظ ابن حجر فی الفتح: 48/5، 47۔

وضاحت: اس روایت کے من گھڑت وموضوع ہونے کی تین اہم وجہ ہے۔

(1) سند میں محمد بن سائب کلبی متہم بالکذب (2) اور ابو صالح متھم بالکذب ہے۔ اس کی ابن عباس سے سماع بھی ثابت نہیں ہے۔ (3) آیت کا سبب نزول دوسری روایت میں اس سے بالکل الگ ہے۔ دیکھیں ضمیمہ نمبر 13۔

باب 39

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰ ﴾ (سورة الرعد : 30)

''اور یہ لوگ رحمان کونہیں مانتے، آپ (ﷺ) (ان سے) کہہ دیں کہ وہی (رحمٰن) میرا رب ہے اس کے سوا کوء معبود نہیں۔ میرا اسی پر بھروسہ ہے اور وہی میری پناہ گاہ ہے۔''

علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''لوگوں کو وہی باتیں بتاؤ جنہیں وہ پہچان سکیں۔ (جو باتیں ان کے فہم وشعور سے بالا ہوں وہ سنا کر) کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے؟'' [1]

امام عبدالرزاق نے معمر سے ابن طاؤس اور پھر اس کے باپ طاؤس کے طریق سے بیان کیا ہے کہ ''ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا جسے صفاتِ الٰہی کے بارے میں ایک حدیث سن کر یوں کپکپی آ گئی کہ گویا اسے یہ حدیث اچھی نہیں لگی (اور انکار کر دیا) تو یہ منظر دیکھ کر ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ''ان لوگوں کا ڈر عجیب ہے کہ اللہ کی محکم آیات سن کر ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور متشابہ آیات سن کر (اور نہ مان کر) ہلاک ہوتے ہیں۔ [2]

اور جب قریش نے نبیِ اکرم ﷺ سے رحمان کا ذکر سنا تو انہوں نے اس کا انکار کیا تو

---

[1] صحيح البخاری، كتاب العلم، باب: من خَصَّ بالعلم قوماً دون قوم، ج 1، ص 37، ح: 127.

[2] اسناده صحيح: أخرجه عبد الرزاق: 423/11۔ وابن ابي عاصم فی "السنة"، ج 1، ص 212، ح: 485۔ وصححه الألبانی فی تحقيقه.

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ ﴾

''اور وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں۔'' ❶

مسائل

① اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا کسی صفت سے انکار سے ایمان بالکل چلا جاتا ہے۔

② سورۂ رعد کی آیت (30) کی تفسیر (جس میں اللہ کی صفت رحمٰن کا تذکرہ ہے)۔

③ جس بات کو سامع سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اسے چھوڑ دینا چاہیے۔

④ اس علت کا تذکرہ جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب ہوتی ہے، اگرچہ انکار کرنے والے کا ارادہ تکذیب نہ ہی ہو۔

⑤ اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی معلوم ہوا کہ جس شخص نے اللہ کے اسماء یا صفات میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا، وہ اس کے باعث ہلاکت سے دوچار ہوا۔

---

❶ اس سبب نزول کی سند ضعیف: أخرجه ابن جرير: 531/10۔

وضاحت: دو وجہ سے یہ سبب نزول کی سند ضعیف ہے۔(1) یہ مجاہد سے مروی ہے اور وہ مرسلا بیان کرتے ہیں اور مرسل ضعیف کی قسم ہے۔(2) ابن جریج سند میں ہیں۔ مجاہد سے تفسیر انہوں نے نہیں سنی ہے۔ انظر التيسير لمعرفة المشهور من أسانيد وكتب التفسير للشيخ على الرازحي۔

باب 40

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کفر ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَٰفِرُونَ ﴾

(سورة النحل: 83)

''یہ لوگ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے بھی انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے) ناشکرے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''انسان کا یوں کہنا کہ یہ مال تو مجھے آباؤ واجداد کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے، اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔'' ❶

عون بن عبد اللہ کہتے ہیں: ''لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر فلاں نہ ہوتو تو یوں ہو جاتا، اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔'' ❷

ابن قتیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''لوگوں کا یہ کہنا کہ: یہ چیز ہمارے معبودوں کی سفارش سے ملی ہے، بھی اس آیت میں داخل ہے''۔ ❸

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ)) ❹

---

❶ اسناده صحيح۔ أخرجه ابن جرير فی تفسيره: 325/14، 326.

❷ اسناده ضعيف۔ نفس المصدر السابق، ص 326۔ سند میں لیث من اَبی سلیم ضعیف ہیں۔

❸ تفسير غريب القرآن لابن قتيبه: تحت آية النحل : 83.

❹ الفتاویٰ: 33/8۔

وضاحت: اور مذکورہ حدیث کی تخریج صفحہ نمبر: 132 کے تحت گزر چکی ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ تو مجھ پر ایمان لانے والے اور کچھ کفر کرنے والے ہیں۔“ (یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے) کے بعد یوں فرمایا: ”کتاب وسنت میں یہ بات بکثرت وارد ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت فرماتے ہیں جو اللہ کے انعام اور رحمت کو کسی غیر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔“

اس بات کی وضاحت کے لیے بعض اسلاف نے یہ مثال ذکر کی ہے:

”بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہوا بہت ہی خوب تھی، ملاح ماہر اور تجربہ کار تھا، وغیرہ اقوال، جو بہت سے لوگ کہتے رہتے ہیں۔“

مسائل

1. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان اور انکار کی وضاحت ہے۔
2. اس بات کا علم کہ اللہ کی نعمتوں کے انکار کی یہ صورتیں لوگوں کی زبان پر مروج ہیں۔
3. ایسی باتیں کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار ہے۔
4. ایک ہی دل میں دو متضاد باتوں (یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار اور اقرار) کا مجتمع ہونا ثابت ہوتا ہے۔

باب 41

شرک کی بعض مخفی صورتیں

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (سورة البقرة: 22)

''پس دانستہ طور پر کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ''انداد'' سے مراد شرک ہے، جو رات کے اندھیرے میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ شرک یہ ہوتا ہے کہ تم یوں کہو: ((وَاللّٰهِ وَحَيَاتِكَ)) ''اللہ کی قسم اور تیری زندگی کی قسم''۔ یا تمہارا یوں کہنا: ((يَا فُلَانُ وَحَيَاتِيْ)) ''اے فلاں! میری جان کی قسم''۔ یا تمہارا یوں کہنا: ((لَوْ لَا كُلَيْبَةُ هٰذَا لَأَتَانَا اللُّصُوْصُ)) ''اگر اس شخص کی کتیا نہ ہوتی تو ہمیں چور آ لیتے''۔ یا تمہارا یوں کہنا: ((لَوْ لَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَاتَانَا اللُّصُوْصُ)) ''اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو ہمارے گھر چور آ جاتے''۔ یا یوں کہنا: ((مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) ''جو اللہ چاہے اور تم چاہو یا یوں کہنا: ((لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ)) ''اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتو......''

تم اس قسم کی باتوں میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ رکھو۔ یہ سب اللہ کے ساتھ شرک کی باتیں ہیں۔ [1]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] اسناده ضعيف: أخرجه ابن أبي حاتم: 62/1۔

وضاحت: وجہ ضعف: شعیب بن بشر البجلی ضعیف ہیں بلکہ بقول امام بخاری ''منکر الحدیث'' ہیں دیکھیں ''علل الترمذی الکبیر: 974/2 اور علامہ البانی نے بھی ضعیف کہا ہے دیکھیں ''کتاب الایمان لأبی عبید، ص 87''.

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ .)) ❶

''جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی قسم اٹھائی، اس نے کفر کیا یا شرک کا ارتکاب کیا۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقًا .))❷

''میرے نزدیک غیر اللہ کی سچی قسم اٹھانے سے اللہ کی جھوٹی قسم اٹھانا زیادہ بہتر ہے۔''

اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَقُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ

---

❶ اسناده حسن: سنن الترمذی: كتاب الأيمان والنذور، باب ما جاء ان من حلف بغير الله فقد اشرك، ج 3، ص 194، ح: 1535۔ وسنن أبی داود، كتاب الأيمان والنذور، باب فی كراهية الحلف بالآباء، ج 3، ص 371، ح: 3251۔ حسنة الترمذی فی سننه والألباني في ارواء الغليل، رقم الحديث: 2561۔

تنبیہ:......حدیث میں علت ضرور ہے مگر معناً روایت ان شاء اللہ ثابت ہے۔

❷ اسناده ضعيف عن ابن مسعود: مصنف عبد الرزاق، ج 8، ص 468، ح: 15929۔ والمعجم الكبير للطبرانی، ج 9، ص 183، ح: 8902۔

وضاحت: وجہ ضعف: وبرۃ بن عبدالرحمٰن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے نہیں ہیں اور نہ ہی انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کو یاد رکھا ہے۔

تنبیہ:......معجم الکبیر اور مصنف عبدالرزاق میں عبداللہ مطلقاً کہا گیا ہے بلکہ مصنف میں ابن مسعود أو ابن عمر کہا گیا ہے۔ اگر وبرہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مراد لی جائے تو روایت بالکل صحیح ہوگی اور اصل یہی ہے کہ یہ روایت عبداللہ بن عمر سے ہے لہٰذا ''اسناده صحيح''۔ دیکھیں تنبیہات علی تخاریج کتاب التوحید، ص 34 تا 38.

ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ .)) ❶

''یوں نہ کہو کہ ''جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ یوں کہو، جو اللہ چاہے اور پھر جو فلاں چاہے۔''

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَ))'' میں اللہ کی اور تیری پناہ چاہتا ہوں کہنا ناپسندیدہ اور ناجائز ہے''، البتہ ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ))'' میں اللہ کی اور پھر تیری پناہ چاہتا ہوں،'' کہنا جائز ہے۔

اسی طرح ((لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ)) ''اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا''......نہیں کہہ سکتے''۔ ❷

مسائل

① انداد کے بارے میں سورہ بقرہ کی آیت (22) کی تفسیر ہے۔

② یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرکِ اکبر کے بارے میں نازل شدہ آیت کی تفسیر یوں کرتے تھے کہ وہ شرکِ اصغر کو بھی شامل ہو جاتی۔

③ غیر اللہ کی قسم شرک ہے۔

④ غیر اللہ کے نام کی سچی قسم، اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

⑤ ''واؤ'' (اور) اور ''ثم'' (پھر) کے الفاظ میں معنوی فرق ہے۔

---

❶ اسناده معدل: والمتن ثابت: سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب: لا یقال خبثت نفسي، ج5، ص 163، ح: 3980۔

علت:...... عبداللہ بن یسار نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے لہذا سند میں انقطاع ہے۔ مگر متن حدیث طفیل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے۔ (ان دونوں کی حدیث آگے آرہی ہے۔) صفحہ نمبر: 169، تخریج نمبر: 1 اور 2

❷ اسناده معلل والمعنى ثابت صحيح: أخرجه ابن أبی الدنیا، ج 1، ص 193، ح: 344۔ وعبد الرزاق في "مصنفه" 19812/11۔

وجہ ضعف:......سند میں اسماعیل بن ابراہیم التیمی احول ہیں جو کہ ضعیف ہیں۔

باب 42

اللہ تعالیٰ کی قسم پر اکتفا نہ کرنے والے کا حکم

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ ، مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ .)) [1]

''تم اپنے آباؤ واجداد کی قسمیں نہ اٹھاؤ۔ جو شخص اللہ کی قسم اٹھائے وہ سچ بولے اور جس کے لیے اللہ کی قسم اٹھائی جائے، وہ راضی ہو جائے اور جو راضی نہ ہو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔''

مسائل

1. آباؤ اجداد کی قسم کی ممانعت ہے۔
2. جس شخص کے لیے اللہ کی قسم اٹھائی جائے، اسے حکم ہے کہ وہ اس قسم پر راضی ہو جائے۔
3. اللہ کی قسم لے کر بھی راضی نہ ہونے والے کے لیے وعید وارد ہوئی ہے۔

---

[1] اسناده حسن: سنن ابن ماجة ، كتاب الكفارات ، باب: من حلف له بالله فليرض ، ج 3 ، ص 483 ، ح: 2101۔ وسنن الكبرى للبيهقى : ج 1 ، ص 305 ، ح: 20723۔ وحسنه الالبانى فى ارواء الغليل: 8/ رقم 2698 .

باب 43

''وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے اور جو آپ چاہیں'' کہنے کا حکم

قتیلہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا:

((إِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ، تَقُوْلُوْنَ: مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَتَقُوْلُوْنَ: وَالْكَعْبَةِ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَحْلِفُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَأَنْ يَقُوْلُوْا: مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ.)) ❶

''تم (مسلمان) لوگ شرک کرتے ہو کہ یوں کہتے ہو: ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) ''جو اللہ چاہے اور تم چاہو''۔ نیز تم کہتے ہو: ((وَالْكَعْبَةِ)) ''کعبہ کی قسم''، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا: ''قسم اٹھانی ہو تو کعبہ کی بجائے ربِ کعبہ کی قسم اٹھائیں اور ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) کی بجائے ((مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ)) کہا کریں کہ جو اللہ چاہے اور پھر آپ چاہیں۔''

سنن نسائی ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا: ((مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) یعنی ''جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

❶ اسناده معلل، والمتن ثابت: سنن النسائی، کتاب الأيمان والنذور، باب الحلف بالكعبة، ج 7، ص 6، ح: 3773۔ وصححه الحاكم في المستدرك: 294/4۔ ووافقه الذهبي والألباني في الصحيحة، رقم: 136۔

تنبیہ:...... حدیث قتیلہ کو امام بخاری نے معلل قرار دیا ہے۔ دیکھیں ضمیمہ نمبر 14۔

فرمایا: ((أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا؟ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ)) ❶ ''تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے''۔ (صرف اتنا کہا کرو) ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ)) ''جو اللہ اکیلا چاہے''۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھائی طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا گزر یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا''۔ میں نے کہا: ''تم اچھے لوگ ہو اگر عزیر کو اللہ کا بیٹا نہ کہو''، تو انہوں نے جواباً کہا: ''تم بھی اچھے ہو اگر ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ)) (جو اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہے) نہ کہو۔'' تو اس کے بعد میرا گزر عیسائیوں کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا۔ میں نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہ کہو۔ انہوں نے جواباً کہا: ''تم بھی اگر ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ)) نہ کہو تو بہت اچھے ہو۔'' صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب کچھ لوگوں سے ذکر کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساری بات ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے یہ خواب کسی کو بتایا بھی ہے؟ میں نے کہا: ''جی ہاں''۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے) اللہ کی حمد وثناء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اما بعد! طفیل نے خواب دیکھا ہے اور اس نے بعض کو بتایا بھی ہے، تم ایک جملہ بولا کرتے ہو، تمہیں اس بات سے روکنے میں میرے لیے فلاں فلاں چیز (شرم) مانع تھی۔ تم ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ)) نہ کہا کرو، بلکہ صرف ((مَا شَاءَ اللّٰهُ)) کہا کرو۔'' ❷

---

❶ اسناده صحيح لغيره ان شاء الله۔ أخرجه النسائی فی الکبری، ج 9، ص 362، ح: 10759۔ واحمد في مسنده، ج 3، ص 339، ح: 1839، 2561، 3247۔ صححه الألبانی فی الصحيحة: 139.

❷ اسناده حسن لذاته۔ سنن ابن ماجه، كتاب الكفارات، باب النهي أن يقال ماشاء الله وشئت، ج 3، ص 493، ح: 2118۔ مسند احمد، ج 34، ص 296، ح: 20694۔ وصححه الألبانی فی "الصحيحة" رقم: 138.

تنبیہ: ......ابن ماجہ میں طفیل تک سند کا بیان ہے اور مذکورہ متن الحدیث کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مسند احمد میں موجود ہے۔

مسائل

① یہودی شرکِ اصغر سے واقف تھے۔

② انسان کی خواہش ہو تو حق اور باطل کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

③ آنے والے نے ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) کہا تو آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے۔ تو جس نے یوں کہا: ((مَالِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهِ سِوَاكَ)) ''کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی میں پناہ حاصل کرسکوں۔'' اس کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے۔؟

④ ((مَا شَأءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) وغیرہ کلمات شرکِ اکبر نہیں ہیں۔ (ورنہ آپ ﷺ اس سے روک دیتے) اور یوں نہ فرماتے کہ تمہیں اس لفظ سے روکنے میں مجھے ہچکچاہٹ مانع رہی۔

⑤ اچھا خواب بھی وحی کی ایک قسم ہے۔

⑥ اچھا خواب بسا اوقات بعض احکام کی مشروعیت کا سبب بن جاتا ہے۔

باب 44

زمانے کو گالی دینا یا برا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾

(سورة الجاثية :24)

''اور وہ کہتے ہیں ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ ہم (یہاں) مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہمیں مار دیتا ہے۔ اور انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں اور محض گمان سے کام لیتے ہیں۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

((يُـؤْذِيـنِـي ابْـنُ آدَمَ، يَسُـبُّ الـدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.)) [1]

''ابنِ آدم زمانے کو گالی دے کر (برا بھلا کہہ کر) مجھے ایذا دیتا ہے، کیونکہ میں ہی زمانہ (کا خالق اور مالک) ہوں۔ دن رات کو میں ہی تبدیل کرتا ہوں۔''

---

[1] متفق عليه: صحيح البخارى، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: يريدون أن يبدلوا كلام الله، ج 9، ص 143، ح: 7491- وصحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأداب وغيرها، باب النهي عن سب الدهر، ج7، ص 45، ح: 2246 (1، 2، 3، 4، 5).

اور ایک روایت میں ہے:

((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) [1]

''زمانہ کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ دراصل اللہ ہی زمانہ ہے۔''

مسائل

① زمانے کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کی ممانعت ہے۔

② زمانے کو برا بھلا کہنے کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو ایذا پہنچانا قرار دیا ہے۔

③ ((فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) پر غور وفکر کرنا چاہیے۔

④ بسا اوقات انسان سب وشتم کا مرتکب ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کی نیت نہ بھی ہو۔

---

[1] صحيح مسلم، وقد سبق تخريجه آنفا.

باب 45

شہنشاہ، قاضی القضاۃ اور اس قسم کے القاب کی شرعی حیثیت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ ، لَا مَالِكَ إِلَّا اللّٰهُ .)) ❶

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے گھٹیا اور حقیر وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو شہنشاہ کہلوائے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔“

سفیان رحمہ اللہ نے ”ملك الاملاك ““بادشاہوں کا بادشاہ“ کا ترجمہ ”شاہان شاہ“ یعنی ”شہنشاہ“ کیا ہے۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں۔

((أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ)) ❷

”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مغضوب اور بڑا خبیث شخص“۔ (وہ ہے جو اپنے آپ کو شہنشاہ کہلوائے)۔

---

❶ متفق عليه: صحيح البخارى، كتاب الأدب، باب أبغض الأسماء الى الله، ج 8، ص 45، ح: 6206، 6205۔ وصحيح مسلم، كتاب الأداب، باب تحريم التَّسَمِّي بِمَلِكَ الأملك وبملك الملوك، ج 6، ص 174، ح: 2143 (20) (21).

❷ صحيح مسلم، قد تقدم تخريجه، آنفا.

مسائل

① کسی کو ''ملك الاملاك'' یعنی شہنشاہ کہنے کی ممانعت ہے۔

② اس قسم کے دیگر الفاظ، اسماء اور القاب بھی منع ہیں، جیسا کہ سفیان رحمہ اللہ نے مثال دے کر سمجھایا۔

③ اس قسم کے الفاظ کی ناپسندیدگی کو سمجھنا اور اس پر غور کرنا چاہیے، اگرچہ دل میں اس لفظ کا حقیقی معنی مراد نہ بھی ہو تب بھی یہ ناپسندیدہ اور ممنوع ہیں۔

④ سمجھنا چاہیے کہ ایسے القاب کو صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے پیش نظر ناپسند اور منع کیا گیا ہے۔

باب 46

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کی تعظیم وتکریم اور اس وجہ سے کسی کے نام کی تبدیلی

ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی کنیت ابو الحکم تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ، فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْسَنَ هَذَا، فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قُلْتُ: شُرَيْحٌ، وَمُسْلِمٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قَالَ: فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ .))[1]

''حکم'' تو اللہ تعالیٰ ہے اور حکم بھی اسی کا (نافذ ہوتا) ہے۔ تو ابو شریح رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو وہ میرے پاس آتے ہیں تو میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں، جس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کیسی اچھی بات ہے۔'' پھر فرمایا: ''تمہاری اولاد میں کون کون ہیں؟ میں نے کہا، شریح، مسلم اور عبداللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''ان میں سب سے بڑا کون ہے؟ میں نے کہا: ''شریح'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم

---

[1] اسناده حسن لذاته، سنن أبي داود، كتاب اول كتاب الأدب، باب فی تغییر الاسم القبيح، ج 5، ص 151، ح 4955، سنن النسائي كتاب آداب القضاة، باب اذا حَكَّمُوا رَجُلاً فقضى بينهم، ج 8، ص 226، ح: 5387- وصححه الالباني في الأرواء الغليل، رقم: 2615.

ابوشریح ہو۔‘‘

مسائل

① اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا مکمل احترام، اگرچہ دوسرے کے لیے استعمال کرتے وقت ان کا معنیٰ مقصود نہ ہی ہو۔

② اللہ تعالیٰ کے اسماء کے احترام کے پیش نظر (شرکیہ اور غلط) ناموں کو تبدیل کر دینا۔

③ کنیت رکھنے کے لیے سب سے بڑے بیٹے کا انتخاب کرنا۔

باب 47

اللہ تعالیٰ، قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں حکم

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ﴾ (سورة التوبة : 65)

''اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں (کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے؟) تو کہیں گے ''ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے۔'' آپ (ﷺ) ان سے کہہ دیں کہ تمہاری دل لگی کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی آیات اور اس کے رسول ہی (رہ گئے) ہیں۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے، ان سب کی روایات آپس میں مل گئی ہیں، (ان کے الفاظ ذرا مختلف ہیں، لیکن مفہوم یہ ہے کہ) غزوۂ تبوک میں ایک منافق نے کہا ''ہم نے پیٹ کے پجاری، زبان کے جھوٹے اور میدانِ جنگ میں سب سے زیادہ بزدل، ان علم والوں سے بڑھ کر اور کوئی نہیں دیکھے۔ اس کی مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے قراء صحابۂ رضی اللہ عنہم تھے۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور (پکا) منافق ہے، میں تمہاری بات نبی ﷺ کو ضرور بتاؤں گا۔ چنانچہ عوف رضی اللہ عنہ بتانے کی غرض سے آپ ﷺ کے پاس گئے مگر ان کے آنے سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی۔ وہ منافق بھی آپ ﷺ کی خدمت میں (معذرت کے لیے) آ پہنچا، آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے۔ وہ بولا یا رسول اللہ! ہم لوگ تو محض دل بہلانے کے لیے ایسی بات چیت اور سواروں کی سی باتیں کر رہے تھے، تاکہ سفر کی مشقت طے کر سکیں (اور بوریت نہ ہو)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے۔ گویا وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے کجاوے کی رسی کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور پتھر اس کے پاؤں (راستے سے) ہٹا رہے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے ''ہم تو محض بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

﴿ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ﴾ (سورة التوبة: 9/65-66)

''کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہنسی کرتے ہو۔ تم نے ایمان لانے کے بعد (یہ بات کر کے) کفر کا ارتکاب کیا ہے۔'' چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو اس کی طرف التفات فرما رہے تھے اور نہ اس پر کچھ مزید فرما رہے تھے۔'' ❶

مسائل

① اس سے بڑا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مذاق اڑائے، وہ کافر ہے۔

② جو بھی اسی بات کرے، خواہ کوئی ہو، اس پر اس آیت کی روشنی میں (کفر کا) حکم لگایا جائے گا۔

③ چغلی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت اور خیر خواہی کرنے میں فرق ہے۔

④ اللہ کی پسندیدہ چیز عفو و درگزر اور اللہ کے دشمنوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے میں فرق ہے۔

⑤ بعض عذر نا قابل قبول ہوتے ہیں۔

---

❶ سند ابن عمر حسن: رواه الطبری فی تفسیره، ج 14، ص 333، ح: 1691۔ وابن أبی حاتم: 1829/6۔ 1830۔ بتصرف یسیر۔ واما روایة زید بن أسلم وقتاده و محمد بن کعب: فسندهم ضعیف۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں، ضمیمہ نمبر 15۔

باب 48

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری‘

تکبر کی علامت اور بہت بڑا جرم ہے

رشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَ مَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ ﴾

(سورة حم السجده : 50)

’’اور اگر تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو کہتا ہے: ’’یہ تو میرا حق تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت (کبھی) آئے گی‘‘۔ اور اگر میں واقعی اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو میرے لیے وہاں بھی خوشحالی ہے، پس کفر کرنے والوں کو ہم ضرور بتائیں گے کہ وہ کیا کام کرتے رہے۔ اور انہیں ہم سخت عذاب سے دوچار کریں گے۔‘‘

مجاہد رحمہ اللہ نے (هٰـذَالِيْ) کی تفسیر میں فرمایا: ((هَـذَا بِـعَـمَـلِـيْ وَاَنَا مَحْقُوْقٌ بِهِ)) [1] کہ یہ مال و دولت تو میری محنت و کاوش کا نتیجہ ہے اور میں اس کا مستحق ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس لفظ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (لا رید من عندی) ’’اس کی مراد یہ ہے کہ یہ مال تو ہے ہی میرا‘‘۔ [2]

آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ﴾ (کہ یہ مال مجھے میرے علم کی

---

[1] اسناده صحيح الى مجاهد، تفسير الطبرى، جامع البيان، ج 21، ص 491.

[2] نقله القرطبى فى تفسيره بدون سند، ج 15، ص 373، تحت آيت الفصلت: 51.

بدولت ملا ہے) کی تفسیر میں قتادہ رحمہ اللہ نے ((عَـلَى عِلْمٍ مِنِّيْ بِوُجُوْهِ الْمُكَاسِبِ)) یعنی وہ کہتا ہے کہ یہ مال مجھے کمائی کے تجربے اور علم کی بدولت ملا ہے۔ ❶ دوسرے اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ”وہ کہتا ہے کہ یہ مال و دولت مجھے اس لیے ملا کہ میں اللہ کے علم میں اس کا اہل ہوں۔“ اور مجاہد کے قول کا معنی بھی ہی یہی ہے کہ یہ مال و دولت مجھے بزرگی و شرف کی بنا پر ملا ہے۔ ❷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَـلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَـالَ لَـوْنٌ حَسَـنٌ وَجِـلْـدٌ حَسَـنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِـلْـدًا حَسَـنًـا قَـالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ وَقَـالَ الْـآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَـا قَـالَ فَـاَتَـى الْاَقْـرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعَرٌ حَسَـنٌ وَيَـذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِيَ شَعَرًا حَسَنًا قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْبَـقَـرُ فَـاُعْـطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِي

---

❶ اسـناده صحيح: تفسير الطبرى، ج 19، ص 626، تحت آية القصص: 78۔ ولفظه قـال عـلـىٰ خيـر عـنـدى وعلم عندي۔ واما قول قتاده: على علم مني بوجوه المكاسب: "فنقله القرطبى فى تفسيره، ج 15، ص 266، تحت تفسير آية الزمر: 49.

❷ نقله ابن أبي حاتم فى تفسيره: 3012/9۔ تحت آية القصص: 78.

فَـأُبْـصِـرَ بِـهِ الـنَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصرَهُ قَالَ فَاَىُّ الْـمَـالِ اَحَـبُّ اِلَيْكَ قَـالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِىَ شَاةً وَالِدًا فَأُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّـدَ هٰـذَا قَـالَ فَـكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ اَتٰى الْاَبْرَصَ فِىْ صُورَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِى فَلَا بَلَاغَ لِـى الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِى اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْـجِـلْـدَ الْـحَسَـنَ وَالْـمَالَ بَعِيرًا اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِىْ سَفَرِى فَقَالَ الْـحُـقُـوقُ كَثِيرَةٌ فَقَالَ لَهُ كَاَنِّى اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَـابِـرٍ فَـقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتٰى الْاَقْـرَعَ فِـىْ صُورَتِهٖ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَـلَى هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلَى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتٰى الْاَعْمٰى فِىْ صُورَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِى فَلَا بَلَاغَ لِى الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْـاَلُكَ بِالَّذِى رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِىْ سَفَرِى فَقَالَ قَدْ كُـنْـتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَىَّ بَصَرِى فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رُضِىَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ)) [1]

---

[1] متفـق عـليه: صحيح البخارى، كتاب أحاديث الأنبياء- باب حديث أبرص وأعمى وأقـرع فـى بنى اسرائيل، ج 4، ص 171، ح: 3464- وصـحـيـح مسلم، كتاب الزهد والرقاق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ج 8، ص 213، ح: 2964 (10).

''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، جن میں ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کی غرض سے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ ابرص (برص کے مریض یعنی سفید کوڑھ والے) کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ مریض نے کہا، اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور یہ کہ مجھ سے یہ بیماری رفع ہو جائے جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری رفع ہو گئی۔ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد مل گئی۔ فرشتے نے پھر پوچھا تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، اونٹ یا گائے۔ (راوی اسحاق کو ان دونوں لفظوں کے بارے میں تردد ہے کہ کون سا لفظ اس نے کہا) چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور فرشتے نے دعا کی ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا))'' اللہ تیرے لیے اس اونٹنی میں برکت فرمائے۔''

اس کے بعد وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے کہا ''تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا ''خوبصورت بال اور یہ کہ مجھ سے بیماری رفع ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، اس کی بیماری ختم ہو گئی اور اسے خوبصورت بال مل گئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے۔ چنانچہ اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی۔ فرشتے نے دعا کی ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا)) ''تیرے لیے اللہ اس گائے میں برکت فرمائے''۔ اس کے بعد وہ فرشتہ نابینے کے پاس آیا اور اس سے کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا ''یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی لوٹا دے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔'' فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا، تمہیں کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا، بکریاں، چنانچہ اسے حاملہ بکری دے دی

گئی۔ کچھ عرصہ بعد اونٹی نے خوب بچے دیئے۔ گائے اور بکری نے بھی خوب بچے جنے چنانچہ سابقہ کوڑھی کی اونٹوں سے ایک وادی بھر گئی اور گائے اور بکری والوں کے پاس بھی گائے اور بکریوں کا میدان بھر گیا۔

پھر وہ فرشتہ ابرص (کوڑھے) کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور اور کہا میں مسکین غریب آدمی ہوں، میرا زادراہ ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کی مدد، یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جس اللہ نے آپ کو خوبصورت رنگ، خوب صورت جلد اور اس قدر کثیر مال عطا کیا ہے، اس کے نام پر ایک اونٹ مانگتا ہوں، تا کہ میں اس پر سفر کر کے گھر پہنچ جاؤں۔

اس آدمی نے کہا ''میری ضرورتیں بہت زیادہ ہیں، (میں تمہیں اونٹ نہیں دے سکتا) تو فرشتے نے کہا، غالبًا میں تجھے اچھی طرح جانتا ہوں، کیا تو ابرص (کوڑھا) نہ تھا؟ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور تو انتہائی غریب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ مال عطا کیا۔ وہ بولا ''یہ مال تو مجھے آباؤ اجداد سے وارثت میں ملا ہے۔'' فرشتے نے کہا ''اگر تو اس بات میں جھوٹا ہو تو اللہ تجھے پہلے جیسا بنا دے۔''

پھر وہ فرشتہ اسی پہلی شکل وصورت میں گنجے کے پاس آیا اور اسے بھی وہی باتیں کہیں جو ابرص (کوڑھے) سے کہی تھیں تو اس نے بھی وہی جواب دیئے۔ تو فرشتے نے کہا، اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔

پھر وہ فرشتہ اسی پہلی شکل وصورت میں اس نابینا کے پاس آیا اور کہا ''میں ایک غریب مسافر ہوں، میرا زادراہ ختم ہو گیا ہے، اللہ کی مدد، یا پھر آپ کے تعاون کے بغیر میں آج گھر نہیں پہنچ سکتا۔ جس اللہ نے آپ کو بینائی عطا کی۔ اس کے نام پر آپ سے ایک بکری کا سوال ہے تا کہ اپنا سفر مکمل کر سکوں۔

اس نے کہا میں نابینا تھا۔ اللہ نے مجھے میر بینائی لوٹا دی۔ جتنا چاہو لے جاؤ اور

جو چاہو چھوڑ جاؤ۔تو آج اللہ کے نام پر جو کچھ لے جائے، میں تجھ سے کچھ نہیں کہوں گا۔تو فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس ہی رکھو،تمہارا امتحان لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی اور تیرے دوسرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔‘‘

مسائل

① سورۂ فصلت کی آیت (50) کی تفسیر (جس میں ناشکرے انسان کو وعید سنائی گی۔)

② ﴿ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ﴾ کی تفسیر

③ ﴿ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ﴾ کی تفسیر۔

④ ان تین افراد کے اس عجیب واقعہ میں جو عظیم عبرتیں پوشیدہ ہیں، کی طرف اشارہ ہے۔

باب 49

اولاد ملنے پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (سورۃ الاعراف : 190)

''جب اللہ تعالیٰ نے انہیں صحیح وتندرست بچہ دیا تو انھوں نے اس عنایت میں دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ ان شرکیہ باتوں سے جو یہ کرتے ہیں، بلند تر ہے۔''

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس نام میں غیر اللہ کی عبدیت کا اظہار ہو، وہ حرام ہے۔ مثلاً عبد عمرو اور عبدالکعبہ وغیرہ۔ البتہ عبد المطلب اس سے مستثنیٰ ہے۔ (کیونکہ اس کا معنیٰ غلام کا ہے۔ یہ لفظ اس معنی میں مستعمل نہیں جو اللہ کے عبد سے مراد ہوتا ہے۔) [1]

مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جب آدم وحوا علیہما السلام آپس میں ملے تو حوا حاملہ ہوئیں، ابلیس ان کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا۔ تم میری بات مانو، ورنہ میں اس کے سر پر بارہ سنگا کے دو سینگ بنا دوں گا، جن کی وجہ سے یہ بچہ تمہارا پیٹ چیر کر نکلے گا۔ میں یہ کر دوں گا، میں وہ کر دوں گا، ایسی باتیں کر کے انہیں خوب ڈرایا دھمکایا اور کہا تم اس بچے کا نام عبد الحارث رکھنا۔ چنانچہ آدم وحوا علیہما السلام نے اس کی بات نہ مانی اور بچہ مردہ پیدا ہوا، حوا دوبارہ حاملہ ہوئیں تو شیطان نے

[1] مراتب الاجماع لابن حزم، ص 154.

آ کر پھر وہی بات کہی لیکن آدم اور حوا علیہما السلام نے اس کی کوئی بات نہ مانی اور بچہ مردہ پیدا ہوا۔ پھر جب حوا تیسری مرتبہ حاملہ ہوئی تو شیطان پھر آیا اور وہی باتیں کرنے لگا۔ ان کے دل میں بچے کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے بچے کی ولادت کے بعد اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا۔ یعنی ﴿جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا﴾ کا معنی ہے۔ ❶

ابن ابی حاتم ہی نے اسے بسند صحیح قتادۃ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے، وہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''آدم وحوا نے شیطان کا صرف کہا مانا تھا، اس کی عبادت نہیں کی تھی۔'' ❷

نیز ابن ابی حاتم ہی نے بسند صحیح مجاہد رحمہ اللہ سے ﴿لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا﴾ کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ آدم اور حوا کو خدشہ تھا کہ مبادا ہمارا بچہ انسان نہ ہو۔ ❸

حسن بصری اور سعید رحمہما اللہ وغیرہ سے بھی اس قسم کے اقوال مروی ہیں۔ ❹

---

❶ ضعیف: أخرجه ابنِ أبي حاتم فی تفسیره: 1634/5۔

وجہ ضعف :......سند میں شریک بن عبداللہ نخعی وخصیف بن عبدالرحمٰن الجزری دونوں ضعیف ہیں۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اس اثر کے ضعیف ہونے کی سات وجہ بیان کی ہیں۔ دیکھیں القول المفید، ج 2، ص 67۔ 68.

❷ اسناده صحيح الى قتاده: أخرجه ابن ابي حاتم : 1634/5۔ ولفظه: "فكان شركاً في طاعته ولم يكن شركا فى عباداته"۔ والله اعلم

❸ اسناده صحيح: أخرجه ابن أبي حاتم فی تفسيره: 1633/5 .

❹ ضعيف: أخرجه ابن أبى حاتم : 1633/5۔ حسن بصری کی سند میں معمر ہیں، جن کی حسن بصری سے سماع ثابت نہیں ہے اور سعید بن جبیر کی سند میں "سالم بن أبى حفصة" ضعیف ہیں۔

فائدہ :......حسن بصری رحمہ اللہ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ آیت مذکورہ میں "آدم و حوا" مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے بنی آدم میں سے وہ مشرکین مراد ہیں۔ (جو ایسی دعا کیے تھے)۔ دیکھیں تفسیر ابن کثیر، سورة الاعراف، آیت 189 کی تفسیر.

مسائل

① ہر وہ نام جس میں عبدیت کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو، حرام ہے۔

② سورۂ اعراف کی آیت (190) کی تفسیر (جس میں شرکیہ ناموں سے منع کیا گیا ہے)۔

③ قصۂ مذکور میں جس شرک کا ذکر ہے، وہ صرف نام رکھنے کی حد تک تھا، حقیقی شرک نہ تھا۔

④ کسی کے ہاں صحیح وتندرست بیٹی پیدا ہو تو یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

⑤ اسلافِ امت شرك فی الطاعة اور شرك فی العبادة میں فرق کرتے تھے۔

باب 50

اسماءِ حسنیٰ کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ﴾ (سورة الاعراف : 180)

''اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، پس تم اسے انہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد (کجی) کرتے ہیں۔'' ❶

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں الحاد کا معنی شرک نقل کیا ہے۔ ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا قول ہے کہ مشرکین نے ''اللہ'' سے ''اللات'' اور ''العزیز'' سے ''العزیٰ'' مشتق کیا ہے۔ ❸

---

❶ صحیح البخاری کتاب الدعوات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصلاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے 99 اسماء حسنیٰ ہیں۔ جو انہیں یاد کرلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ ایک ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب للّٰه اسم غير واحد، ج 8، ص 87، ح: 6410.)

جامع ترمذی میں اللہ تعالیٰ کے یہ 99 اسماء حسنیٰ بیان ہوئے ہیں۔(حكم الحديث صحيح۔ ضعيف بسر والأسماء۔ سنن الترمذی، أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب، ج 5، ص 486، ح: 3507.)

وضاحت:......ننانوے ناموں کے ذکر کر کے ساتھ یہ حدیث ضعیف ہے۔ بقیہ شروع کی حدیث اپنے متابعت وشواہد کے ساتھ بالکل صحیح ہے۔ وجہ ضعف کے لیے ضمیمہ نمبر 16 دیکھیں۔

❷ اسناده صحيح، تفسير الطبری: 597/10، 598۔ وابن ابي حاتم: 1623/5.

تنبیہ:...... یہ لفظ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ قتادہ سے مروی ہے۔

❸ اسناده منقطع: تفسير الطبری: 597/10۔ تحت آيت الأعراف: 180.

تنبیہ:......(1) یہ الفاظ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں بلکہ مجاہد سے مروی ہے۔(2) مجاہد کی سند میں انقطاع ہے: ابن جریج نے مجاہد سے نہیں سنا ہے۔(3) مگر جو تفسیر بیان کی گئی ہے۔ وہ لغتاً صحیح ہے۔

اعمش کا قول ہے کہ اسماءِ الٰہی میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ وہ ان میں ایسے ناموں کو بھی داخل کر جاتے ہیں جو اس میں شامل نہیں ہیں۔ [1]

مسائل

① اللہ تعالیٰ کے لیے اسماء کا اثبات ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے سب نام اچھے ہیں۔

③ اسماء حسنیٰ کے ذریعہ دعا مانگنے کا حکم آیا ہے۔

④ جو جاہل اور ملحد ان کا انکار کریں، ان سے معارضہ نہیں کرنا چاہیے۔

⑤ اسماءِ الٰہی میں الحاد کی تفسیر بیان ہوئی۔

⑥ الحاد کرنے والوں کے لیے وعید تہدید کا پتہ چلا۔

[1] اسناده ضعيف جداً۔ أخرجه ابن أبی حاتم: 1623/5۔ وجہ ضعف: مبشر بن عبید القرشی سند میں متروک راوی ہے۔

باب 51

''السلام علیٰ اللہ'' کہنے کی ممانعت

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز میں جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تو ہم ((اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَان وَفُلَان)) ''اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو، فلاں فلاں شخص پر بھی سلام ہو''۔ کہتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُوْلُوْا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ ، فَاِنَّ اللّٰهِ هُوَ السَّلَامُ)) [1]

''السلام علیٰ اللہ'' نہ کہا کرو، کیونکہ اللہ تو خود ''السلام'' (سلامتی والا) ہے۔''

مسائل

① سلام کی تفسیر و وضاحت بیان ہوئی۔
② یہ کلمہ مسلمانوں کا ایک دوسرے کے لیے تحفہ ہے۔
③ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہنا درست نہیں۔
④ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ لفظ نہ کہنے کی علت وسبب کا پتہ چلا۔
⑤ اس تحیہ کی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے لیے زیبا اور لائق ہے۔ یعنی ((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ))

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد ولیس بواجب، ج 1، ص 167، ح 835۔ ومسلم، کتاب الصلاة، باب: التشهد في الصلاة، ج 2، ص 13، ح: 402 (55).

باب 52

”یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے“ کہنا درست نہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ، أَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمَ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ.)) ❶

”تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے، یا اللہ! تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے پورے وثوق سے سوال و دعا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے اور اس پر دباؤ ڈالنے والا نہیں۔“

اور ہے:

((وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللّٰهِ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ)) ❷

”اور چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت اور خواہش کرے، کیونکہ اس کے ہاں کوئی چیز بڑی نہیں۔“

---

❶ متفق علیه: صحيح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة، فانه لا مکره له، ج 8، ص 74، ح 6339، 7477۔ و صحيح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار باب: العزم بالدعاءِ ولا يقل ان شئت، ج 8، ص 64، ح: 2679 (8، 9).

❷ صحيح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، ج 8، ص 64، ح: 2679.

مسائل

① دعا میں استثناء کی ممانعت یعنی یوں نہ کہنا چاہیے کہ یا اللہ! تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔

① دعا میں استثناء کی ممانعت کی علت بیان ہوئی۔

③ پورے وثوق سے دعا کرنے کا حکم ہے۔

④ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت وخواہش کرنے کا حکم ہے۔

⑤ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی رغبت وخواہش کرنے کے حکم کی علت کا پتہ چلا ہے۔

باب 53

کسی کو ''میرا بندہ'' یا ''میری بندی'' کہنے کی ممانعت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ ، وَضِّيءْ رَبَّكَ ، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ ، وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ: عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ ، وَلْيَقُلْ: فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ .)) [1]

''تم میں سے کوئی (اپنے غلام کو) یوں نہ کہے کہ اپنے رب (آقا) کو کھانا کھلا۔ اپنے رب (آقا) کو وضو کرا، بلکہ یوں کہے، میرا سردار، میرا آقا اور تم میں سے کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو میرا بندہ یا بندی نہ کہے، بلکہ یوں کہے، میرا خادم، میری خادمہ اور میرا غلام۔''

مسائل

1. ((وَعَبْدِیْ وَأَمَّتِیْ)) (میرا غلام اور میری لونڈی) کے الفاظ کہنے منع ہیں۔
2. کوئی غلام اپنے آقا کو رَبِّيْ (میرا رب) نہ کہے اور نہ کسی غلام کو یوں کہا جائے کہ ((أَطْعِمْ رَبَّكَ)) اپنے رب کو کھانا کھلا۔

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراهیة التطاول علی الرقیق، ج 3، ص 150، ح: 2552۔ وصحیح مسلم، کتاب: الألفاظ من الأدب وغیرها، باب: حکم اطلاق لفظة العبد والأمة والمولیٰ والسید، ج 7، ص 46، ح 2249 (13، 14، 15).

③ مالک اور آقا کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ((عَبْدِيْ اور أَمَتِيْ)) کی بجائے ((فَتَايَ، فَتَاتِيْ اور غُلَامِيْ)) کے الفاظ استعمال کرے۔

④ غلام کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے آقا کو (سَيِّدِيْ اور مَوْلَايَ) کے الفاظ سے پکارے۔

⑤ اس میں اصل مقصود یہ ہے کہ عقیدۂ توحید مکمل طور پر پختہ ہو حتیٰ کہ الفاظ کے استعمال میں بھی توحید کے پیش نظر احتیاط شرط ہے۔

باب 54

اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ فَأَعْطُوْهُ، وَمَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوْهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ.)) [1]

''جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے، اسے (کچھ نہ کچھ) دو۔ اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے اسے پناہ دو۔ اور جو شخص تمہاری دعوت کرے، اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو شخص تمہارے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرے، تم بھی اسے اس کا بدلہ دو۔ اگر تم بدلہ نہ دے سکو تو اس کے حق میں اس قدر دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔''

مسائل

① جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دی جائے۔

② جو شخص اللہ کا نام لے کر سوال کرے، اسے کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔

③ دعوت قبول کرنے کا حکم۔

④ کسی کے حسن سلوک کا بدلہ دینا چاہیے۔

⑤ جو شخص احسان کا بدلہ نہ دے سکتا ہو، وہ محسن کے حق میں دعا ہی کر دے۔

⑥ محسن کے حق میں اس قدر دعا کرے کہ یقین ہو جائے کہ اب بدلہ چکایا جا چکا ہے۔

---

[1] اسناده صحيح: سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب: عطية من سأل بالله، ج 2، ص 212، ح: 1672۔ وسنن النسائي، كتاب الزكاة، باب: من سائل بالله عزوجل، ج 5، ص 82، ح: 2567۔ علامہ البانی نے ''صحیح'' کہا ہے۔ الصحيحة رقم 254.

باب 55

اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر صرف جنت ہی مانگی جائے

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُسْاَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ)) [1]

''اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر جنت کے سوا کچھ نہ مانگا جائے۔''

مسائل

① اللہ کا واسطہ دے کر سب سے بڑے مقصود و مطلوب (جنت) کے علاوہ کچھ نہ مانگا جائے۔

② اللہ تعالیٰ کے لیے چہرہ کا اثبات ہو رہا ہے۔

---

[1] اسناده ضعيف: سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب: كراهية المسألة بوجه الله تعالىٰ، ج 2، ص 211، ح: 1671۔

وجہ ضعف: سند میں سلیمان بن قرم بن معاذ التیمی البصری النحوی ''سیئ الحفظ شیعی'' ہے۔ علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے۔ ضعیف سنن أبي داود، ص 132، 131۔ اس باب میں دوسری روایت بھی ہیں مثلاً ابوموسیٰ اشعری کی روایات دیکھیں ضمیمہ نمبر 17۔

باب 56

کسی پریشانی یا حادثہ کے بعد ''اگر'' یا ''کاش'' وغیرہ الفاظ کے ساتھ اظہارِ حسرت کرنا منع ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ﴾

(سورة آل عمران : 154)

''یہ لوگ کہتے ہیں اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ﴾

(سورة آل عمران : 168)

''یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو (گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے (ان) بھائیوں کی نسبت (جنھوں نے اللہ کی راہ میں جانیں قربانی کیں) کہنے لگے کہ اگر یہ ہماری بات مان لیتے تو مارے نہ جاتے۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ، وَلَا تَعْجَزَنَّ ، وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا ، وَلٰكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَآءَ فَعَلَ ، فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ .)) [1]

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب القدر ، باب في الامر بالقوة وترك العجز ، ج 8 ، ص 56 ، ح 2664 (34) بتصرف يسير .

''اس چیز کی حرص کر جو تیرے لیے مفید ہو اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگ۔ اور عاجز ہو کر نہ بیٹھ جا۔ اور اگر تجھے کوئی مصیبت اور پریشانی آ پہنچے تو یوں نہ کہہ کہ اگر میں یہ کر لیتا تو یوں ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہہ ''یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اس نے جو چاہا، سو کیا۔'' اس لیے کہ ''اگر'' کہنا شیطانی عمل دخل کا سبب بنتا ہے۔''

مسائل

1. سورۂ آل عمران کی دو آیات (۱۵۴، ۱۶۸) کی تفسیر۔ (جس میں کلمہ ''اگر'' کہنے والوں کا تذکرہ ہے)
2. کسی مصیبت اور پریشانی کے آنے پر ''اگر'' منع ہے۔
3. ''اگر'' کہنے کی ممانعت کی علت کہ اس سے شیطانی عمل دخل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔
4. اچھی گفتگو کی طرف رہنمائی ہے۔
5. مفید چیز کا شوق و حرص کرنے اور اس سلسلے میں اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہے۔
6. اس کے برعکس عاجز بن کر بیٹھ رہنے سے ممانعت منع کیا گیا ہے۔

باب 57

ہوا اور آندھی کو گالی دینے اور برا بھلا کہنے کی ممانعت

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ)) [1]

''ہوا کو گالی نہ دو۔ جب تم ناپسندیدہ (ہوا) دیکھو تو یہ دعا پڑھو: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ...... مَا أُمِرَتْ بِهِ))'' ''اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا اور جو اس میں ہے اور جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، کی بہتری اور بھلائی کا سوال کرتے ہیں۔ اور (اے اللہ!) ہم اس ہوا کے شر اور جو اس کے اندر شر ہے اور جس شر کا اسے حکم دیا گیا ہے، سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

مسائل

1. ہوا کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔
2. اس میں اس بات کی رہنمائی کی گئی ہے کہ جب انسان کو کوئی ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو نفع مند چیز کا سوال کرے۔
3. اس میں یہ رہنمائی بھی کی گئی ہے کہ یہ ہوا از خود نہیں چلتی، بلکہ یہ اللہ کے حکم کی پابند ہے۔
4. اس میں یہ بیان بھی ہے کہ ہوا کو کبھی بھلائی اور کبھی نقصان کا حکم ہوتا ہے۔

---

[1] ''صحيح'' أخرجه الترمذي في سننه: ابواب الفتن عن رسول الله ﷺ ، باب: ما جاء في النهي عن سب الريح ، ج4، ص 103 ، ح: 2252۔ یہ سند ''حبیب بن أبی ثابت'' کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اور انہوں نے ''عن'' صیغہ سے روایت بیان کی ہے۔ البتہ یہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ دیکھیں ''الأدب المفرد: 719'' ابن أبی شيبه: 217/10۔ ''الشرح المشكل''، رقم: 918.

باب 58

اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے متعلق بدگمانی کرنے کی ممانعت

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴾ (سورۃ آل عمران: 154)

''وہ اللہ کے بارے میں (ایام) جاہلیت کے ناحق گمان کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ (اس امر میں) ہمیں بھی کچھ اختیار نہیں؟ آپ (ﷺ) فرما دیں کہ (ان امور میں کسی کا کچھ حصہ نہیں) سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں، یہ لوگ اپنے دلوں میں (بہت سی باتیں) مخفی رکھتے ہیں جو آپ (ﷺ) پر ظاہر نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ تم اگر اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی موت لکھی تھی، وہ ضرور اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔ (یہ سارا ماجرا اس لیے پیش آیا کہ) اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کی بات کو آزمائے اور تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے، اسے خالص کر دے اور نکھار دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔''

نیز ارشادِ ربانی ہے:

﴿ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ ﴾

(سورة الفتح : 6)

''جولوگ اللہ تعالیٰ کے بارے برے گمان رکھتے ہیں، ان پر برے حادثے واقع ہوں۔''

ابن قیم رحمہ اللہ پہلی آیت کے بارے فرماتے ہیں (کہ زیر نظر آیت میں لوگوں کے جس جاہلانہ ناحق گمان کا ذکر ہے) اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرنے لگے تھے کہ اللہ سبحانہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا اور اس کی دعوت عنقریب مٹ جائے گی اور یہ لوگ گمان کرنے لگے تھے کہ جو مصیبت مسلمانوں کو آئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکمت سے نہیں تھی۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اللہ کی تقدیر، حکمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب نہیں آئے گا۔

منافقین اور مشرکین کا یہی وہ برا گمان ہے جس کا سورۃ الفتح کی اس آیت میں ذکر ہوا ہے۔

﴿ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ ﴾

(سورة الفتح : 6)

کیونکہ یہ ایسا گمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان و مرتبہ کے خلاف ہے، جیسا کہ یہ اس کی حکمت، تعریف، بزرگی اور سچے وعدہ کے بھی خلاف ہے۔ پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر دائمی غلبہ دے گا اور اس وجہ سے حق مٹ جائے گا، یا جو شخص یہ سمجھے کہ یہ فیصلہ اللہ کی قضاء وقدر سے نہیں ہوا، یا جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ کی تقدیر قابلِ تعریف حکمت تامہ پر مبنی نہیں، بلکہ یہ سمجھے کہ یہ محض اس کی مشیت ہے۔ یہ کافروں کا گمان ہے اور ان کے لیے جہنم کی آگ کا عذاب ہے اور اکثر لوگ اپنے اور غیروں سے متعلقہ کاموں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءِ ظن رکھتے ہیں، اس بدگمانی سے صرف وہی لوگ سلامت رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ، اس کے اسماء وصفات اور اس کی حکمت وتعریف کے اسباب کو پہچانتے ہیں۔

پس ہر عقل مند شخص کو جو اپنی بھلائی چاہتا ہو، چاہیے کہ وہ مذکورہ بالا باتوں کا اہتمام

کرے اور اللہ کے حضور اپنی اس بدگمانی اور سوء ظنی کی مافی مانگے اور توبہ واستغفار کرے۔

اور اگر آپ لوگوں کی باتوں پر غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اکثر لوگ تقدیر کے بارے میں ملامت کا پہلو لیے ہوئے ہیں اور بے راہ روی کا شکار ہیں اور تقدیر کا شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلاں کام یوں ہونا چاہیے تھا اور فلاں یوں۔ خود کو ملنے والی اشیاء کو بعض لوگ کم خیال کرتے ہیں اور بعض زیادہ۔

آپ بھی اپنا جائزہ لیں کیا آپ اس بدگمانی سے بچے ہوئے ہیں؟

(عربی شعر کا ترجمہ) ''اگر آپ اس سے محفوظ ہیں تو آپ ایک بہت بڑی بات سے بچے ہوئے ہیں وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ اس سے بچے ہوں۔'' [1]

مسائل

① سورۂ آل عمران کی آیت (154) کی تفسیر (جس میں اللہ کے بارے میں برے گمان رکھنے والوں کا تذکرہ ہے)۔

② سورۃ الفتح کی آیت (6) کی تفسیر (جس میں برا گمان کرنے پر برے حادثے ہوں گے)

③ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بدگمانی کی بہت سی صورتیں ہیں، جن کا شمار ممکن نہیں۔

④ اس بدگمانی سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی پہچان کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی معرفت سے بھی بہرہ مند ہو۔

---

[1] زاد المعاد: 205/3، 211۔ مصنف نے تقدیم وتاخیر اور کچھ تصرف کے ساتھ نقل کیا ہیں۔

باب 59

منکرینِ تقدیر کا بیان

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((وَالَّذِيْ نَفْسُ ابْنِ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوْ كَانَ لِأَحَدِهِمْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا، ثُمَّ أَنْفَقَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰه مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ- ثُمَّ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: اَلْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.)) [1]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کی جان ہے، اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، تو اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، پھر انہوں نے اپنی اس بات پر بطورِ دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشاد پیش کیا کہ ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔''

اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

((يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ: اُكْتُبْ، فَقَالَ: رَبِّ! وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان: ج 1، ص 28، ح: 8۔(1) مصنف نے تھوڑے تصرف کے ساتھ الفاظ نقل کیے ہیں۔

حَتَّـى تَقُومَ السَّاعَةُ ، يَا بُنَيَّ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ مَاتَ عَلَىٰ غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّي .))❶

''بیٹا! تو اس وقت تک لذتِ ایمان سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا، جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو (تکلیف) تجھے پہنچے والی ہے، وہ تجھ سے کبھی ٹل نہیں سکتی اور جو نہیں پہنچی، وہ کبھی تم تک پہنچ نہیں سکتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم پیدا فرمایا اور اسے لکھنے کا حکم دیا، اس نے کہا ''اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ نے فرمایا، قیامت تک آنے والی ہر چیز کی تقدیر لکھ دے۔''بیٹا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اس عقیدے کے علاوہ کسی دوسرے عقیدے پر مرا، وہ میری امت سے نہیں۔''

اور احمد کی ایک روایت میں ہے:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى الْقَلَمُ ، فَقَالَ لَهُ: أُكْتُبْ ، فَجَرَى فِي تِلْكَ السَّاعَةِ مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ .))❷

''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ اس نے اسی وقت قیامت تک ہونے والی ہر بات لکھ دی۔''

اور ابنِ وہب کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ اسناده صحيح لغيره بشواهد: سنن أبى داؤد ، كتاب: اول كتاب السّنة ، باب فى القدر ، ج 5 ، ص 52 ، ح: 4700۔ وصححه الألبانى فى تحقيقه۔

وضاحت: مزید تفصیل کے لیے دیکھیں ضمیمہ نمبر 18۔

❷ اسناده صحيح لغيره بشواهده: أخرجه أحمد في مسنده: مسند الأنصار ، حديث عبادة بن الصامت ، ج 37 ، ص 378 ، ح: 22705۔

وضاحت: شواہد کے لیے سابق ضمیمہ نمبر 18 دیکھیں۔

((فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ أَحْرَقَهُ اللّٰهُ بِالنَّارِ .)) ❶

''جو شخص اچھی بری تقدیر پر ایمان نہیں لایا، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں جلائے گا۔''

ابن دیلمی نے ایک مقام پر کہا:

((أَتَيْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِيْ شَيْءٌ مِنَ الْقَدْرِ، فَحَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ، لَعَلَّ يُذْهِبُهُ مِنْ قَلْبِيْ، فَقَالَ: لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا، لَكُنْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.)) ❷

''میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا ''میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ خدشات ہیں، آپ کوئی حدیث بیان فرمائیں، تاکہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے ان خدشات کو ختم کر دیں۔'' تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کر دو تو تمہارا یہ عمل

---

❶ حدیث صحیح بشواهده: أخرجها ابن وهب في ''القدر'' (26)''۔ اس کی سند منقطع ہے۔ اعمش نے کسی بھی صحابی سے کوئی روایت نہیں سنی ہیں۔ وابن ابي عاصم في ''السنة'' (112) یہ سند بھی ضعیف ہے، ولید بن مسلم ''مدلس ہیں اور روایت عنعنہ ہے۔

وضاحت:...... مگر مذکورہ سابق شواہد کے ساتھ روایت صحیح ہے۔

❷ اسناده حسن لذاته موقوفاً: ''سنن أبي داود، كتاب اول كتاب السنة، باب في القدر، ج 5، ص 51، ح: 4699.

تنبیهات:...... یہ روایت مستدرک حاکم میں نہیں ہے۔ اتحاف المهرة: 265/1۔ (2) یہ حدیث ابی بن کعب: عبداللہ بن مسعود اور حذیفۃ بن یمان سے موقوفاً مروی ہے۔ جبکہ زید بن ثابت سے مرفوعاً مروی ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا۔

اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک کہ تم تقدیر پر ایمان نہ لاؤ اور یہ یقین نہ رکھ کہ جو تکلیف تمہیں پہنچنے والی ہے، وہ تم سے ٹل نہیں سکتی تھی اور جو نہیں آنے والی وہ کبھی تم تک پہنچ نہیں سکتی۔ اگر تمہارا عقیدہ اس کے خلاف ہوا اور تم اسی طرح مر گئے تو تم جہنمی ہو گئے۔'' ابنِ دیلمی کہتے ہیں اس کے بعد میں عبد اللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے پاس گیا (اور ان کو اپنے خدشات سے آگاہ کیا) تو انہوں نے بھی نبی ﷺ کی یہی حدیث سنائی''۔

مسائل

① تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔

② تقدیر پر ایمان لانے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے۔

③ تقدیر پر ایمان نہ لانے والے شخص کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

④ جس شخص کا تقدیر پر ایمان نہ ہو، وہ لذتِ ایمان سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔

⑤ اس چیز کا ذکر ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا۔

⑥ اس چیز کا بیان ہے کہ قلم نے اسی وقت قیامت تک ہونے والے امور لکھ ڈالے۔

⑦ تقدیر پر ایمان نہ لانے والے سے نبی کریم ﷺ کی بیزاری اور لاتعلقی کا بیان۔

⑧ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سلفِ صالحین شبہات پیدا ہونے کی صورت میں اہلِ علم کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور ان کی بابت ان سے پوچھا کرتے تھے۔

⑨ اہلِ علم نے (تقدیر کے متعلق) ان کے تمام شبہات کا جواب دے کر ان کا ازالہ کر دیا ہے اور اپنے دلائل کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔

باب 60

تصویر کشی کرنے والوں کا حکم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَـنْ أَظْـلَـمُ مِـمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ ، فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً .)) ❶

''اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی بنا کر دکھلائیں۔''

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَشَـدُّ الـنَّـاسِ عَـذَابًـا يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ الَّـذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ .)) ❷

''قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو پیدا کرنے اور بنانے میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت کرتے ہیں۔''

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ: والله خلقكم وما تعملون، ج 9، ص 161، ح 7559۔ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، والزينة، باب: تحريم تصوير صورة الحيوان، ج 6، ص 162، ح: 2111 (101).

وضاحت:...... ''أوليخلقوا شعيرة'' یہ مسلم کے الفاظ ہیں جبکہ بخاری میں ''أو شعيرة'' ہے۔

❷ متفق عليه: صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب ما وطئ من التصاوير: ج 7، ص 168، ح 5954۔ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ج 6، ص 158، ح: 2107 (91، 92).

((كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ.)) ❶

''ہر مصور جہنم میں جائے گا۔ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے، ایک جان بنائی جائے گی جس کے ذریعہ اس (مصور) کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔''

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.)) ❷

''جس شخص نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے قیامت کے دن اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے، مگر وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔''

اور ابو الھیاج کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا:

((أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.)) ❸

''کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں، جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا، وہ یہ کہ کسی تصویر کو مٹائے اور کسی بلند قبر کو زمین کے برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''

---

❶ صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير، ج 3، ص 82، ح: 2225۔ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ج 6، ص 162، ح: 2110 (99)۔ والسياق المذكور هنا لمسلم، البتہ مسلم میں "نفساً" اور يعذب بها کے بجائے "فتعذبه" ہے۔

❷ متفق عليه: صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب من صور صورة كلف يوم القيامة...... الخ، ج 7، ص 169، ح: 5963۔ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة: باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ج 6، ص 162، ح: 2110 (100)۔

❸ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ج3، ص 61، ح: 969 (93).

مسائل

① تصویر بنانے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔
② تصویر اتارنے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت بڑی بے ادبی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے کی کوشش کرتا ہے''۔
③ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مخلوق کی عاجزی اور کمزوری کا بیان ہے کہ یہ لوگ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو ہی بنا کر دکھلائیں۔
④ تصویر بنانے والوں کو سب سے زیادہ اور سخت عذاب ہوگا۔
⑤ اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے ایک جان پیدا کرے گا، جس کے ذریعے بنانے والوں کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔
⑥ مصور کو اس کی بنائی ہر تصویر میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا۔
⑦ اس میں یہ بیان بھی ہے کہ تصویر جہاں بھی ہو اسے مٹا دینے کا حکم ہے۔

باب 61

کثرت سے قسم اٹھانا مذموم ہے

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ﴾ (سورة المائده : 89)

''اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((اَلْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ.)) ❶

''قسم' سامان کے لیے مفید (یعنی فروخت کرنے کا ذریعہ) تو ہے، مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔''

اور سلمان فاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: أُشَيْمِطٌ زَانٍ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ، وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰهَ بِضَاعَتَهُ، لَا يَشْتَرِي إِلَّا بِيَمِينِهِ، وَلَا يَبِيعُ إِلَّا بِيَمِينِهِ.)) ❷

''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں (قیامت کے دن) جن سے اللہ تعالیٰ نہ تو بات کرے گا اور نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب يمحق الله الربوا ويربى الصدقٰت، ج 3، ص 60، ح: 2087۔ وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب: النهي عن الحلف في البيع، ج 5، ص 56، ح: 1606 (131).

❷ یہ روایت سلیمان سے نہیں، سلیمان فارسی سے مروی ہے۔ اسناده صحيح: المعجم الكبير للطبرانی، ج 6، ص 246، ح: 211۔ صححه الالباني في "صحيح الجامع: 3072۔"

عذاب ہوگا، (1) بوڑھا زانی (2) متکبر فقیر (3) اور وہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا مال سمجھا ہوا ہے کہ قسم ہی سے خریدتا ہے اور قسم ہی سے بیچتا ہے۔''

اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا اَدْرِى أَذْكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا؟ ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ ، وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ .)) ❶

''میری امت کا سب سے بہتر زمانہ، میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ جو اس کے بعد ہوگا، پھر وہ جو اس کے بعد ہوگا۔'' عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا تھا، یا تین کا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پھر تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو بغیر مانگے گواہی دیں گے، خائن ہوں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، نذر مانیں گے تو پوری نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔''

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ .)) ❷

---

❶ صحيح البخارى ، كتاب فضائل أصحاب النبى ، باب فضائل أصحاب النبى ﷺ ، ج 5 ، ص 2 ، ح 3650۔ وصحيح مسلم ، كتاب فضائل الصحابه رضی اللہ عنہم ، باب فضل الصحابة رضی اللہ عنہم ، ج 7 ، ص 185 ، ح: 2535۔ (214)

❷ المصدر السابق ، بخارى رقم الحديث: 3651۔ وصحيح مسلم ، رقم الحديث: 2533 (210) .

تنبیہ:...... "ثم الّذین یلونهم" تین دفعہ صحیحین میں نہیں ہے۔ شاید کسی نساخ نے ایک مرتبہ زیادہ کر دیا ہے۔

''سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی۔''

(یعنی وہ لوگ نہ گواہی کے بارے میں احتیاط کریں گے اور نہ قسم کے بارے میں۔ بلکہ آناً فاناً قسم اور گواہی کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ مترجم)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بچپن میں ہمیں ہمارے بزرگ گواہی اور عہد پر قائم رہنے کے لیے مارا کرتے تھے۔''[1]

مسائل

① قسموں کی حفاظت کی بڑی تاکید ہے۔

② یہ خبر کہ قسم سامان فروخت کرنے کا ذریعہ تو ہے، مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

③ جو شخص مال خریدنے اور بیچنے کے وقت خواہ مخواہ قسمیں اٹھائے، اس کے لیے وعید شدید ہے۔

④ اس میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ اگرچہ اسبابِ گناہ چھوٹے ہی ہوں، مگر میلان کے سبب صغیرہ گناہ بھی کبیرہ بن جاتے ہیں۔

⑤ اس میں ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو طلب کے بغیر قسمیں اٹھاتے ہیں۔

⑥ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرونِ ثلاثہ، یا قرونِ اربعہ کی تعریف اور اس کے بعد جو ہوگا اس کی پیشین گوئی فرمائی۔

⑦ اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو گواہی طلب کیے بغیر گواہی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

⑧ اسلافِ امت چھوٹے بچوں کو گواہی اور عہد پر قائم رہنے کے لیے مارا کرتے تھے۔

---

[1] قول ابراهيم النخعي: نقل البخاری عقب "رقم الحديث: 3651" و مسلم عقب رقم الحديث: 2533- ولفظه "كانو ينهو ونحن غلمان: عن العهد والشهادات."

باب 62

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ اور امان دینے کی ممانعت

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۹۱ ﴾

(سورة النحل: 91)

''اور جب تم اللہ تعالیٰ سے عہد (واثق) کرو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال سے باخبر ہے۔''

اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو بڑی فوج یا کسی دستے پر امیر مقرر فرماتے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے ہم سفر مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی وصیت کرتے اور فرماتے:

((اُغْـزُوا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ ، اُغْزُوا وَلَا تَـغُـلُّـوا ، وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تَمْثِلُوا ، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا ، وَاِذَا لَـقِيـتَ عَـدُوَّكَ مِـنَ الْـمُـشْـرِكِينَ فَادْعُهُمْ اِلَى ثَلَثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ ، فَـاَيَّتُهُـنَّ مَـا اَجَـابُـوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ ، وَكُفَّ عَنْهُمْ ، ثُمَّ ادْعُهُـمْ اِلَـى الْاِسْلَامِ ، فَاِنْ اَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّـحَـوُّلِ مِـنْ دَارِهِـمْ اِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ ، وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ

فَعَلُوا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَّا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَّا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ، فَإِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْأَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ هُمْ اَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ، وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ اَنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ لَا .)) [1]

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کا نام لے کرلڑائی کرنا۔ اور ہر اس شخص سے لڑنا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔لڑائی کرنا اور خیانت نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔مثلہ نہ کرنا (یعنی کسی مقتول کے اعضاء نہ کاٹنا) اور نہ بچوں کو قتل کرنا۔ جب مشرک دشمن سے تمہارا سامنا ہو تو انہیں تین باتوں کی پیش کش کرنا، اگر وہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی مان لیں تو منظور کر لینا اور جنگ سے رک جانا۔''

(1)......سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اسے قبول کر لیں تو اسے

---

[1] مسلم، كتاب: الجهاد والسير، باب تأمير الامام الأمراء على البعوث، ج 5، ص 139، ح: 1731 (3) نقل المؤلف بتصرف يسير .

منظور کر لینا اور انہیں دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کی دعوت دینا، اور انہیں بتانا کہ اگر وہ ہجرت کریں گے تو انہیں وہ سب حقوق حاصل ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور جو بار مہاجرین کو برداشت کرنا پڑتا ہے انہیں بھی برداشت کرنا ہوگا۔ اور اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کریں تو پھر یہ لوگ ان بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے جن پر اللہ کا حکم جاری ہے، انہیں مالِ غنیمت یا مالِ فئے سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اِلَّا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔

(2)......اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے جزیہ طلب کرنا، اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں تو قبول کر لینا اور جنگ سے رک جانا۔

(3)......اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر ان سے لڑائی کرنا۔ اور جب تم قلعہ بند دشمن کا محاصرہ کرو اور دشمن چاہیں کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی امان، تحفظ اور ضمانت دے دو تو ایسا ہرگز نہ کرنا، بلکہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے امان اور تحفظ دینا، اس لیے کہ اگر تم اپنا یا اپنے ساتھیوں کا ذمہ (ضمانت) توڑ دو تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ کو توڑنے سے کم تر ہوگا۔ اور جب تم قلعہ میں بند کسی دشمن کا محاصرہ کرو اور وہ چاہے کہ تم اسے اللہ کے حکم و فیصلہ پر اتارو یعنی ان سے صلح کر لو تو ایسا بھی نہ کرنا، تمہیں کیا علم کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے فیصلے کو پا سکو گے یا نہیں؟''

مسائل

① اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ذمہ اور ضمانت میں فرق ہے۔

② اس میں یہ ہدایت ہے کہ جب دو خطرناک صورتیں درپیش ہوں تو ان میں سے جو آسان اور بہتر ہو اسے اختیار کر لینا چاہیے۔

③ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ((اُغْزُوَ بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) ''کہ اللہ کی راہ میں اس کے نام سے جہاد کرو۔''

④ آپ ﷺ کا ارشاد: ((قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ)) ''جو کفر باللہ کا مرتکب ہو، اس سے لڑو۔''

⑤ آپ ﷺ کا ارشاد: ((اِسْتَعِنْ باللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ)) ''اللہ سے مدد طلب کر اور کفار سے قِتال کر۔''

⑥ اللہ تعالیٰ اور اہلِ علم کے حکم و فیصلہ میں فرق ہے۔

⑦ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بوقتِ ضرورت صحابی بھی کوئی حکم یا فیصلہ کرے تو وہ بھی نہیں جانتا کہ یہ حکم اور فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں؟

باب 63

ازراۂ غرور وتکبر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کا انجام

جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ رَجُلٌ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ؟ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَّا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟ إِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ.)) ❶

''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں کرے گا۔''
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ کون ہوتا ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں کروں گا۔ میں نے اس کی مغفرت کر دی اور تیرے (یعنی قسم اٹھانے والے کے) اعمال ضائع کر دیئے ہیں۔''

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

((إِنَّ الْقَائِلَ رَجُلٌ عَابِدٌ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ.)) ❷

''یہ کہنے والا ایک عابد وزاہد شخص تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نے صرف ایک ایسی بات کر دی جس نے اس کی دنیا وآخرت کو تباہ کر کے رکھ دیا۔''

---

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب النهي عن تقنيط الانسان من رحمة الله تعالىٰ، ج 8، ص 36، ح: 2621 (137).

❷ اسناده حسن لذاته: سنن أبى داود، كتاب: اول كتاب الأدب باب: فى النهي عن البغي، ج 5 ص 132، ح: 4901۔ ومسند احمد: 8292۔ حسن الألباني في "التعليقات الحسان: 221/8، 222۔ رقم الحديث: 5712."

مسائل

① اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھانے سے تحذیر و تخویف ہے۔

② دوزخ انسان کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

③ جنت بھی انسان کے ایسے ہی قریب ہے۔

④ اس حدیث میں نبی ﷺ کے درج ذیل فرمان کی تصدیق و تائید ہے: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ......الخ)) ’’کہ بسا اوقات انسان کوئی ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس سے اس کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔‘‘

⑤ بعض اوقات انسان کی کسی ایسے سبب سے بخشش ہو جاتی ہے، جو اس کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

باب 64

اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش کرنا گستاخی اور انتہائی حماقت ہے

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنے لگا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، نُهِكَتِ الْأَنْفُسُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، فَاسْتَسْقِ اللّٰهَ لَنَا رَبَّكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ، وَبِكَ عَلَى اللّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ! أَتَدْرِي مَا اللّٰهُ؟ إِنْ شَأْنَ اللّٰهِ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ، إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلَى أَحَدٍ.)) [1]

''یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) جانیں تلف ہوگئیں، بچے بھوکے مر گئے اور مال برباد ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اپنے رب سے بارش کی دعا فرمائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی بات سن کر) بار بار سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سبحان اللہ پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہؓ

---

[1] اسناده ضعيف: سنن أبي داود، كتاب: اول كتاب السنة باب: فى الجهمية، ج 5، ص 63، ح: 4726۔ وجہ ضعف: (1) سند میں محمد بن اسحاق مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں۔ (2) جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم مجہول حال ہیں۔ علامہ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ الضعيفة: 6، رقم الحديث: 2639.

کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں پر ظاہر ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے؟ (یعنی اس کا کیا مقام اور کیا شان ہے؟) اللہ تعالیٰ کی شان اس سے کہیں بلند تر ہے۔ اسے کسی کے سامنے سفارشی کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔''

مسائل

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ((تَسْتَشْفِعُ بااللّٰهِ عَلَيْكَ)) ''یعنی ہم اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارشی کے طور پر پیش کرتے ہیں'' کہنے والے بدوی پر ناگواری اور انکار کا اظہار فرمایا۔

② بدوی کی بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اس قدر متغیر ہوا کہ اس کے اثرات صحابہ کرام کے چہروں پر بھی ظاہر ہوئے۔

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی بات کے دوسرے حصے ((وَنَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ)) ''یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے پاس سفارشی پیش کرتے ہیں'' پر نکیر نہیں فرمائی۔''

④ سبحان اللہ کے مفہوم و تفسیر پر تنبیہ ہوئی ہے۔

⑤ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کی دعا کرایا کرتے تھے۔

باب 65

گلشنِ توحید کی حفاظت کے سلسلہ میں نبیِ اکرم ﷺ نے شرک کے تمام ذرائع اور راستوں کو مکمل طور پر بند کر دیا

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

((انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: السَّيِّدُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قُلْنَا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا، وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا، فَقَالَ: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ.)) [1]

''میں بن عامر کے ایک وفد میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے کہا: ''آپ ﷺ ہمارے سردار ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: سردار تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے'' پھر ہم نے کہا ''آپ ﷺ مقام ومرتبہ میں ہم سب سے افضل اور بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ، یا اس طرح کی (جائز اور مناسب) بات کہا کرو اور (خیال رکھنا کہ) شیطان تمہیں کہیں پھانس نہ لے۔''

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند لوگوں نے کہا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَا خَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا وَسَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ

---

[1] اسناده صحيح: سنن أبي داود، كتاب: اول كتاب الأدب، باب: في كراهية التمادح، ج 5، ص 100، ح: 4806۔ وصححه الألباني فی تحقيقه وفي المشكاة: 4901۔ أيضاً.

الشَّيْطَـانُ ، أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ، مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيْ الَّتِيْ أَنْزَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ .)) [1]

''اے اللہ کے رسول! اور اے ہم سب سے بہتر اور ہمارے بہتر کے بیٹے! اور اے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے! آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم وہی باتیں کرو جو تم کرتے ہو، کہیں شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ میں محمد (ﷺ) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبے اور مقام سے بڑھا دو جو اللہ نے مجھے عطا کیا ہے۔'' (اس حدیث کو امام نسائی نے اچھی سند سے روایت کیا ہے)''

مسائل

① مبالغہ آمیزی سے لوگوں کو ڈرانا۔

② جس شخص کو ((اَنْـتَ سَيِّدِنَـا)) ''آپ ہمارے سردار ہیں'' کہا جائے، اسے جواب میں کیا کہنا چاہیے؟

③ ان لوگوں نے اگرچہ بات صحیح کہی تھی، مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ الشَّيْطَانُ)) ''شیطان کہیں تمہیں پھانس نہ لے۔''

④ نبی کریم ﷺ کے فرمان ((مَـا أُحِـبُّ أَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیْ)) ''کہ میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام ومرتبہ سے بڑھا دو'' کی وضاحت ہوئی۔

---

[1] اسـنـاده صحيح: مسند أحمد: مسند أنس بن مالك ، ج21، ص 216، ح: 13596۔ وعـمـل اليوم والليلةللنسائي: 248، 249۔ صـحـحـه الألبانى فى ''التعليقات الحسان: 6240/71/9.''

باب 66

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رفعتِ شان کا بیان

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝﴾

(سورة الزمر : 68)

''اور انہوں نے کماحقہ اللہ کی قدر نہیں کی، قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا۔

((یَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ یَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلٰی إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِیْنَ عَلَی إِصْبَعٍ ، وَالشَّجَرَ عَلٰی إِصْبَعٍ ، وَالْمَاءِ عَلَی إِصْبَعٍ وَالثَّرٰی عَلَی إِصْبَعٍ ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَی إِصْبَعٍ ، فَیَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ﴾)) [1]

---

[1] صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة الزمر، باب قوله: وما قدر الله حق قدره، ج 6، ص 126، ح: 4811، 7414، 7415۔ وصحيح مسلم، كتاب: صفة القيامة والجنة والنار، ج 8، ص 125، ح: 2786 (19، 20، 21، 22)۔ نقل المؤلف بتصرف بسير.

''اے محمد! (ﷺ) ہم (اپنی کتاب میں یہ بات لکھی ہوئی) پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سارے آسمانوں کو ایک انگلی پر، تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، تمام درختوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، کیچڑ کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ آپ ﷺ (اس کی بات سن کر بطور تصدیق) ہنس پڑے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کماحقہ قدر نہیں کی حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔''

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

((وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَىٰ إِصْبَعٍ ، ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ ، أَنَا اللّٰهُ .)) [1]

''اور (اللہ تعالیٰ قیامت کو) تمام پہاڑ اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھے گا، پھر ان کو ہلا کر کہے گا میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی اللہ ہوں۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے:

((يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلَىٰ إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلَىٰ إِصْبَعٍ ، وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ .)) [2]

''اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا۔''

اور ایک جگہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ

---

[1] المصدر السابق صحيح مسلم: 2786 (19) .

[2] المصدر السابق: صحيح البخاری رقم الحديث: 7451 .

الْيُمْنٰى ، ثُمَّ يَقُولُ: اَنَا الْمَلِكُ ، اَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِى الْاَرَضِيْنَ بِشِمَالِهِ ، ثُمَّ يَقُولُ: اَنَا الْمَلِكُ ، اَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ)) ❶

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست راست میں لے گا اور فرمائے گا ''میں ہی بادشاہوں (زمین میں) سرکشی اور تکبر کرنے والے (آج) کہاں ہیں؟'' پھر اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں (زمین میں) سرکشی اور تکبر کرنے والے (آج) کہاں ہیں؟''

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا:

((مَا السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ اِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِيْ يَدِ أَحَدِكُمْ)) ❷

''ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ رحمٰن کے ہاتھ میں یوں ہوں گے، جیسے تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہوتا ہے۔''

---

❶ صحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين و احكامهم، باب صفات القيامة والجنة والنار، ج 8، ص 126، ح: 2788 (24).

تنبیه:......سند میں عمر بن حمزہ ضعیف ہیں (تقریب) اور وہ "بشماله" کے ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔لہٰذا یہ ٹکڑا منکر مانا جائے گا بقیہ متن "بشماله" کے ذکر کے بغیر صحیح ہے۔جیسا کہ امام بیہقی نے "الأسما والصفات" رقم 706 اور شیخ البانی نے "الصحيحة" رقم 3136" میں کہا ہے۔

وضاحت:......بیہقی کا قول "مسلم 1827 عن عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ مرفوعاً سے تعلق ہے اور اس میں "وكلتا يديه يمين" ہے۔

❷ اسناده حسن: تفسير ابن جرير الطبرى، ج 5، ص 399، ح: 5794.

وضاحت:......سند میں معاذ بن ہشام الدستوائی البصری الیمنی "صدوق" ہیں جو کبھی کبھار وہم کا شکار ہو جاتے تھے۔

اور ابنِ جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یونس نے حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن وہب نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ابنِ زید نے کہا کہ مجھ میرے باپ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ فِی الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ اُلْقِيَتْ فِيْ تُرْسٍ)) ❶

''ساتوں آسمان کرسی کے بالمقابل یوں ہیں جیسے سات درہم کسی ڈھال میں ڈال دیئے جائیں۔''

اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا:

((مَا الْكُرْسِيُّ فِي الْعَرْشِ اِلَّا كَحَلْقَةٍ مِنْ حَدِيْدٍ اُلْقِيَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ فَلَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ)) ❷

''اللہ تعالیٰ کی کرسی اس کے عرش کے مقابلے میں یوں ہے جیسے لوہے کا ایک کڑا کسی وسیع وعریض میدان میں پھینک دیا جائے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے اور دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح ہر آسمان سے اگلے آسمان تک اتنا ہی فاصلہ ہے۔ اور ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان اور کرسی اور پانی کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اللہ کا عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے (یاد رکھو!) تمہارا کوئی عمل

---

❶ اسناده ضعيف: تفسير ابن جرير الطبری، ج 5، ص 399، ح 5794۔

وجہ ضعف: (1) ابن زید یہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہیں نیز (2) ان کے والد ثقہ تابعی ہیں مگر وہ رسول سے بنا واسطہ کے روایت کر رہے ہیں۔ لہٰذا یہ مرسل بھی ہے۔

❷ اسناده ضعيف: المصدر السابق، وجہ ضعف: (1) عبدالرحمٰن بن زید ضعیف ہیں۔ (2) عبدالرحمٰن بن زید اور ابوذر کے درمیان انقطاع بھی ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے، "البداية: 11/1"۔

تنبیہ: ......اس روایت کی تمام طرق میں ضعف موجود ہے اور ایک بھی صحیح نہیں ہیں، دیکھیں "الصحيحة" 109.

اس (اللہ) سے پوشیدہ نہیں۔'' ❶

عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُه أَعْلَمُ، قَالَ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَمَاءٍ، وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَكِثْفُ كُلِّ سَنَةٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ، وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشِ بَحْرٌ، بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَاللّٰهُ تَعَالَى فَوقَ ذَلِكَ، وَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ.)) ❷

''کیا تم جانتے ہو کہ زمین اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، ساتویں آسمان اور عرش الٰہی کے درمیان ایک سمندر ہے۔ اس کے نیچے اور اوپر

---

❶ اسناده حسن وله حكم الرفع: معجم الكبير للطبرانى، ج 9، ص 202، ح: 8987۔ والبيهقى فى "الأسماء والصفات، رقم: 851"۔ والذهبى فى العلو: 15، وقال: "اسناده صحيح" وصححه ابن القيم فى "اجتماع الجيوش الاسلامية، ص 254".

❷ اسناده ضعيف: سنن أبى داود، كتاب: اوّل كتاب السنة، باب فى الجهمية، ج 5، ص 62، ح: 4723، 4724، 4725۔ والترمذى فى سننه، رقم: 3320۔ وابن ماجه: رقم: 193۔ واحمد 1770، 1771.

وجه ضعف: عبداللہ بن عمیرۃ الکوفی اور احنف کے درمیان انقطاع ہے۔ قاله البخارى فى الكبير: 159/5۔ ''اس روایت کو امام ذہبی نے کتاب العلو: 501/1 امام البانی نے الضعيفة: 3/رقم الحديث: 1247 وغیرہ میں ضعیف کہا ہے۔ جبکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، الفتاویٰ: 192/3 اور ابن قیم نے تهذيب السنن: 92/7 میں قوی قرار دیا ہے۔

والے حصوں کے درمیان بھی اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہے۔ بنو آدم کے اعمال میں سے کوئی عمل اس سے پوشیدہ اور مخفی نہیں۔''

مسائل

① قرآنِ کریم کی آیت ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ کی تفسیر ہوئی۔

② اس حدیث میں مذکور اور اس جیسی دیگر باتیں نبیِ کریم ﷺ کے زمانہ تک یہود میں موجود و محفوظ تھیں، چنانچہ انہوں نے نہ تو ان باتوں کا انکار کیا اور نہ کوئی تاویل کی۔

③ رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہودی عالم نے جب ان باتوں کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور مزید تائید کے لیے قرآنِ کریم بھی نازل ہوا۔

④ یہودی عالم کی ان عظیم علمی باتوں پر آپ ﷺ کا ہنسنا۔ (خوشی کی وجہ سے تھا)

⑤ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا اثبات اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ راست میں آسمان اور دوسرے ہاتھ میں زمینیں ہوں گی۔

⑥ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے بایاں ہونے کی صراحت ہے۔

⑦ اللہ تعالیٰ کا اس وقت بڑے بڑے سرکش اور متکبرین کو پکاریں گے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے مقابلہ میں آسمان و زمین ہیں جیسے کسی کے ہاتھ میں رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

⑨ آسمان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی کرسی بڑی ہے۔

⑩ کرسی کی نسبت عرشِ الٰہی بڑا ہے۔

⑪ عرشِ الٰہی، کرسی اور پانی علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

⑫ ہر دو آسمانوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔

⑬ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیانی فاصلہ کی وضاحت ہوئی۔

⑭ کرسی اور پانی کے درمیان مسافت کا بیان ہوا۔

⑮ عرش الٰہی پانی کے اوپر ہے۔

⑯ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہیں۔

⑰ زمین و آسمان کے درمیان مسافت کا بیان ہوا۔

⑱ ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

⑲ ساتوں آسمانوں کے اوپر جو سمندر ہے، اس کے نیچے اور اوپر کے حصوں کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ

ضمیمہ جات

ضمیمہ نمبر 1:...... یہ روایت حسن اس لیے ہے کہ اس کے تمام رواۃ ثقہ، صدوق وحسن الحدیث ہیں۔اس کے رواۃ کا حکم ملاحظہ فرمائیں:

رواة الحديث: اس حدیث کی سند میں مندرجہ ذیل رواۃ ہیں۔

(1) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (مشہور صحابی)

(2) علقمہ: ......ثقه ثبت؛ فقيه عابد؛ امام حجة؛ (تقريب، ج 1، ص 397، رقم: 4673- وتاريخ الاسلام للذهبی: 1683/2.)

(3) شعبی: ...... عامر بن شراحيل: علامة اهل الكوفة فی زمانه، (تاريخ الاسلام الذهبی: 670/3-) ثقة مشهور، فقيه فاضل؛ قال مكحول؛ ما رأيت أفقه منه، (تقريب رقم: 475.)

(4) داؤد الأودی:...... وهو داود بن عبد الله الأودی أبو العلاء الكوفی وهو غير عم عبد الله بن ادريس: امام ذہبی نے کہا: "وفيه لين، ووثقه أحمد ولم يترك" (كاشف: 1441/380/1) اور ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ''ثقہ'' (تقريب، ج 1، ص 199، رقم: 1790-) نیز فرمایا کہ وهو غير عم عبد الله ابن ادريس یعنی داؤد بن عبد الله الاودی أبو العلاء الكوفي- یہ عبداللہ بن ادریس کے چچا نہیں بلکہ ان کے علاوہ دوسرے ہیں۔

جبکہ ان سے قبل (ابن حجر وذہبی سے پہلے) امام ابن معین نے اپنے ایک قول اور امام احمد بن حنبل اور ان کے بیٹے عبداللہ بن أحمد بن حنبل اور امام أبوداؤد السجستانی نے "ثقة" کہہ کر توثیق کی ہے اور امام نسائی نے "ليس به بأس" کہہ کر مقبول قرار دیا ہے اور امام حمیدی نے

صاف کہا ہے۔"بين أمره بأنه ثقة" کہ ان کا معاملہ واضح ہے کہ وہ ثقہ ہی ہیں۔(دیکھیں: تاریخ الدوری: 336/3 اور 27/4۔العلل ومعرفة الرجال عن أحمد رواية عبد اللّٰه: 536/1 و 209/2 اور التاریخ الکبیر للبخاوی: 802/236/3.)

یاد رہے کہ سوائے امام علی بن المدینی اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہما کے کسی اور نے ضعیف نہیں کہا ہے اور انہوں نے "ليس مجهول" ہونے کی بنا پر کہا ہے۔

لہٰذا ان دونوں اماموں سے چونک ہوگئی ہے اس لیے کہ یہ مجہول ہرگز نہیں ہیں جیسا کہ اوپر گزرا۔اسی طرح علامہ البانی اور شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہما کا اس حدیث کو داود الأودی کی وجہ سے ضعیف قرار دینا درست نہیں ہے۔

وجہ :......(1)اس کی سند میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے اور داؤد الاودی ابو العلاء الکوفی صدوق وحسن الحدیث کم از کم ضرور ہیں۔

(2) شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا یہ کہنا:"اسناده ضعيف: داود اثنان أحدهما ضعيف فالسند معلل لعدم تعين الراوى"۔(انوار الصحيفة، ج1 ص 280) کہ یہ سند ضعیف ہے: (کیونکہ) داؤد دو (راوی) ہیں اس میں سے ایک ضعیف ہے اور (یہاں سند میں تعیین نہیں ہے) لہٰذا راوی کے متعین نہ ہونے کی وجہ سے سند معلل ہے۔" درست نہیں ہے۔ان کا یہ قول امام ابن المدینی اور ابن حزم رحمۃ اللہ علیہما کے قول جیسا ہے اور اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے۔

(3) کئی اماموں نے داود الاودی کا تعین کیا ہے۔مثلاً امام المزی نے (تهذيب الكمال: 40/8 رقم الترجمة: 1769۔) امام ذہبی نے (الكاشف: 1441/380/1) اور فرمایا:"روا عنه أبو عوانة، وابن فضيل" کہ داؤد الاودی سے روایت کرنے والوں میں سے ابو عوانۃ اور محمد بن فضیل بھی ہیں۔

اور ابن حجر نے (تقریب ج 1 ص 199 رقم الترجمة: 1790) وغیرہ۔

(4) کئی اماموں نے صراحت کی ہے کہ داؤد الاودی سے محمد بن فضیل نے روایت کی

ہے۔ نیز محمد بن فضیل کے مشائخ میں سے "داؤد الاودی ابو العلا الکوفی "کو بھی بیان کیا ہے۔ اسی طرح سے داؤد الاودی نے شعبی سے بالیقین سنا بھی ہے اور ان سے صحبت بھی رہی ہے۔ اسی وجہ سے امام شعبی کے شاگردوں میں جہاں داؤد الاودی کا ذکر کیا گیا ہے وہیں داؤد الاودی کے مشائخ میں شعبی کا بھی ذکر موجود ہے۔ (دیکھیں مذکورہ حوالہ جات)۔ لہٰذا ''عدمِ تعین'' یا ''مجہول'' ہونے کی بنا پر اس روایت کو ضعیف قرار دینا درست نہیں ہے۔

(5) محمد بن فضیل: یہ کتب ستہ کے راویوں میں سے ہیں، درجنوں حدیث صحیحین میں ان کی موجود ہیں۔(دیکھیں صحیح البخاری، حدیث نمبر 38، 1595، 1300، 1728، 2041 وغیرہ اور صحیح مسلم حدیث نمبر 136 (217)، 195 (329)، 736 (191) وغیرہ۔)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ثقة شيعی"۔(الکشاف: 211/2 .)

اور ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: "صدوق عارف رمي بالتشيع" ۔(تقریب رقم الترجمة : 889 .)

(6) چھٹے راوی امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاد "الفضل بن الصباح البغدادی" ہیں۔ یہ بھی ثقہ (قالہ الذہبی فی الکاف: 4463/122/2 ت) بلکہ ثقہ عابد ہیں (تقریب ص 5401/446 ت) .

خلاصہ :......اس کے تمام رواۃ ثقہ، صدوق وحسن الحدیث ضرور ہیں۔ نیز اس کی سند میں کوئی مدلس راوی بھی نہیں اور نہ ہی کوئی اور علت موجود ہے۔ لہٰذا یہ سند "حسن" ہے۔ ان شاء اللہ۔ جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے "ھذا حدیث حسن غریب"۔ (الترمذی رقم الحدیث: 3070 . واللّٰہ اعلم بالصواب .)

ضمیمہ نمبر 2:...... **وجہ ضعف** : سند میں "دراج بن سمعان أبو السمع" ضعیف ہیں۔ نیز ان کی روایت أبو الہیثم سے ضعیف ہوتی ہے جیسا کہ اس پر امام أحمد و أبو داود رحمۃ اللہ علیہما نے نص بیان کی ہے۔(سؤالات أبی داود للامام أحمد:

247/1 رقم الترجمه: 259۔ الجرح والتعديل، ج 2008/442/3 ت۔ الكامل: 339/1۔ سوألات الآجرى: 21/5۔ تقريب، ج 1، ص 201، رقم الترجمة: 1823.)

ان کی حدیث کو مذکورہ محققین نے بھی ضعیف قرار دیا ہے اور فرمایا: ''دراج كثير المناكير''۔

(1) امام ذہبی رحمہ اللہ (التعليق على المستدرك، ج 1، ص 332، ح 770) اور فرمایا: ''دراج كثير المناكير''۔

(2) علامہ البانی رحمہ اللہ (التعليق الرغيب: 233/2۔ وضعيف موارد الظمان، رقم: 192.)

(3) شیخ شعیب الأرناووط (تحقيق مسند احمد، ج 14، ص 453، ح: 8865.)

(4) شیخ مقبل بن ہادی الوادعی (تتبع الأوهام الحاكم فى المستدرك: 718/1.)

البتہ حدیث ''لو أن السموات السبع ...... الخ'' کے لیے شاہد موجود ہے۔ جو ''لا اله الا اللّٰه'' کی فضیلت پر دال ہے۔ (دیکھیں: مسند احمد: 213/2 دوسرا نسخه، ج 11، ص 570، ح: 6994 عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص: ولفظه: ''فتخرج بطاقة فيها أشهد أن لا اله الا اللّٰه وأن محمد عبده ورسوله ...... فتوضع السجلات فى كفة قال: فطاشت السجلات، وثقلت البطاقة'')۔ یہ حدیث، حدیث بطاقہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ نیز اس کے لیے ایک اور شاہد عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی مروی حدیث ہے جس میں نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے وصیت مذکور ہے۔ اس میں ہے: ((وأمرك بلا اله الا اللّٰه، فان السموات السبع والأرضين السبع لو وضعت فى كفة

ووضعت لا اله الا اللّٰه فی کفة رجعت بهن لا اله الا اللّٰه۔))(مسند احمد، ج 11، ص 150، ح: 6583۔ سنده صحیح .)

ضمیمه نمبر 3:......سند میں کثیر بن فائد البصری سے صرف دو لوگ روایت کرنے والے ہیں اور ان کی کسی نے توثیق نہیں کی ہے۔ لہٰذا وہ مجہول حال ہیں۔ اس وجہ سے شیخ یحییٰ بن علی الحجری نے (اللمع علی اصلاح المجتمع، ص 692) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

مگر "یا ابن آدم لو آتیتني...... الخ" کی شاہد صحیح مسلم (حدیث نمبر 2687(22)) میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے موجود ہے۔ لہٰذا یہ روایت بھی صحیح ہے۔

رہا شیخ یحییٰ بن علی کا قول تو وہ درست معلوم نہیں ہوتا، اس لیے کہ اس راوی کی کسی نے تضعیف نہیں کی ہے، جبکہ ابنِ حبان (الثقات: 25/9) اور امام ذہبی، (الکاشف: 146/2) نے توثیق کی ہے اور ابن حجر نے (تقریب: ص 809) مقبول کہا ہے۔

ضمیمه نمبر 4:......مرفوعاً ضعیف ہونے کی وجہ، مبارك بن فضاله مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ وعمران بن حصین رضی اللہ عنہما کے درمیان انقطاع ہے۔ حسن نے عمران سے نہیں سنا ہے۔ (عند بعض الأئمة)۔ اس کی تیسری وجہ بھی ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ گرچہ کے امام وثقہ ہیں، مگر مدلس ہیں اور یہاں روایت وہ عنعنہ سے کر رہے ہیں۔

نیز ابن حبان نے (صحیح: 1411) میں اور حاکم نے (مستدرك: 216/4) میں ابوعامر صالح بن رستم عن الحسن عن عمران سے روایت کی ہے اور ابو عامر "کثیر الخطا" ہیں۔ (تقریب، ص 445.)

خلاصہ یہ کہ اس میں بھی ضعف موجود ہے۔

البتہ موقوفاً روایت بھی موجود ہے۔ جس کو ابن ابي شيبه نے روایت کیا ہے۔

((حدثنا أبو بكر قال حدثنا هيثم قال أخبرنا يونس عن الحسن عن

عـمران بن حصين أنه رأى في يد رجل حلقة من صفر فقال: "ما هذه"؟ قال من الواهنة قال "لم يزدك الا وهناً، لومت وانت تراها نافعتك لمت على غير الفطرة" مصنف ابن أبى شيبة، ج 5، ص 35، ح: 23460))

نیز یونس کی متابعت منصور نے بھی کی ہے۔(المصدر السابق، ح: 23461.) هشيم عـن منـصـور على الحسين عن عمران سے ایک روایت (معجم الـكبيـر: 179/18، ح: 414) میں بھی ہے، مگر ہشیم سے روایت کرنے والے محمد بن خالد بن عبد اللہ ہیں جو ضعیف ہیں۔ البتہ ان کی متابعت خود امام ابن شیبہ اور امام احمد نے کر رکھی ہے۔(مـصنف ابن ابی شیبة: 372/7 اور ابـانة الکبریٰ لابن بطة، ج 2، ص 860، ح: 1172 عـن عبـد الـلّٰـه بن احمد قال حدثنى أبى قال حدثنا هشيم قال أخبرنا منصور عن الحسن عن عمران بن حصين به.)

لہٰذا منصور کی سند کچھ اس طرح بنتی ہے:((عـن ابـن أبـي شيبة والامام أحمد قالا ثنا هشيم قال أخبرنا يونس...... الخ))

لہٰذا سند کے سبھی رواۃ ثقہ ہیں۔ سوائے حسن بصری رحمہ اللہ کے کہ وہ مدلس ہو کر عن سے روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت مرفوعاً اور موقوفاً دونوں ضعیف ہی ہے۔ لہٰذا جن حضرات کے نزدیک حسن عن عمران بن حصین سماع پر محمول ہے اور ان کے نزدیک حسن کی عمران سے سماع ثابت ہے، تو ان کے نزدیک موقوفاً روایت ثابت ہے۔ البتہ ائمہ کبار نے ان کے درمیان انقطاع ہی مانا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ضـمیمہ نمبر 5:...... **وجہ ضعف** : سند میں خالد بن عبید المعافری مجہول ہیں۔ ان سے صرف حیوۃ بن شریح ہی روایت کیے ہیں۔ مگر ان کی متابعت "ابـن لهيـعة" نے کر رکھی ہے۔ جو کہ سئ الحفظ ہیں۔ البتہ متابعات وشواہد میں ان کو لیا جا سکتا ہے جیسا کہ ابن عبد الحکم نے فتوح مصر، ص 289 میں (عـن أبـى الأسـود النضر بن عبد الجبار عن عبـد الـلّٰـه بن لهيعة عن مشرح بن هاعان به) روایت کیا ہے۔(دیکھیں مسند

أحمد، ج 28، ص 623، ح: 17404 .)

مگراس پر اشکال یہ ہے کہ ابن حبان نے "المجروحین: 367/2" میں کہا ہے کہ شرح بن ھاعان عقبہ بن عامر سے منکر روایتیں کرتے ہیں اور یہاں شرح کی روایت عقبہ ہی سے ہے۔ اگر ابن حبان کے قول کو تشدد پر محمول کر لیا جائے تو ہی یہ روایت حسن ہو سکتی ہے ورنہ یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ضمیمہ نمبر 6:...... **وجہ ضعف**: سند میں أبو صالح باذام ویقال باذان مولی ام ھانی ضعیف ہیں۔ اسی طرح سے ابو صالح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا بھی نہیں ہے۔ (المجروحين لابن حبان : 185/1)۔ اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے جس کو أحمد نے مسند(337/2، 356) اور ترمذی نے سنن(ح1056) میں روایت کیا ہے۔ اس کے لفظ ہیں: ((لعن اللّٰہ زوارات القبور))۔ اس کی سند میں عمر بن أبي سلمة صدوق ضرور ہیں، مگر ان کی یہ روایت ان کے والد أبو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے منکر ہوتی ہے جیسا کہ امام ذہبی نے (میزان الاعتدال ج 3 ص 201 ت 6127) میں کہا ہے۔'' ولعمر عن أبيه مناكير'' اور عمر کی اپنے والد سے روایت منکر شمار کی جاتی ہے۔

نوٹ:...... قبروں پر مسجدیں بنانا یا قبر کو سجدہ گاہ بنانا، اس پر چراغاں کرنا، شریعت کے عمومی دلائل سے ممنوع ہیں۔

ضمیمہ نمبر 7:...... اس حدیث کے تقریباً 5 شواہد ہیں۔

(1) حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ:...... جس کو امام البزار نے (کشف الأستار: 400/3) میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو (غایة المرام رقم 285) میں صحیح کہا ہے۔

(2) حدیثِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ:...... جس کو امام طبرانی نے (اوسط : 7، رقم : 6666) میں روایت کیا ہے۔ اس سند میں "محمد بن ابي السرى" ہیں، جن کی منکر

روایت بھی ہیں، اسی طرح رشدین بن سعد ضعیف ہیں۔

(3) عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث: ......جس کو بزار نے (كشف الأستار، ج 3، ص 399، 400، ح: 3044) میں روایت کیا ہے۔ اس روایت کو شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے (الصحيحة: 2195/228/5) میں بطور شاہد کے قبول کیا ہے۔

(4) حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ: ...... دیکھیں تخریج نمبر 74.

(5) حدیث واثلہ بن الأسقع رضی اللہ عنہ: ......جس کو طبرانی نے (الكبير: 169/22) میں روایت کیا ہے۔ مگر یہ شاہد بننے کے لیے مناسب نہیں ہے۔

ضمیمہ نمبر 8:...... سند اس کی ضعیف ہے۔ وجہ (1) أبو حمزة العطار اسحاق بن الربيع ضعیف ہیں۔

(2) حسن کا سمرہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (على الراجح .)

مگر "ومن أتى كاهناً...... الخ" روایت کی شاہد موجود ہے۔ (دیکھیں ضمیمہ نمبر 7، تخریج نمبر 2، صفحہ نمبر: 118 اور تخریج نمبر 1، 2، صفحہ نمبر: 119۔)

ضمیمہ نمبر 9:...... **وجہ ضعف**: (1) سند میں حبیب بن أبی ثابت مدلس ہیں اور روایت عنعنہ سے ہے۔

(2) عروۃ بن عامر کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور علی الراجح یہ تابعی ہیں۔ (تهذيب: 95/3 .)

لہٰذا روایت مرسل ہے۔

ضمیمہ نمبر 10:...... **وجہ ضعف** : (1) سند میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ العقیلی علی الراجح ضعیف ہیں۔ ان کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا: "في حفظه نظر" (التاريخ الكبير: 399/132/1) اور دوسری جگہ فرمایا: "فيه نظر" (دیکھیں: الكاشف للذهبي: 189/2)۔ اور دارقطنی نے کہا: "ضعيف متروك"۔ (من تكلم فيه الدارقطني في كتاب السنن لا بن زريق الحنبلى، ص 123)

(2) سلمۃ بن عبداللہ الجہنی مجہول حال ہیں۔

(3) انہوں نے فضل سے نہیں سنا ہے۔لہذا سند منقطع بھی ہے۔

ضمیمہ نمبر 11:...... **وجہ ضعف** :(1) سند میں ابو جریر عبداللہ بن حسین الأزدی علی الراجح ضعیف ہیں۔

(2) ابوحریز سے فضیل بن سیرۃ کی روایت میں ائمہ نے کلام کیا ہے۔

(3) واسطہ مجہول ہیں۔

مگر بعض فقرات کی شاہد موجود ہے۔مثلاً:((ثلاثة لا يدخلون الجنة ، مد من الخمر"))۔اس کے کئی شواہد ہیں۔(مثلاً مسند أحمد: 323/10، 324۔ دیکھیں الصحيحة، رقم: 673، 675.)

اس طرح قاطع الرحم اس کی شاہد(بخاری: 5984اور مسلم: 2556 میں ہے)۔اس کے الفاظ ہیں: ((لا يخل الجنة قاطع)) (عن جبير بن مطعم مرفوعاً۔) البتہ "ومصدق بالسحر" الفاظ کا کوئی شاہد نہیں معلوم، لہذا وہ اپنے ضعف پر ہی باقی ہے۔

ضمیمہ نمبر 12:...... تین شواہد تقریباً ہیں۔

(1) حدیثِ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ:......(احمد: 87/4۔ ابن حبان: 2911۔ اسناده صحيح .)

(2) حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہما: ......جس کو طبرانی نے (الكبير: 11842/11) میں رویت کی ہے، مگر اس میں ایک راوی "عبد الرحمٰن بن محمد بن عبد الله العرزهی" ضعیف جدا" ہیں، لہذا یہ شاہد بننے کے لائق نہیں۔

(3) حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: ......جس کو طبرانی نے روایت کیا ہے جیسا کہ(مجمع الزوائد": 192/10) میں ہے۔امام ہیثمی نے کہا: "اسناده جيد"

ضمیمہ نمبر 13:...... **سبب نزول** :ابو برزۃ الأسلمی کاہن تھا اور یہود کا جن

چیزوں میں اختلاف ہوتا وہ فیصلہ کیا کرتا تھا۔ تو کچھ لوگ مسلمانوں میں سے اس کے پاس پہنچ گئے تو اللہ نے یہ آیت کریمہ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ...... الخ﴾ (النساء: 60) نازل فرمائی۔ (الکبیر للطبرانی: 323/11.)

ضمیمہ نمبر 14:......علت یہ ہے کہ امام ترمذی نے اپنے استاد امام محمد (بن اسماعیل البخاری) سے مذکورہ حدیث سے متعلق سوال کیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: "هكذا روى معبد بن خالد عن عبد الله بن يسار عن قتيلة وقال منصور عن عبدالله بن يسار عن حذيفة"۔ قال محمد (بن اسماعيل البخاري) حديث منصور أشبه عندي، وأصح" (العلل الكبير: 659/2) کہ منصور کی سند زیادہ صواب اور اَصح ہے بمقابل معبد بن خالد کی روایت سے۔

وضاحت:...... (1) اگر چہ امام بخاری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو اَصح و اَشبہ مانا ہے مگر اس میں بھی علت موجود ہے اور اس کی سند بھی معلل ہے جیسا کہ تخریج نمبر 1، صفحہ 165 میں بیان ہو چکا ہے، مگر متنِ حدیث کے لیے شواہد ہیں۔

(2) امام بخاری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رویت کو مطلقاً اَصح ہرگز نہیں کہا ہے بلکہ انہوں نے قتیلة کی روایت کے مدمقابل اس کو أصح و أشبه کہا ہے۔ لہٰذا امام بخاری کا یہ قول حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں علل ہونے کی نفی نہیں کرتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ضمیمہ نمبر 15:...... زید بن اَسلم کی روایت:......اس کو ابنِ جریر نے اپنی تفسیر "جامع البيان": 543/11 میں بیان کیا ہے۔ سند میں عبداللہ بن صالح (كاتب الليث) ضعیف ہیں۔ نیز سند مرسلاً بھی ہے۔ اسی طرح قتادہ رحمہ اللہ کی روایت کو بھی ابن جریر نے ہی 544/11 اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں 1830/6 میں قتادہ سے بسند صحیح بیان کیا ہے مگر قتادہ تک ہی یہ سند صحیح ہے اور وہ مرسلاً بیان کرتے ہیں اور مرسل ضعیف کی قسم ہے۔

اسی طرح محمد بن کعب کی روایت کو ابنِ جریر الطبری نے اپنی (تفسیر: 545/11) میں

روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابو معشر نجیع بن عبد الرحمن السندی ضعیف ہیں۔ نیز یہ روایت بھی مرسل ہے۔

فائدہ: قتادہ سے ایک روایت صفحہ نمبر: 185، تخریج نمبر: 2 کے تحت موجود ہے۔ والحمد للہ۔

ضمیمہ نمبر 16:...... **وجہ ضعف**: یہ روایت اسماء اللہ الحسنیٰ کے تعین کے بنا بخاری وغیرہ کی روایت میں موجود ہے اور ترمذی کی روایت میں مرفوعاً 99 ناموں کا ذکر ہے۔ جو کہ دوسری صحیح روایتوں کے مقابل میں ہے۔ اسی لیے کبار ائمہ نے کہا ہے کہ یہ کسی راوی کی طرف سے مدرج ہے۔

امام صنعانی کے مطابق ائمہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ یہ 99 نام بعض راوی کی طرف سے ادراج ہے۔ (سبل السلام: 166/4)۔ اسی طرح کی بات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ: 482/22)۔ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے مطابق ''سند میں موجود راوی ولید بن مسلم مدلس ہیں اور تدلیس لتسویۃ سے بھی متہم ہیں۔'' (تحقیق سنن الترمذی له: 3507 .)

اور یہ ادراج اسی راوی کی طرف سے ہے جیسا کہ ابن تیمیہ، ابن کثیر و ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے۔(مجموع فتاویٰ: 96/8 اور 482/22، تفسیر ابن کثیر، ح: 269۔ فتح لابن حجر: 217/11 .)

فائدہ:...... 99 ناموں والی روایت سنداً گر چہ درست نہیں مگر کئی علماء کرام نے قرآن و سنت کا تتبع کر کے اس کو بیان کیا ہے۔ مثلاً ابن حجر رحمہ اللہ (انظر فتح الباری: 218/11، 219۔) اور ابن عثیمین رحمہ اللہ۔ (انظر المواعد المثلی لابن عثیمین ص 15 .)

اردو میں شیخ ارشد بشیر حفظہ اللہ نے ''اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات'' نامی مقالے میں اس کو مستقل ذکر کیا ہے۔ فجزاهم الله خيراً كثيراً .

ضمیمہ نمبر 17:...... ابوموسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ کی روایت:......((ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسأل هجراً))اس کو امام طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے۔جیسا کہ (المجمع الزوائد 103/3) میں ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے (الصحيحة: 3290) میں صحیح کہا ہے۔اس کی سند میں "عبد اللّٰه بن عياش" صدوق كثير الخطاء ہیں۔لہٰذا ان شاء اللہ یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تقویت پہنچائے گی۔

ضمیمہ نمبر 18:...... ابوداود کی روایت میں أبو حفصة حبيش بن شريح الحبشی ہیں۔ان سے صرف دو لوگ ہی روایت کرنے والے ہیں اور کسی کی معتبر توثیق بھی نہیں ہے۔لہٰذا یہ مجہول الحال ہیں۔لہٰذا متابعت میں مقبول ہوں گے ورنہ "لین" مانا جائے گا۔اس روایت کا امام احمد نے مسند میں بھی روایت کیا ہے۔(ج 37، ص 378، ح: 22705.)

اور اس سند میں أیوب بن زیاد ہیں ان کو ابن ابی زیاد الحمصی بھی کہا جاتا ہے۔ان سے روایت کرنے والے تین ہی لوگ ہیں اور ان کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی نے نہیں کی ہے اور ابن المدینی نے حسن الحدیث کہا ہے۔(تعجيل المغفعة: 333/1 ولسان الميزان: 1352/242/2)۔لہٰذا یہ متابعات وشواہد کے لیے درست ہیں۔

نیز امام ترمذی نے بھی (سنن، رقم: 2155) میں بیان کیا ہے۔مگر اس کی سند میں بھی ایک راوی ضعیف ہیں۔عبد الواحد بن سلیم المالکی البصری۔ان کو ابن حجر نے ضعیف کہا ہے،جبکہ امام بخاری نے فرمایا: "وفيه نظر"۔(التاريخ الكبير: 21/9، رقم: 158)۔اس حدیث کی اور بھی متابعات وشواہد ہیں جن کا حاصل کلام یہ ہے کہ "من حيث المجموع" یہ روایت صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے۔واللہ اعلم۔